میاں بیوی ایک دوسرے کا دل کیسے جیتیں

تالیف

الشیخ عمرو بن عبدالمنعم سلیم

ترجمہ

ابوالقاسم حافظ محمد حماد

تحقیق تخریج وتصحیح

حافظ ندیم ظہیر

تقدیم ونظرثانی

ابومحمد حافظ عبدالستار الحماد

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

تقدیم ---------- 7
مقدمہ ---------- 20

مثالی خاوند

مسلمان، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم ---------- 27
سنتِ نبوی پر ثابت قدم ---------- 31
حسنِ اخلاق کا مالک ---------- 34
اپنی بیوی کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لینے والا اور... ---------- 36
اپنی رفیقۂ حیات کے راز کو راز رکھتا ہے ---------- 40
اپنی بیوی کی طرف سے عذر کی تلاش میں رہتا ہے،... ---------- 42
حقیقت پسند ہوتا ہے، وہ یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ اس کی رفیقۂ حیات ہر لحاظ سے نمونہ ہو ---------- 44
عورت کے ظاہری سراپا سے زیادہ اس کے باطن پر توجہ مرکوز رکھتا ہے - 47
اپنی رفیقۂ حیات کو نیکی کی ترغیب دیتا رہتا ہے ---------- 49
ایک مضبوط پناہ گاہ، مشکلات ومصائب میں عورت جس کا سہارا لے سکے - 50
اپنی شریکِ حیات کے ساتھ نرم خوئی سے پیش آتا ہے... ---------- 52
اپنی رفیقۂ حیات کو تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا ہے،... ---------- 54
اپنی صفائی ستھرائی، خوشبو اور لباس وپوشاک میں خوش ذوقی کا خاص اہتمام کرتا ہے ---------- 56
اپنی شریکِ حیات کا خرچہ بطریق احسن اٹھاتا ہے ---------- 58
اپنی رفیقۂ حیات کے معاملے میں انتہائی غیرت مند ہوتا ہے ---- 60

اپنی رفیقۂ حیات کی تکریم کرتا ہے، اسے ذلیل ورسوا نہیں کرتا، ... 62
پر اعتماد، میدان عمل میں کامیاب 70
اپنے وقت کی تقسیم وترتیب میں ماہر 72
گھر میں بیوی کا ہاتھ بٹاتا ہے اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں مدد دیتا ہے 73
ایک حساس انسان، بیوی کے ساتھ پیش آنے کے ڈھنگ سے واقف 76
عقل مند، سمجھدار، دانا اور دانش مندی میں برتر وفائق 79
یقینی چیز پر عمل کرتا ہے ظن وتخمین کے پیچھے نہیں لگتا 80
اپنی رفیقۂ حیات کی عزت کرتا ہے، اس پر ظلم وزیادتی نہیں کرتا 81

دلربا بیوی

نیک اور دیندار 83
اپنے خاوند کی زبردست اطاعت گزار 89
خاوند کے مال اور اس کی عزت کی محافظ 92
خاوند کا مال اس کی اجازت سے خرچ کرتی ہے 95
خاوند کے گھر کی اس طرح پاسداری کرنے والی کہ گھر میں اس کی کوئی ناپسندیدہ شخصیت قدم نہ رکھنے پائے 98
خاوند کی موجودگی کا لحاظ وخیال رکھنے والی 102
پیکرِ محبت ومودت، مجسمِ رحمت والفت 103
گھر میں بہترین آرائش وزیبائش کے ساتھ، اور عمدہ خوشبو سے معطر ہو کر رہنے والی 105
پاکدامن اور شریف 110

❁ اپنے خاوند کی شکر گزار رہتی ہے، ناشکری نہیں کرتی —— 112
❁ اللہ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنے والی —— 115
❁ اپنے شوہر کو اطاعت و فرمانبرداری اور نیکی کے کاموں پر ابھارنے والی - 117
❁ صبر و ایمان والی —— 121
❁ اجر و ثواب کی امید وار، انا للہ پڑھنے والی —— 123
❁ دل کی غنی اور سیر چشم —— 128
❁ گھر میں قرار پکڑنے والی، اپنی نگاہ کی حفاظت کرنے والی اور زیب و زینت کو مخفی رکھنے والی —— 130
❁ اپنے خاوند کی غیرت کو مد نظر رکھنے والی —— 134
❁ زرخیز، بکثرت بچے جننے والی —— 136
❁ بستر پر خاوند کی چاہت اور مراد کو پورا کرنے والی —— 139
❁ سمجھدار اور زیرک —— 141
❁ عقلمند و دانا —— 142
❁ اپنے گھر اور خاوند کو سنبھالنے والی —— 144
❁ غصے کے وقت اپنی زبان پر کنٹرول رکھنے والی —— 147

چند مضامین جو مجھے پسند آئے

❁ میل جول کے راز اور میاں بیوی کی نفسیات —— 151
❁ ☆پہلا راز —— 151
❁ ☆دوسرا راز —— 151
❁ ☆تیسرا راز —— 152
❁ ☆چوتھا راز —— 152
❁ ☆پانچواں راز —— 152

☆چھٹا راز ---------------------------------- 153
میاں بیوی کے آپس کے میل جول میں تناقض ---------- 154
کچھ اخلاقی قواعد، جنہیں بعض لوگ ایٹیکیٹس کہتے ہیں -------- 155
میاں بیوی کے تعلقات میں خرابی کیسے جنم لیتی ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟ ---------------------------------- 158
نفسیاتی محرک ان مسائل کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے ... - 159
میاں بیوی کے آپس میں سلوک کے لیے نصیحتیں ------------ 163
یہاں پانچ نصیحتیں بیان کی جاتی ہیں جو میاں بیوی کے میل جول میں بہت اہم ہیں ---------------------------------- 164

تقدیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّد وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْن وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَان إِلٰى يَوْمِ الدِّيْن وَبَعْد!

دینِ اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے، اس کے تمام احکام افراط وتفریط سے پاک، انسانی فطری تقاضوں کے عین مطابق اور حد سے تجاوز کی ممانعت پر قائم ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو ناجائز شہوت رانی سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے تو اس کے فطری جذبات وخواہشات کی رعایت کرتے ہوئے اس کا کوئی جائز اور صحیح طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بقائے نسل کا عقلی اور شرعی تقاضا بھی یہی ہے کہ کچھ حدود وشرائط کی پاسداری کرتے ہوئے مرد وزن کے اختلاط کی کوئی تجویز کی جائے، قرآن وسنت نے اس تجویز کو نکاح کی شکل میں ہمارے سامنے رکھا ہے۔ نکاح ایک مقدس رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کی جنسی تسکین اور اس کی فطری خواہشات کی تکمیل کا ایک مہذب طریقہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد وزن کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حکم دیا ہے:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ﴾ [1]

”عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں، دو دو، تین تین اور چار چار سے تم نکاح کرلو۔“

رسول اللہ ﷺ نے امت کے نوجوانوں کو اس سلسلہ میں زبردست ترغیب دلائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھے، وہ نکاح کرے، اس لیے کہ نکاح آنکھوں کو نیچا کرتا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس کو ختم کر

---

[1] ٤/ النساء: ٣۔

دے گا۔“ ❶

اس طرح رہبر امت نے نوجوانوں کے فطری جذبات کو شاندار طریقہ سے محفوظ کیا اور ان کی عفت وعصمت اور شرم وحیا کی حفاظت کے لیے بہترین علاج تجویز فرمایا ہے۔

ہم مسلمان نکاح اس لیے نہیں کرتے ہیں کہ یہ کوئی ہماری ملکی روایت ہے یا ہماری برادری کا کوئی رواج ہے بلکہ ہم اس فریضہ کو اس لیے سرانجام دیتے ہیں کہ یہ تمام انبیا علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ﴾ ❷

”ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں، ان تمام کو ہم نے بیوی بچوں والا بنایا تھا۔“

اس طرح انبیاء کرام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ تھے اور ان کا طرز عمل بہترین اسوۂ حسنہ تھا، لہٰذا انہوں نے خود بھی بکثرت شادیاں کیں اور امت کو بھی اس مضبوط حصار میں آنے کی وصیت فرمائی۔

بہرحال نکاح انسان کو بدکاری، بے حیائی، جنسی آلودگی اور شیطانی وساوس سے محفوظ رکھتا ہے، طرفین میں مودت ومحبت، راحت وسکون اور ان کے دین کی تکمیل کا ذریعہ اور دو خاندانوں میں قربت، محبت اور اتحاد واتفاق کا ضامن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی پہچان کی نشانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴾ ❸

”اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ذریعے سکون واطمینان حاصل کرو پھر اس نے تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کر دی۔“

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ ازدواج کو ایک نعمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحیح مسلم، النکاح: ۱۴۰۰۔ ❷ ۱۳/ الرعد: ۳۸۔ ❸ ۳۰/ الروم: ۲۱۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ ﴾ [1]

''وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اس سے نسب وسسرال کا سلسلہ چلایا۔''

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہمارے ہاں کوئی بیٹی بہو بن کر آتی ہے تو اس سے نسبی رشتہ داری مستحکم ہوتی ہے اور جب ہماری کوئی بیٹی دوسروں کے ہاں بہو بن کر جاتی ہے تو اس کے ذریعے سسرالی رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ پھر ان دونوں قسم کی رشتہ داریوں کے باہمی تعلقات سے پورا معاشرہ جڑ جاتا ہے اور ایک ہی جیسا تمدن وجود میں آتا ہے۔ یہ نکاح کی برکات ہیں کہ اس کے ذریعے ایک اجنبی اپنا اور ایک بیگانہ یگانہ بن جاتا ہے، اسی تعلق کی بنیاد پر ایک مرد کسی کا باپ اور کسی کا بیٹا بنتا ہے، کسی کا دادا اور کسی کا پوتا ہوتا ہے، کسی کا ماموں اور کسی کا چچا بن جاتا ہے، کسی کا بھائی اور کسی کا بہنوئی قرار پاتا ہے، اس تعلق کی بنیاد پر ایک عورت کسی کی ماں، کسی کی دادی، کسی کی نانی، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن بنتی ہے۔ گویا تمام تعلقات نکاح کی پیداوار ہیں، انہی تعلقات سے انسان مہر ومحبت، الفت ومودت، ادب وتمیز، شرم وحیا، عفت وعصمت اور پاکبازی سیکھتا ہے، اگر نکاح کو ہٹالیا جائے یا نکاح کی رسم تو ہو لیکن اس کے حقوق وآداب اور حدود وشرائط کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اس سے جو معاشرہ تشکیل پائے گا، اس میں الفت ومحبت، ہمدردی وغمگساری اور خوش خلقی کے بجائے ظلم وزیادتی، سردمہری، بے شرمی اور بے حیائی کا دور دورہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کے ذریعے ان تمام مذموم صفات کی روک تھام کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① ﴾ [2]

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا پھر اس جوڑے کے ذریعے بہت سے مردوں

---

[1] ۲۵/ الفرقان: ۵۴۔ [2] ۴/ النساء: ۱۔

اور عورتوں کو پھیلایا۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے
اپنا حق مانگتے ہو اور رشتوں کے حقوق کا لحاظ رکھو اللہ تعالیٰ تمہارا نگران ہے۔''

اس آیت کریمہ کو عقد نکاح کے موقع پر بھی پڑھا جاتا ہے تاکہ رشتہ نکاح کی یہ ذمہ داری اور غرض ذہن میں تازہ ہو جائے کہ یہ رشتہ تعلقات جوڑنے کے لیے قائم کیا جا رہا ہے، کاٹنے کے لیے نہیں اور یہ چھوٹا سا خاندان جو آج وجود میں آ رہا ہے یہ پہلی تجربہ گاہ ہے، اگر وہ اس چھوٹے سے کنبہ کا حق ادا نہ کر سکا تو خاندان، معاشرہ اور پوری انسانی دنیا کا حق بھی ادا نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے بے شمار مصالح اور منافع کے حصول کے لیے نکاح مشروع فرمایا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہے، اس بار خلافت کو اٹھانے کے لیے مضبوط، صالح اور بلند کردار کے حامل لوگوں کی ضرورت تھی جو صرف اور صرف شرعی نکاح سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے لوگ اس اعلیٰ منصب کے اہل نہیں ہو سکتے، لہٰذا صالح نسل کے بقا کے لیے نکاح بے حد ضروری ہے، یہی صالح نسل خلیفۃ اللہ بنے گی اور اپنے والدین کے لیے زینت اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی اور ان کے فوت ہو جانے کے بعد یہ ان کے لیے بہترین کمائی ثابت ہو گی، جب وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرے گی۔

بہرحال اسلامی شریعت کی یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے مطالبات کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان کے حصول کے جائز ذرائع مہیا کرتی ہے۔ ہمارے رجحان کے مطابق نکاح کا سب سے بڑا فائدہ گناہ کی زندگی سے حفاظت اور جنسی خواہشات کی جائز ذریعے سے تکمیل ہے۔ نکاح کرتے وقت یہ مقصد پیش نظر رہنا چاہیے، اس کے علاوہ باقی فوائد خود بخود حاصل ہو جائیں گے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے اور اس سے روگردانی کرنے والے سے اپنا تعلق ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نکاح میرا طریقہ ہے اور جو شخص میرے طریقہ پر عمل نہیں کرتا اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔'' [1]

---

[1] ابن ماجہ، النکاح: ۱۸۴٦۔

''نکاح میرا طریقہ ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی بچوں والی زندگی بسر کرنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے جبکہ یہود ونصاری اور ہندوؤں کا یہ طریقہ ہے کہ ان کے ہاں غیر شادی شدہ زندگی گزارنا اور بزعم خویش ریاضت وعبادت میں مشغول رہنا قابل تعریف خیال کیا جاتا ہے۔ نکاح کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انہیں اسلامی معاشرہ کے مفید ارکان بنایا جاسکتا ہے۔ نکاح کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا درج ذیل ارشاد گرامی بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔'' [1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ دو خاندانوں میں اگر دوستانہ تعلقات ہوں تو انہیں قائم رکھنے اور مضبوط رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے رشتہ لینا دینا چاہیے نیز کسی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جائے تو ناجائز تعلقات قائم کرنے کے بجائے نکاح کا جائز تعلق قائم کر لینا بہتر ہے۔ اس سے محبت والفت میں پختگی اور اضافہ ہوگا تاہم اس میں نکاح کی شرائط یعنی عورت کے سرپرست کی اجازت، حق مہر، ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی وغیرہ کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ بہرصورت نکاح باہمی محبت والفت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے اور نکاح انسان کے لیے باعث راحت وسکون ہے۔ اس کے علاوہ انسان میں شرم وحیا پیدا کرتا ہے اور آدمی کو بدکاری سے بچاتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلق میں یہ ضروری تھا کہ کسی ایک کو سربراہی کا درجہ دیا جائے اور اس حساب سے اس پر ذمہ داریاں بھی ڈالی جائیں، ظاہر ہے کہ فطری برتری کے اعتبار سے اس منصب کے لیے شوہر ہی زیادہ موزوں تھا۔ چنانچہ شریعت میں گھر کا سربراہ مرد ہی کو قرار دیا گیا ہے اور بڑی ذمہ داریاں اسی پر ڈالی گئی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ﴾ ''مرد، عورتوں کے سربراہ اور ذمہ دار ہیں۔'' [2]

اس سلسلہ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھر کے سربراہ اور ذمہ دار نیز سرتاج کی حیثیت سے شوہر کی بات مانیں اور بیوی ہونے کی حیثیت سے جو مخصوص خانگی ذمہ داریاں ہیں۔ ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں چنانچہ انہیں کہا گیا:

---

[1] مستدرك حاكم، ص: ١٦٠، ج ٢۔ [2] ٤/ النساء: ٣٤۔

﴿ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ 1

''نیک بیویاں، اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کی عدم موجودگی میں بھی اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔''

لیکن اس سربراہی کا قطعاً مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی اس سربراہی کو اللہ کے مؤاخذہ اور محاسبہ سے بے پروا ہو کر عورتوں پر استعمال کریں، وہ اس معاملہ میں اللہ سے ڈریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے۔'' 2

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی کی بیوی بنتی ہے تو اسے اللہ کی امان اور پناہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے گا تو اللہ کی دی ہوئی امان کو توڑے گا اور اس کے ہاں وہ مجرم ٹھہرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ جملہ عورتوں کے لیے کتنا بڑا شرف ہے اور اس میں ان کے سربراہ شوہروں کو کتنی سخت وارننگ ہے، بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کمالِ ایمان کی علامت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ بہت اچھا ہو اور خاص کر اپنی بیوی کے ساتھ جس کا رویہ انتہائی لطف و محبت کا ہو۔'' 3

آدمی کے اچھے یا بُرے ہونے کا معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ کس طرح کا ہے؟ اگر وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے حق میں بھی اچھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ہدایت کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے خود اپنی مثال پیش فرمائی کہ اللہ کے فضل سے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہوں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی تم میں سے اچھا ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میں اپنی بیویوں کے لیے بہت اچھا ہوں۔'' 4

---

1 ٤/ النساء: ٣٤۔ 2 مسلم، الحج: ٢٩٥٠۔
3 جامع ترمذی، الایمان: ٢٦١٢۔ 4 ترمذی، المناقب: ٣٨٩٥۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیویوں کے ساتھ برتاؤ انتہائی دلجوئی اور دلداری کا تھا جس کی ایک دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھی، ہمارا پیدل دوڑ میں مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی۔ اس کے بعد ایک دوسرے موقع پر جب میرا جسم بھاری ہو چکا تھا، پھر ایک مرتبہ دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے اور آگے نکل گئے اس وقت آپ نے فرمایا: ''یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہو گیا۔'' [1]

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا گھریلو زندگی میں انداز انتہائی ملائمت اور الفت بھرا ہوتا تھا، بلاشبہ بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اور ان کا دل خوش کرنے کی یہ ایک اعلیٰ مثال ہے اور اس میں ان لوگوں کے لیے خاص سبق ہے جن کے نزدیک دین میں اس طرح کی تفریحات کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ گھر میں ہر وقت سنجیدگی طاری کیے رکھنا درست نہیں بلکہ بیوی بچوں سے مناسب مزاح اور ان کا دل خوش کرنے کی کوشش کسی کی بزرگی کے منافی نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ ایک سفر کا واقعہ ہے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ آگے نکل جاؤ، اس کے بعد دو مرتبہ دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا تو وہ کم سن تھیں۔ آپ ان کی کم سنی کا خیال کرتے ہوئے ان کو دل لگی کے مواقع فراہم کرتے تھے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

۲)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ ایک روز حبشی لوگ مسجد میں نیزہ بازی کے جہادی کرتب کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کا کھیل دکھانے کے لیے میرے لیے اپنی چادر کا پردہ کیا اور میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، میں آپ کے کندھے اور کان کے درمیان سے، ان کا کھیل دیکھتی رہی آپ میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود ہی لوٹ آئی۔

آپ فرماتی ہیں کہ تم اندازہ کرو کہ ایک نو عمر اور کھیل کود سے دلچسپی رکھنے والی کا کیا مقام

---

[1] ابو داود، الجهاد: ۲۵۷۸۔

[2] مسند امام احمد، ج٦، ص: ۳۹۔

تھا؟ [1] یہ واقعہ بھی بیویوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حسن معاشرت اوران کی دلجوئی اور دلداری کی اعلیٰ مثال ہے اوراس میں صوفی مزاج لوگوں کے لیے بڑا سبق ہے۔

ہمارے ہاں معمولی بات پر بیوی کو زدوکوب کرنے کا عام رواج ہے، ایسے سخت گیر حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس قسم کی مار پیٹ کے متعلق علم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ہمارے ہاں عورتیں بہت زیادہ آئی ہیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں ایسے لوگ کوئی اچھے آدمی نہیں ہیں۔'' [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنی کسی لونڈی غلام کو مارا نہ کبھی اپنی بیوی کو زدوکوب کیا۔ بلکہ آپ نے تو اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی نہیں مارا۔ [3]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی رفیقہ حیات، بچوں اور نوکروں کو جسمانی سزا دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر کوئی خاوند ظلم کرے گا، حد سے تجاوز کر کے بلاوجہ اپنی شریکۂ حیات کو مارے پیٹے گا تو وہ ظالم ہے جس کا اسے قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا۔ بیوی کا ساتھ چونکہ زندگی کا ساتھ ہے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے صنف نازک پر ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جائز سختی سے بھی گریز کیا جائے تو بہتر ہوگا، لیکن بعض اوقات پھول کی مہک سے خود کو معطر کرنے کے لیے کانٹوں سے واسطہ پڑ جاتا ہے، یا شہد سے لطف اندوز ہونے سے پہلے زہریلے ڈنگ اپنے نرم و نازک جسم میں پیوست کرنا پڑیں یا گوشت کھانے کے لیے سخت ترین ہڈی سے نبرد آزما ہونا پڑے تو ایک مثالی خاوند کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ہم اسوۂ نبوی اور سیرتِ صحابہ سے ایک ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

۱)۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کے اخراجات کے متعلق بے جا مطالبات کی وجہ سے ایک مہینہ تک علیحدہ رہنے کی قسم اٹھالی چنانچہ آپ ایک بالا خانے میں تشریف لے گئے تو وہاں یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

---

[1] بخاري، النكاح: ٥١٩٠۔ [2] ابو داود، النكاح: ٢١٤٦۔

[3] ابن ماجه، النكاح: ١٩٨٤۔

﴿فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝﴾ [1]

''اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دیں، اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اس کا رسول اور دارِ آخرت چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکو کار خواتین کے لیے بہت اجر تیار کر رکھا ہے۔''

اس خاموش احتجاج کا یہ فائدہ ہوا کہ جب آپ انتیس دن کے بعد بالا خانہ سے نیچے آئے تو آپ نے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے اپنے والدین سے مشورہ کیے بغیر جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا بات ہے؟ آپ نے مذکورہ بالا آیات پڑھ کر سنا دیں تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا، بلکہ میں اللہ اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ [2]

اگر کوئی خاوند کٹھن حالات میں اللہ کی مدد کا طالب ہے تو اسے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق ڈھال لینا چاہیے۔

۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں موجود نہ پایا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''وہ کہاں ہیں؟'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، میری ان سے کچھ چپقلش ہوگئی تھی، اس لیے وہ ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس انہوں نے دوپہر نہیں گزاری۔ آپ نے کسی سے کہا جاؤ، دیکھو وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود مسجد میں گئے، دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں لیٹے ہوئے تھے اور پہلو پر چادر اترنے کی وجہ سے مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم پر لگی ہوئی مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا: ''اے ابو تراب اٹھو، اے ابو تراب اٹھو۔'' [3] حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کنیت بہت پسند تھی اور اس سے بہت خوش ہوتے

---

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۲۸، ۲۹۔ [2] مسلم، الطلاق: ۳۶۹۰۔ [3] صحیح بخاری، الصلوٰۃ: ٤٤١۔

تھے کیونکہ اس کنیت سے انہیں رسول اللہ ﷺ نے پکارا تھا۔ [1]

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ کسی اختلاف یا ناراضگی کے موقع پر بیوی کو زدوکوب کرنے کے بجائے خاموش احتجاج بہت کام دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایسے موقع پر بیوی کو گھر سے نکالنے کے بجائے ''قہرِ درویش بر جان درویش'' کے مصداق خاوند ہی مسجد میں ڈیرے ڈال لیتا، وہ کسی ہوٹل، ریسٹورنٹ یا کلب خانہ میں نہیں جاتا تھا۔ اس کے برعکس اگر بیوی ناراض ہو جاتی تو وہ کیا کرتی اس کے متعلق ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عائشہ! جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے اور اسی طرح جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تب بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔'' میں نے عرض کیا آپ یہ کیسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو تم کہتی ہو ''محمد (ﷺ) کے رب کی قسم!'' اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم بالکل ٹھیک ہے، میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ [2]

نیک سیرت بیوی کو چاہیے کہ خاوند سے ناراضگی کے وقت تعلقات اور بات چیت ختم کرنے کے بجائے وہ یہی طرز عمل اختیار کرے جو صدیقۂ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ سے ہمیں ملتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میاں بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کے متعلق جو ہدایات دی ہیں ان کا خاص مقصد یہی ہے کہ یہ تعلق میاں بیوی دونوں کے لیے زیادہ سے زیادہ خوش گوار اور مسرت و راحت کا باعث ہو، اس سلسلہ میں آپ کی تعلیمات کا حاصل یہ ہے۔

بیوی کو چاہیے کہ اپنے شوہر کو اپنے لیے سب سے بالاتر خیال کرے، اس کی وفادار اور فرمانبردار رہے، اس کی خیرخواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے، اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی کو خاوند کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔ اور شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا خیال کرے، اس کی قدر اور اس سے محبت کرے، اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی سے کام

---

[1] صحیح بخاری، الادب: ٦٢٠٤۔ [2] بخاری، النکاح: ٥٢٢٨۔

لے، صبر وتحمل اور دانش مندی سے اس کی اصلاح کے لیے کوشاں رہے، اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات کا خیال رکھے، اس کی راحت رسانی اور دلجوئی کے لیے بھرپور کوشش کرے۔

اگر میاں بیوی ان ہدایات پر عمل کریں گے تو یہ گھران کے لیے جنت کی نظیر بن جائے گا بصورت دیگر یہ گھر ایک جہنم زار ہوگا خواہ اس میں کتنی ہی سہولیات کیوں نہ ہوں۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

بیوی خاوند کے تعلقات کو خوشگوار کیونکر بنایا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر یہ کتاب انتہائی بیش بہا اور معلومات افزا ہے لیکن عام طور پر اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا اسلوب یہ ہوتا ہے کہ نیک بیوی کی خصوصیات کو اس مرد کے مطالعہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے جو شادی کا خواہش مند ہوتا ہے اور نیک خاوند کی امتیازی صفات اس عورت کے مطالعہ کے لیے بیان کی جاتی ہیں جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا ارادہ رکھتی ہے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورت کو اس امر سے روشناس کرایا جائے کہ کس طرح وہ ایسی دلربا بیوی بن سکتی ہے جو صرف نیک ہی نہ ہو بلکہ اس کی ادائیں ایسی خوبصورت ہوں جن کے پیش نظر وہ خاوند کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنا سکے اور خاوند کو یہ بات سکھائی جائے کہ وہ کس طرح ایک مسحور کن خاوند بن سکتا ہے جو اپنی بیوی سے حسن معاشرت اور اپنے خوبصورت طور واطوار کی بنا پر اپنی رفیقۂ حیات کے دل کا مالک بننے کی صلاحیت رکھ سکے۔

"الزوج الساحر والزوجة الساحرة" کے نام سے یہ کتاب عربی زبان میں ہے، جسے عرب کے ایک مشہور ماہر نفسیات اور تجربہ کار عالم دین جناب پروفیسر ابوعبدالرحمٰن عمرو بن عبدالمنعم سلیم نے ترتیب دیا ہے۔ مجھے یہ کتاب میرے بڑے بیٹے حافظ ابوالقاسم محمد حماد سلمہ اللہ نے دکھائی کہ میں اس کا اردو میں ترجمہ کرنا چاہتا ہوں، میں نے اس کی ورق گردانی کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اس کا جلد از جلد ترجمہ ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے معاشرہ کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ برخوردار نے اپنی گھریلو، دعوتی، تدریسی مصروفیات کے باوجود چند دنوں میں اس کا ترجمہ کر دیا اور ترجمہ کرتے وقت ایسا انداز اختیار کیا کہ وہ طبع زاد تالیف معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم، عمل میں برکت فرمائے۔ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ میری

رفیقہ حیات ام محمد جو اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی ہیں، انہوں نے میرے ساتھ تینتیس سال کا طویل عرصہ گزارا ہے، مجھے اس دوران ہاتھ اٹھانا تو در کنار آنکھ سے گھورنے یا زبان سے سخت سست کہنے کا بھی موقع نہیں دیا۔ زندگی میں صرف تین مرتبہ خاموش احتجاج کرنے کی ضرورت پیش آئی، بعد میں راز کھلا کہ میں خود ہی قصوروار تھا اگر یہ کتاب پہلے میرے ہاتھ لگ جاتی تو شاید خاموش احتجاج کی ضرورت بھی پیش نہ آتی بہرحال "ماشاء الله كان ومالم يشأ لم يكن وكان امر الله قدرًا مقدورًا"

مؤلف نے کتاب کا آغاز دو سوالات سے کیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

اے شوہر نامدار! کیا تجھے کبھی اس سوال نے بے چین نہیں کیا کہ میں ایک پرکشش خاوند کیسے بن سکتا ہوں جو اپنی بیوی کے لیے دل کو مسحور کر دے اور اس کے دل کو اس انداز سے برانگیختہ کرے کہ وہ ہمیشہ اسی کی سوچ میں مگن رہے اور ہر وقت اسی پر فریفتہ اور اسی کی آتش شوق میں جلتی رہے۔

اے رفیقہ حیات! کیا تجھے کبھی اس سوال نے بے قرار نہیں کیا کہ میں کس طرح اپنے خاوند کے دل و دماغ کو اپنے قبضہ میں لے سکتی ہوں، اس کے جذبات کو اپنی سحر آفرینی میں جکڑ سکتی ہوں کہ ہر گھڑی، ہر لمحہ اور ہر جگہ اسے میں ہی دکھائی دوں اور وہ آتے جاتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر وقت میرے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

پھر مؤلف نے ان سوالات کا کتاب کے مندرجات میں بھرپور جواب دیا ہے، انہوں نے اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے حصے میں ان عمدہ صفات کو بیان کیا ہے، جن کے زیور سے آراستہ ہونا ایک مسحور کن خاوند کے لیے ضروری ہے اور دوسرے حصے میں ان اعلیٰ خصائل کا ذکر کیا ہے جو ایک دلربا بیوی کی زندگی کا جزو لاینفک ہونی چاہییں تاکہ ان دونوں کی زندگی ایسی زندگی بن جائے جس سے پیار و محبت، والہانہ شوق اور وارفتگی و فریفتگی کے سوتے پھوٹتے ہوں جو راحت و سکون اور رحمت و مودت کا باعث ہوں، تیسرے حصے میں چند ایسے مضامین کا اضافہ کیا ہے جن کا کتاب کے موضوع سے بڑا گہرا تعلق ہے، ان مضامین کے عنوان حسب ذیل ہیں:

☆ میل جول کے راز اور میاں بیوی کی نفسیات
☆ میاں بیوی کے باہمی میل جول میں تناقض
☆ میاں بیوی کے تعلقات میں خرابی کیسے جنم لیتی ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟

کتاب کے آخر میں ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے بڑی عمدہ اور سبق آموز چھ نصیحتیں بیان کی ہیں، مؤلف نے میاں بیوی کے تعلقات اور ان کی اہمیت کو بایں الفاظ اُجاگر کیا ہے:

"میاں بیوی کا یہ تعلق بجلی کی دو تاروں کی طرح ہے، اس تعلق کو دونوں تاروں کی ضرورت ہے، دونوں تاریں ملیں گی تو ان میں محبت کی رو بہہ پڑے گی، جس سے اطمینان وسکون کی چمک پیدا ہوگی اور جذب وشوق اور فریفتگی کی حرارت آئے گی، پھر جب زوجین کے مابین یہ رشتہ مضبوط ہو جائے گا تو اس کی خشکی، تازگی میں بدل جائے گی۔"

بہر حال یہ کتاب میاں بیوی کے تعلقات کو گہرا کرنے اور انہیں خوشگوار بنانے کے لیے نسخہ کیمیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ مکتبہ اسلامیہ نے حسب روایت اسے شایان شان انداز میں شائع کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکتبہ اسلامیہ کے مدیر جناب محمد سرور عاصم اور اس کے روح رواں جناب حافظ محمد عباد کو اپنے ہاں اجر عظیم عطا فرمائے۔ نیز میرے سمیت، مؤلف اور مترجم کی محنت کو ذخیرۂ آخرت بنائے اور ہم سب کو جنت فردوس میں اکٹھا کر دے۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

طالب الدعوات
ابو محمد عبدالستار الحماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں
0300-4178626

یکم فروری 2011
27 صفر 1432 بروز منگل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونعوذ به سبحانه من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم أما بعد:

اے شوہر نامدار!

کیا تجھے کبھی اس سوال نے بے چین نہیں کیا؟ کہ

میں ایک پرکشش خاوند کیسے بن سکتا ہوں جو اپنی بیوی کے دل کو مسحور کر دے، اس کے جذبات کو ایسا برانگیختہ کرے کہ وہ ہمیشہ اسی کی سوچ میں مگن رہے، ہر وقت اسی پر فریفتہ ہو اور اسی کی چاہت کی آگ میں جلتی رہے۔

اور اے رفیقۂ حیات!

کیا تجھے کبھی اس سوال نے بے قرار نہیں کیا؟ کہ

میں اپنے خاوند کے دل ودماغ کو کس طرح اپنے قبضے میں کر سکتی ہوں؟ اس کے جذبات کو اپنی سحر آفرینی میں کیسے جکڑ سکتی ہوں؟ ایسا کیونکر ہو کہ اس کی محبت میرے لیے اس طرح مضطرب و بے چین رہے کہ ہر گھڑی، ہر لحہ اور ہر جگہ اسے میں ہی دکھائی دوں، اور آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت میرے معاملے میں وہ اللہ سے ڈرتا رہے۔

محبت (Love)، احساسات وجذبات (Emotions)، اطمینان، پیار، فریفتگی، چاہت اور دوسرے کے لیے وارفتگی، یہ سب چیزیں آج کل کے دور میں قصۂ پارینہ بن چکی ہیں، ان کی تو صرف یادیں ہی باقی رہ گئی ہیں، بلکہ اکثر اوقات تو یہ سب ایسے خواب ثابت ہوتی ہیں جو شادی اور رخصتی کی صبح کو بیدار ہوتے ہی منتشر ہو جاتے ہیں۔

ازدواجی زندگی ایک مبارک بندھن ہے جس میں میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط اور پختہ بنیاد پر بندھے ہوتے ہیں اور وہ بنیاد اللہ کا کلام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ تمام ادیان اور سماوی وغیر سماوی مذاہب میں اسے ایک پختہ میثاق کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ پختہ میثاق جانبین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ محبت ومودت، پہچان وشناسائی اور صبر وقربانی کا پیکر بن کر تعلق ورشتہ داری کے اس سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لیں۔ تاکہ اس تعلق کا ثمرہ خاندان تک پہنچے، خاندان سے برادری، برادری وقبیلے سے معاشرہ، معاشرے سے جہان حتی کہ پوری انسانیت اس سے مستفید ہو۔ انسانیت کیا اس کا فائدہ تو حیوانات وجمادات تک بھی پہنچے گا۔

پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟ میں نے دیکھا ہے اور بارہا دیکھا ہے کہ بہت سی وہ کتب جن میں اس انتہائی اہم موضوع کو زیر بحث لایا جاتا ہے ان میں زیادہ تر اسلوب یہ ہوتا ہے کہ نیک بیوی کی خصوصیات اس مرد کے مطالعہ کے لیے پیش کی جاتی ہیں جو شادی کا خواہش مند ہو اور نیک خاوند کی خصوصیات اس عورت کے مطالعہ کے لیے بیان کی جاتی ہیں جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا ارادہ رکھتی ہو، حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ

عورت کو اس بات سے روشناس کروایا جائے کہ وہ کس طرح ایسی بیوی بن سکتی ہے جو صرف نیک ہی نہ ہو بلکہ مسحور کن ہو، جو اپنی خوبصورت عادات وخصائل سے اپنے خاوند کے دل ودماغ کو مسحور کر دے۔

صالح انسان وہ نہیں ہے جو صوم وصلوٰۃ اور باقی عبادات کی ادائیگی کا پابند ہو اور بس۔ اس لفظ کا معنی ومفہوم اس سے کہیں وسیع تر ہے۔ یہ لفظ میل جول، تعلق داری، اطاعت وفرمانبرداری اور نیکی وخیر خواہی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، جیسا کہ قدیم محاورہ ہے:

"الدین المعاملة"

یعنی دین داری کی صحیح پہچان معاملات سے ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی سنت اس کی مؤید اور اس کی بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھنے میں بہت مشہور ہے، لیکن وہ اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف دیتی ہے، آپ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! فلاں عورت (نفلی) نماز روزے کا اتنا اہتمام نہیں کرتی، صدقہ کرتی ہے تو پنیر کے چند ٹکڑوں کا، لیکن یہ ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو کبھی تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔'' [1]

جی ہاں! ضرورت اس امر کی ہے کہ

آدمی کو سکھلایا جائے کہ کس طرح وہ ایسا خاوند بن سکتا ہے جو نیک ہونے کے ساتھ ساتھ دل موہ لینے والا ہو، جو اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت اور خوبصورت طور واطوار کی بنا پر اس کے دل کا مالک بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ابوالجہم اور معاویہ بن ابوسفیان کا شمار جلیل القدر صحابہ میں سے ہوتا تھا، لیکن فاطمہ بنت قیس کے لیے نبی اکرم ﷺ کا اشارہ یہ تھا کہ وہ ان دونوں کو چھوڑ کر اس سے شادی کر لے جو نسب میں ان دونوں سے کم تھے، یعنی اسامہ بن زید۔ وجہ یہ تھی کہ اسامہ بن زید کو نیکی و خیر خواہی، حسنِ معاشرت اور دینداری کا وافر حصہ ملا تھا۔

چنانچہ آپ نے فرمایا:

''معاویہ تو ایک خاکسار آدمی ہے، اس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں۔ اور ابوالجہم عورتوں کو بہت مارتا ہے، لیکن اسامہ بن زید (اچھا آدمی ہے)۔''

اس پر فاطمہ نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا: اسامہ! اسامہ! گویا کہ وہ اسے اپنے لائق نہیں سمجھ رہیں۔

آپ ﷺ نے فاطمہ سے کہا:

''اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری تیرے لیے بہتر رہے گی۔''

---

[1] **اسنادہ حسن**، مسند احمد، ۲/ ٤٤٠، رقم: ۹٦۷٥؛ ادب المفرد للبخاری: ۱۱۹؛ کشف الاستار: ۱۹۰۲ وصححہ ابن حبان: ٥۷٦٤ والحاکم، ٤/ ۱٦٦۔

فاطمہ کہتی ہیں: پھر میں نے اسامہ سے ہی نکاح کیا اور نتیجتاً بہت خوش اور آسودہ رہی۔ [1]

بہر حال حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میں اسامہ بن زید کی اچھی عادات، حسنِ معاشرت اور ہر پہلو سے زوجیت کے حقوق کو ملحوظ رکھنے کی بنا پر بہت خوش رہی۔

جب کہ آج کل کے اعداد و شمار کے مطابق صورتِ حال یہ ہے کہ جوڑوں کی اکثریت ایسی ازدواجی زندگی بسر کر رہی ہے جو میل جول اور تعلقات میں اکتاہٹ، بے حسی، کاہلی اور سستی سے لبریز ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی بھی اس بندھن کو خرابی کے ان اسباب سے بچانے کی فکر نہیں کرتا جو کسی نہ کسی مرحلے میں اسے خراب کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی اس بات کا اہتمام نہیں کرتا کہ ابتدا سے ہی اپنے درمیان قائم ہونے والے اس تعلق کو تقویت دینے کی تگ ودو کرے اور ایسی صفات اپنا کر اس رشتے کو مضبوط کرے جنہیں دوسرا فریق پسند کرتا ہو۔

چنانچہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ تعلق اور رشتہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے بلکہ بعض پہلوؤں سے بدنما بن جاتا ہے، حالانکہ اس معزز و محترم رشتے کی نشاط انگیزی اور فروغ دونوں میں سے کسی کی طرف سے کسی طویل کدو کاوش اور جدوجہد کا محتاج نہیں ہوتا۔

پھر یہ ہوتا ہے کہ یہ ایسا رشتہ بن جاتا ہے جسے صرف مصلحت اور ضرورت کی بنا پر نبھایا جاتا ہے، پیار، محبت، مودت، رحمت اور یگانگت سے یہ کوسوں دور ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے وہ فریفتگی جس سے دلوں کو سکون ملتا ہے اور رشتے میں استقرار آتا ہے باقی نہیں رہتی۔

بیوی!

ظاہری آرائش و زیبائش کا کوئی اہتمام نہیں کرتی، چنانچہ خاوند اسے دیکھتا ہے تو ناگفتہ بہ لباس میں......! اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی نگاہ کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور اس کی نظر انہیں دیکھتی ہے جنہیں دیکھنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ دوسری طرف بیوی کی قدر و قیمت اس کی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠ (٣٧١٢)؛ سنن الترمذی: ١١٣٥؛ سنن ابن ماجه: ١٨٦٩۔

نگاہ میں گر جاتی ہے اور بیوی کے معاملے میں وہ لا ابالی پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ بیوی بھی اس کے رویے کو محسوس کرتی ہے جس کی وجہ سے بیوی کے جذبات خاوند کے معاملے میں سرد پڑ جاتے ہیں۔

پھر یا تو زندگی کو زبردستی دھکیل کر گزارنا پڑتا ہے یا پھر کسی اور کی چاہت کے جذبات زندگی کی گاڑی کو دھکا لگاتے ہیں۔ العیاذ باللہ

اور خاوند!

بیوی کے اپنے بارے میں احساسات کو محبت اور پیار کے دو بول اور تعریف و مدح کے چند کلمات کہہ کر تقویت دینے اور گرم رکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا جس کی وجہ سے بیوی عام روٹین کی ازدواجی زندگی، یعنی خدمت، کھانا پکانا اور دھلائی صفائی وغیرہ کی عادی ہو جاتی ہے اور زوجیت کے باقی حقوق کا خیال رکھنے کی اسے ضرورت محسوس نہیں ہوتی، جس سے میاں بیوی میں آہستہ آہستہ بددلی سرایت کرنے لگتی ہے۔

زوجین کے مابین زندگی کے تمام پہلوؤں میں یہی کچھ ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ میاں بیوی کا یہ تعلق بجلی کی دو تاروں کی طرح ہے۔

اس تعلق کو دونوں تاروں کی ضرورت ہے، دونوں تاریں ملیں گی تو اس میں محبت کی بجلی کی رو بہہ پڑے گی جس سے اطمینان و سکون کی چمک پیدا ہو گی اور جذب و شوق اور فریفتگی کی حرارت آئے گی، چنانچہ میاں بیوی کے مابین یہ رشتہ مضبوط ہو جائے گا، اس کی خشکی اور یبوست سرسبزی و تر و تازگی میں بدل جائے گی۔

یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک ان عادات و صفات اور خصائل کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کر لے جن سے پیراستہ اسے دوسرا دیکھنا چاہتا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد وہ اس پر ثابت قدم بھی رہے تاکہ دونوں کے درمیان چاہت و محبت کے جذبات روز افزوں رہیں، یہ ایک ایسی قوت بن جائے گی جو خاندان کے تمام افراد کو کامیابی و کامرانی اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف لے جائے گی۔

میرے محترم بھائی اور عزت مآب بہن!

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اسے میں نے اس اسلوب پر ترتیب دیا ہے کہ میاں بیوی کے حقوق وفرائض اور ایک ایک خصلت، خوبی اور صفت کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔

میں نے پہلے ان عمدہ صفات کو بیان کیا ہے جن کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا ایک خاوند کے لیے ضروری ہے اور بعد میں ان اعلیٰ خصائل کا تذکرہ کیا ہے جو بیوی کی زندگی کا جز ولاینفک ہونی چاہییں تا کہ ان دونوں کی زندگی ایسی زندگی بن جائے جس سے پیار ومحبت، شوق ووارفتگی، فریفتگی ودیوانگی کے ایسے سوتے پھوٹیں جو اطمینان وسکون اور مودت ورحمت کا موجب بنیں۔

میں اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس محنت وکاوش کو مبارک بنا دے۔ اس سے میزان بھاری ہو اور ہر مطالعہ کرنے والے کے لیے مفید ہو، بیشک وہ پاک ذات ہے جو اس کا اختیار رکھتی ہے اور اس پر پوری طرح قادر ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

ابو عبدالرحمن عمرو عبدالمنعم سلیم

مثالی خاوند

مثالی خاوند

مسلمان، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم

صحت نکاح کی پہلی شرط اسلام ہے اور یہ نکاح کا ایسا رکن ہے جس کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ ﴾ [1]

"مشرکین جب تک مومن نہ بن جائیں ان سے نکاح مت کرو، ایک غلام مومن سے نکاح کرنا کسی مشرک سے نکاح کرنے سے بہتر ہے خواہ وہ مشرک تمہیں پسند ہی کیوں نہ ہو۔"

کسی کافر اور مشرک کے عقد میں کسی مسلمان عورت کا ہونا درست نہیں، نہ ہی ایسا نکاح ہوسکتا ہے۔ مسلمان عورت کسی کافر اور مشرک کے لیے کسی صورت حلال نہیں ہوسکتی۔

الغرض! ایک نیک، مسحور کن خاوند کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، اپنے رب کی فرمانبرداری پر ثابت قدم ہو، فرائض کا پابند، احکامِ الٰہیہ کی بجا آوری کرنے والا اور منکرات سے اجتناب کرنے والا ہو۔

ایک آدمی جب اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرنے والا اور حدود اللہ کو پامال کرنے والا ہوگا تو وہ دوسروں کے حقوق کو بالاولیٰ ضائع کرے گا، ایسے مرد کے ساتھ عورت قطعاً خوش نہیں رہ سکتی۔

جب کہ آج کل کی صورتِ حال یہ ہے کہ بوقت نکاح اس قسم کے سوال تو بکثرت ہوتے ہیں:

☆ مرد کا خاندان کیسا ہے؟
☆ اس کی اہلیت وقابلیت کس درجہ کی ہے؟

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۲۱۔

☆ تعلیم کتنی ہے؟
☆ بینک بیلنس، جائیداد، پراپرٹی کتنی ہے؟
☆ کیا اس کا اپنا گھر ہے؟
☆ کیا اس کی کار ہے؟
☆ کاروبار کیا کرتا ہے؟ اور کیا؟......کیا؟......؟؟؟

اور اگر نہیں پوچھا جاتا تو اس کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، اخلاق و کردار، دینداری اور حسن سلوک کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا!!

پھر اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لڑکی کے سرپرست ایسے مرد کو قبول کر لیتے ہیں جو دین کو ضائع کرنے والا اور نمازوں کو برباد کرنے والا ہو، حتیٰ کہ شرابی، جوے باز اور نشے کے عادی کو بھی صرف اس لیے قبول کر لیا جاتا ہے کہ ان کی نگاہ میں اس کا مالی پلہ بھاری ہے، صرف یہ دیکھ کر اس کی دینداری اور خلق و اخلاق کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔

خبردار! یہ لوگ شاید بھول گئے ہیں کہ ان کی بیٹیاں ان کی قیمتی متاع ہیں، اگر یہ ان کے لیے صحیح اور صالح خاوندوں کو منتخب کریں گے تو یہ متاع محفوظ ہاتھوں میں ہوگا، عفت میں ہوگا، خاوند کی امانت میں ہوگا اور اگر غلط انتخاب کریں گے تو......اس غلط اختیار میں جن مصائب اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، عدالتی کارروائیاں اور فیصلے اس پر گواہ ہیں۔

کتنی ہی پاکباز بچیاں دیوث خاوندوں کی وجہ سے حرام کاری میں پڑ گئیں!

کتنے ہی انمول موتی نشہ باز شوہروں کی وجہ سے ذلت و رسوائی میں رل گئے! اور کتنے ہی..........!

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''اس آدمی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟''

حاضرین نے جواب دیا:

''یہ اس قابل ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو ہنس کر اس کے ساتھ نکاح کیا جائے،

سفارش کرے تو فوراً قبول ہو، بات کرے تو لوگ کان لگا کر سنیں۔''

سہل فرماتے ہیں کہ آپ خاموش رہے، اتنے میں ایک غریب مسلمان گزرا، آپ نے دریافت فرمایا:

''اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟''

جواب ملا:

''یہ تو اس لائق ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجے تو کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہو، سفارش کرے تو رد کر دی جائے، بات کرے تو کوئی کان نہ دھرے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

پہلی قسم کے لوگوں سے زمین بھری پڑی ہو تو بھی، دوسرا آدمی اکیلا، ان سب پر بھاری اور ان سے بہتر ہے'' [1]

لہٰذا اے شوہرِ نامدار:

اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری پر استقامت دکھا۔

ہمیشہ وہی خاوند اپنی بیوی کے دل کا مالک بنتا ہے جو اخلاقی طور پر صاف ستھرا ہو، شریعت کا پابند ہو، احکام الٰہیہ کی بجا آوری کرنے والا اور منکرات سے بچنے والا ہو۔

عورت اپنے خاوند میں نیکی اور استقامت دیکھنا پسند کرتی ہے۔ اس دولت پر وہ خود اپنے آپ پر فخر کرتی ہے اور یہی فخر وہ اپنی ہمجولیوں، سہیلیوں، گھر والوں، جاننے والوں، رشتہ داروں، حتی کہ پوری دنیا کے سامنے جتلاتی ہے کہ میں فلاں نیک باز کی بیوی ہوں جو دینداری اور فضیلت کا مینار ہے۔

میں وہ ہوں کہ میرے خاوند نے اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے میری حفاظت کی، مجھے عزت دی، وہ اپنے خیالات میں، اپنی گفتگو میں، اپنے معاملات میں، ہر کام میں، قیام وکوچ میں اور میری موجودگی وعدم موجودگی میں ہمیشہ میرے متعلق اللہ کے سامنے جواب دہی کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، ح: ٥٠٩١، ٦٤٤٧؛ سنن ابن ماجه: ٤١٢٠۔

احساس زندہ رکھتا ہے۔

جب تو ایسا خاوند بن جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار و اطاعت گزار ہو تو تو ہی وہ خاوند ہو گا...... جو صرف اپنی بیوی کو ہی نہیں...... تمام لوگوں کو اپنے جادو میں جکڑ لے گا۔

تو تجھے یہ سب مبارک ہو اور جن لوگوں کو تو ملا ہے انہیں تیرا ملنا مبارک ہو۔

مثالی خاوند

سنتِ نبوی پر ثابت قدم

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ [1]

''جو چیز رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے باز رہو۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [2]

''یہ میرا سیدھا رستہ ہے، اسی پر چلتے رہو، دوسرے رستوں پر مت قدم رکھو ورنہ وہ تمہیں صحیح راہ سے گم کر دیں گے، تمہارے لیے بس یہی وصیت ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اور ان کے ذریعے سے پوری امت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

((علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین، تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ، وایاکم ومحدثات الامور، فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة)) [3]

''میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اپنائے رکھنا، اسے مضبوطی سے تھامنا، اس پر سختی سے کاربند رہنا اور (دین میں) نئے نئے کام

---

[1] ٥٩/ الحشر: ٧۔ [2] ٦/ الانعام: ١٥٣۔

[3] **اسنادہ صحیح**، سنن ابی داود، کتاب السنة باب فی لزوم السنة، ح ٤٦٠٧؛ سنن الترمذی: ٢٦٧٦ وصححه ابن حبان: ١٠٢ والحاکم، ١/ ٩٥، ٩٦۔

کرنے سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ((فمن رغب عن سنتی فلیس منی)) جس شخص نے میری سنت سے منہ موڑا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ [1]

اور آپ ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے:

''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا نیا کام کیا جو اس میں پہلے سے نہیں ہے تو وہ نا قابل قبول ہے۔''

پس ایک مسلمان کھاتا ہے تو سنت کے مطابق، پیتا ہے تو سنت کے مطابق، نکاح کرتا ہے تو سنت کے مطابق اور بیوی سے کوئی معاملہ کرتا ہے تو سنت کے مطابق اور اشرف المخلوقات ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھ کر کرتا ہے، حتی کہ ہم بستری و صحبت میں، اولاد و نسل کے حصول میں اور اولاد کی تربیت میں بھی سنت کو ہی ملحوظ رکھتا ہے۔ مسلمان کی ساری کی ساری زندگی، اعلیٰ سے اعلیٰ، ادنیٰ سے ادنیٰ، بڑی سی بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات سیرت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہوتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہی کی سیرت سب سے کامل، سب سے اکمل اور سب سے اعلیٰ و اشرف ہے۔

اور جب عورت اپنے خاوند پر سنت کے آثار اور سیرتِ نبوی ﷺ کے نقوش منقش ہوتے دیکھتی ہے تو اس کی خوشی اور رشک میں اضافہ ہو جاتا ہے، خاوند کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے، پھر وہ اس کے قرب، اس کی محبت اور اس کی رضا کی متلاشی رہتی ہے اور انتہائی چاہت، وارفتگی، دیوانگی، غیرت وحمیت اور مودت و رحمت کے ساتھ اپنے خاوند سے چمٹ جاتی ہے۔ پورے جسم اور دل و جان سے اس کے لیے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہے اور حسنِ اخلاق و حسن معاشرت کے ذریعے سے اس کا تقرب حاصل کرتی ہے اور اطاعت و فرمانبرداری میں منہمک ہو جاتی ہے۔

اور پھر خاوند اپنی بیوی کے ساتھ، سنت کے التزام اور اس پر ثابت قدمی کی وجہ سے ایک

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: ٥٠٦٣؛ صحیح مسلم: ١٤٠١ / ٣٤٠٣۔

شہزادے اور بادشاہ کی سی زندگی گزارتا ہے۔

جیسا کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ میں منقول ہے، جب آپ ﷺ نے انہیں اسامہ بن زید سے نکاح کا مشورہ دیا اور انہوں نے اسامہ کو سیاہ رنگ اور آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے کمتر سمجھا تو آپ نے فرمایا:

''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تمہارے حق میں بہتر ہے۔'' [1]

آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا کہ اسامہ بن زید اللہ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم تھے اور سنتِ نبوی ﷺ کا خوب التزام فرماتے تھے۔

حتی کہ فاطمہ کو کہنا پڑا کہ پھر میں نے ان سے ہی شادی کی اور بہت فرحان وشادمان رہی، یعنی میں نے ان سے اس لیے شادی کی کہ آپ نے ان کی تعریف فرمائی تھی کہ وہ متبع سنت ہیں، باوجودیکہ وہ سیاہ رنگ اور آزاد کردہ غلام تھے، میں ان کے ساتھ بہت خوش رہی اور ان سے نکاح میرے لیے شادمانیوں کا سندیسہ لایا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ نے انہیں اسامہ سے نکاح کا اشارہ اس لیے دیا کہ آپ اسامہ کی دینداری، فضیلت، حسنِ سلوک اور عمدہ عادات وشمائل سے واقف تھے۔ اسی لیے آپ نے ان سے نکاح کی نصیحت کی، لیکن جب فاطمہ نے ان کے آزاد کردہ غلام ہونے اور رنگ کے انتہائی سیاہ ہونے کی وجہ سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ نے بارہا انہیں اسامہ ہی سے نکاح کی ترغیب دی، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ان کی بھلائی اسی میں ہے اور حقیقت بھی یہی ثابت ہوئی۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم: ۱۴۸۰/ ۳۷۱۲، کما تقدم۔ [2] شرح صحیح مسلم، ۳/ ٦۹٤۔

مثالی خاوند

حسنِ اخلاق کا مالک

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أکمل المؤمنین إیماناً احسنهم خلقًا و خیارهم خیارهم لنساء هم)) [1]

”اہل ایمان میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اوران میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔“

اوراس کے مقابلے میں (بطور وعید) آپ ﷺ نے فرمایا:

((یاعائشة! ان شر الناس منزلةً عندالله یوم القیامة من ودعه، أو ترکه الناس اتقاء فحشه)) [2]

”اے عائشہ! روزِ قیامت اللہ کے ہاں سب سے بُرا مقام اس شخص کا ہوگا جسے لوگوں نے اس کی بدگوئی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔“

اسی طرح آپ نے فرمایا:

((یا عائشة! ایاك والفحش، ایاك والفحش، فان الفحش لو کان رَجُلًا لکان رجل سوءٍ)) [3]

”اے عائشہ! فحش کلام سے بچو، بدگوئی سے پرہیز کرو، پس اگر بدگوئی کو آدمی بنایا جاتا تو وہ بہت برا آدمی ہوتا۔“

اس لیے مسحور کن شوہر وہ ہے جو اپنے حسنِ اخلاق، عمدہ اوصاف اور خوبصورت عادات

---

[1] **اسناده حسن**، مسند احمد، ۲/ ۲۵۰، رقم: ۷۴۰۲ واللفظ له، سنن ابی داود: ۴۶۸۲؛ سنن الترمذی: ۱۱۶۲؛ ابن حبان: ۱۹۲۶؛ المستدرك للحاکم، ۱/ ۳۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشًا ولا متفاحشًا، رقم: ۶۰۳۲، ۶۰۵۴؛ صحیح مسلم: ۲۵۹۱ (۶۵۹۶)؛ سنن ابی داود: ۴۷۹۱؛ سنن الترمذی: ۱۹۹۶۔

[3] **اسناده حسن**، کتاب الضعفاء للعقیلی، ۳/ ۸۵ رقم: ۱۰۵۷، ۱۰۵۵؛ الصحیحة للالبانی: ۵۳۷۔

وخصائل سے اپنی بیوی کو سحر زدہ کر دے، اس کے وجدان کو پگھلا دے اور تنگدستی وآسودگی ہر قسم کے حالات میں اپنی میٹھی اور عمدہ گفتگو سے اسے خوشگواری کا احساس دلائے، ہر وقت اسے اپنی قربت میں رکھے اور احساس دلائے کہ اسے بڑا مقام اور عزت حاصل ہے، اس کا خیال رکھا جاتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((استوصوا بالنساء خيرًا)) [1]

''لوگو! عورتوں کے معاملے میں بھلائی وخیر خواہی کی وصیت قبول کرو۔''

اچھے اخلاق کا حامل خاوند اپنی طرف سے اپنی بیوی کے ساتھ انصاف کرتا ہے، اس کے حق کو پہچانتا ہے، دین ودنیا کے معاملات میں اس کی معاونت کرتا ہے، ہمیشہ اسے نیکی وبھلائی کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ جب آدمی کا اخلاق اچھا ہو تو وہ کبھی بھی اپنی رفیقۂ حیات کو تکلیف سے دوچار نہیں کرتا اور وہ (بیوی) کبھی بھی اس کے منہ سے کوئی بازاری لفظ جو اس کی سماعت کو تکلیف پہنچائے یا کوئی گرا ہوا کلمہ جو اس کی ردائے حیا کو تار تار کرے، گالی یا بدکلامی نہیں سنتی جس سے اس کی قدر ومنزلت مجروح ہو اور اس کی عزت وآبرو پر حرف آئے۔

حسن خلق کی علامات وآثار میں سے ایک بہت بڑی علامت رحم دلی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے ضعف اور کمزوری پر رحم کھائے، اس کی کمی کوتاہی کو نظر انداز کرے اور اس کے ساتھ خندہ پیشانی اور مسکراتے چہرے سے پیش آئے۔

اگر اس سے اچھائی کا صدور ہو تو اس کے سامنے خوشی کا اظہار کرے، اس کا سپاس گزار ہو اور اچھا بدلہ دے اور اگر اس سے کوئی لغزش، کوئی کمی کوتاہی ہو جائے تو درگزر کرے اور معاف کر دے، کیونکہ نیک عورت اچھی اور باوقار گفتگو سے ہی اپنی اصلاح کر لیا کرتی ہے۔

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الوصاة بالنساء، رقم: ٥١٨٦۔

مثالی خاوند

اپنی بیوی کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لینے والا اور اس کے حقوق کو پورا کرنے والا

نبی اکرم ﷺ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرّمًا فلا تظالموا)) [1]

"اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے اور تمہارا آپس میں ظلم کرنا بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔"

اس لیے ایک خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے معاملے میں عدل وانصاف سے کام لے، بالخصوص اگر اس نے ایک سے زیادہ بیویوں سے رشتۂ ازدواج قائم کر رکھا ہے تو کسی ایک کی طرف زیادہ مائل ہونے سے گریز کرے، اپنے کرم واحسان کا جام کسی ایک کے ہاتھ میں دے کر نہ بیٹھ جائے، بلکہ کھانے پینے میں، لباس میں، رات گزارنے میں، حتی کہ سفر کرنے میں بھی ان کے درمیان عدل وانصاف کرے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((إن المقسطین عنداللہ علی منابر من نور عن یمین الرحمن عزوجل۔ وکلتا یدیه یمین۔ الذین یعدلون فی حکمهم وأهلیهم وماوُلُّوا)) [2]

"روز قیامت انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر براجمان

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم، رقم: ٢٥٧٧ (٦٥٧٢)۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضیلة الامام العادل......، رقم: ١٨٢٧ (٤٧٢١)؛ سنن النسائی: ٥٣٨١۔

ہوں گے، رحمٰن کے دائیں جانب اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں (مبارک) ہیں وہ لوگ جو اپنے فیصلوں میں، اپنے گھر والوں میں اور اپنے زیر سایہ لوگوں میں عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے کسی ایک بیوی پر ظلم وزیادتی کرنے یا کسی ایک کو، ان حقوق میں جو خاوند پر واجب ہیں، دوسری پر ترجیح دینے پر سخت زجر وتوبیخ کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

((من كانت له امراتان، فمال الى احدهما جاء يوم القيامة وشقه مائل)) ❶

''جس کی دو بیویاں ہوں اور ایک کی طرف اس کا میلان ورجحان زیادہ ہو تو روز قیامت وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔''

اللہ رب العزت کا یہ فرمان بھی اس کی تصدیق کرتا ہے:

﴿ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝﴾ ❷

''اگر تم چاہو بھی تو عورتوں کے درمیان عدل وانصاف کی طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن کسی ایک کی طرف پورے پورے مائل نہ ہو جایا کرو کہ دوسری معلق ہو کر رہ جائے، البتہ اگر تم اصلاح کی کوشش کرتے رہو اور ڈرتے رہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لیے عدل وانصاف کے عین مطابق ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان برابری کی اعلیٰ ترین مثال چھوڑی ہے۔

---

❶ **اسناده ضعيف**، سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی القسم بين النساء، رقم: ٢١٣٣؛ سنن الترمذی: ١١٤١؛ سنن النسائی: ٣٣٩٤؛ سنن ابن ماجه: ١٩٦٩؛ مسند احمد، ٢/ ٣٤٧؛ المستدرك للحاكم، ٢/ ١٨٦، قتادہ مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ اس روایت کا ایک شاہد اخبار اصبهان لابی نعیم (٢/٣٠٠) میں ہے، لیکن وہ محمد بن الحارث الحارثی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❷ ٤/ النساء: ١٢٩۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اہلیہ کے ہاں تھے کہ امہات المؤمنین میں سے ایک نے کھانے کی پلیٹ آپ کی خدمت میں ارسال کی۔ آپ کی اس بیوی نے جس کے ہاں آپ تشریف فرما تھے خادم کے ہاتھ پر ضرب لگائی جس سے پلیٹ گر کر ٹوٹ گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پلیٹ کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا اور اس میں کھانا ڈالنے لگے اور فرماتے جاتے تھے:

''تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔''

پھر آپ نے خادم کو روکے رکھا حتی کہ جس اہلیہ کے ہاں آپ تھے، اس سے پلیٹ منگوائی اور اس صحیح پلیٹ کو اس کے گھر بھیج دیا جس کی پلیٹ ٹوٹ گئی تھی اور ٹوٹی ہوئی پلیٹ وہیں رہنے دی۔ [1]

الغرض جس خاوند کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں وہ ان سب کو تقسیم کے مواقع پر حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے متاثر کرتا ہے اور ان سب کے درمیان عدل وانصاف کی پوری کوشش کرتا ہے، حتی کہ رات گزارنے، تقسیم اور سفر میں بھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفضل بعضنا علی بعض فی القسم من مکثہ عندنا)) [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیام کی تقسیم کے معاملے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔''

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے:

((کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا أراد سفرًا اقرع بین نسائہ)) [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب اذا کسر قصعةً أو شیئًا لغیرہ، رقم: ۲٤۸۱؛ سنن ابی داود: ۳۵٦۷۔ [2] **حسن**، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، رقم: ۲۱۳۵؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، ۷/ ۷٤، ۷۵؛ مسند احمد، ٦/ ۱۰۷؛ المستدرك للحاکم، ۲/ ۱۸٦۔ [3] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی حدیث الإفك ...... رقم: ۲۷۷۰ (۷۰۲۰) واللفظ له، صحیح بخاری: ۵۲۱۱۔

"رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کیا کرتے تھے۔"

اسی طرح نیک خاوند بیوی کے تمام حقوق پورے کرتا ہے، خاص طور پر ایسے حقوق جن کی بدولت وہ اس کے لیے حلال ہوئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أحق ما أوفيتم من الشروط أن توفوا به ما استحللتم به الفروج)) [1]

"شرطوں میں سب سے زیادہ پوری کی جانے کا حق وہ شرطیں رکھتی ہیں، جن کی بدولت تمہارا بیویوں سے ہمبستری کرنا حلال ہوا ہے۔"

اور آپ نے فرمایا:

((اللهم انی احرج حق الضعيفين: اليتيم والمرأة)) [2]

"اے اللہ! میں دو کمزوروں یتیم اور عورت کے حق کو پامال کرنا ممنوع اور حرام قرار دیتا ہوں۔"

---

[1] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب الشروط في النكاح، رقم: ٥١٥١؛ صحيح مسلم: ١٤١٨ (٣٤٧٢)؛ سنن ابی داود: ٢١٣٩؛ سنن الترمذی: ١١٢٧؛ سنن ابن ماجه: ١٩٥٤؛ سنن النسائی: ٣٢٨٣۔ [2] **اسناده حسن**، سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب حق اليتيم، رقم: ٣٦٧٨؛ السنن الكبرىٰ للنسائی: ٩١٤٩، ٩١٥٠۔

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کے راز کو راز رکھتا ہے

خاوند ان مسائل کو جو اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان ہوں انہیں سرعام بیان نہ کرے، ہاں اگر اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو شرعی طریقہ اختیار کرے اور عورت کے سرپرستوں میں سے کسی کو حَکَم بنالے، جیسا کہ شریعتِ اسلامیہ میں اسے درست قرار دیا گیا ہے۔

لیکن کسی بھی حال میں اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ عورت کے راز افشاں کرے یا بغیر کسی شرعی ضرورت کے اس کے عیوب ظاہر کرے۔

اور سب سے زیادہ سخت اور بڑا جرم یہ ہے کہ وہ ہم بستری کے راز بیان کرنا شروع کر دے اور دوران صحبت میں بیوی کے ردعمل کو بتانے لگے۔

اس کی انتہائی سخت ممانعت ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی اور کبیرہ گناہ ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن من أشر الناس عندالله منزلةً يوم القيامة: الرجل يفضى إلى امرأته وتفضى إليه، ثم ينشر سرها)) [1]

''روز قیامت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جن لوگوں کا سب سے برا اور گھٹیا مقام ہوگا ان میں سے، ایک وہ ہے جو اپنی بیوی سے ہم آغوش ہوتا ہے، اور بیوی اس سے ہم آغوش ہوتی ہے، پھر وہ بیوی کے سربستہ رازوں کو کھولنے لگتا ہے۔''

امام نووی فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأة، رقم: ١٤٣٧ (٣٥٤٢)؛ سنن ابی داود: ٤٨٧٠۔

"اس حدیث میں اس بات کی حرمت بیان کی گئی ہے کہ آدمی وہ راز کھولے جو دورانِ صحبت میں اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان ہیں، اس کی تفاصیل بیان کرے اور بتاتا پھرے بیوی نے اس دوران میں کیا کہا، کیا کیا وغیرہ وغیرہ۔" [1]

اسی طرح مرد، عورت کے تمام رازوں کا، خواہ وہ ماضی سے متعلق ہوں یا حال سے، اس کی امیدوں، اس کے دکھوں، اس کی سعادت وخوش نصیبی کا جس کے لیے وہ تگ ودو کرتی ہے اور اس کی شقاوت وبدنصیبی کا جو اس کی قسمت میں ہو سکتی ہے، ان سب کا ایک خزینہ ہوتا ہے، تو اسے چاہیے کہ ان تمام رازوں کو سنبھال کر رکھے اور کوئی ایسی بات کر کے جسے وہ پسند نہیں کرتی کہ لوگوں کے علم میں آئے، اسے ذلیل ورسوا نہ کرے۔

اور اس تاک میں نہ بیٹھا رہے کہ موقع ملتے ہی اس پر غصہ نکالے یا اس سے علیحدہ ہو جائے یا اس سے منہ موڑ کر لوگوں کو وہ باتیں بتائے جو اس نے بطور امانت اپنے خاوند کے سپرد کی ہیں، جو کہ اس کے ماضی کی یادوں کا، حال کا اور مستقبل کی امیدوں اور آرزووں کا خاص اثاثہ ہیں۔

---

[1] شرح صحیح مسلم، ۳/ ۶۱۰۔

مثالی خاوند

اپنی بیوی کی طرف سے عذر کی تلاش میں رہتا ہے، اس کی لغزشوں اور کوتاہیوں کا متلاشی نہیں ہوتا

اچھا خاوند سمجھدار اور دانا ہوتا ہے، وہ اپنی بیوی کی غلطی اور کوتاہی کی تاک میں نہیں رہتا، کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہی تو اس شیطان کا مقصد ہے، جو باہم پیار ومحبت کرنے والے میاں بیوی کے درمیان چپقلش پیدا کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔

عورت نرم دل اور جذباتی ہوتی ہے، اس پر جذبات کا غلبہ رہتا ہے، جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر بعض اوقات یہ ایسا کام بھی کر بیٹھتی ہے جو فکر سلیم کے خلاف ہوتا ہے، اس طرح وہ ٹھوکر کھا کر غلطی اور کوتاہی میں جا پڑتی ہے۔

اب اچھے خاوند کے لیے کردار ادا کرنے کا موقع ہے، وہ اس کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسے غلطی سے نکال لیتا ہے، اس کی کوتاہی پر درگزر سے کام لیتا ہے اور کہتا ہے:

((لا تثريب عليك، الله يغفرلي ولك))

''ملامت والی کوئی بات نہیں ہے، اللہ مجھے اور تجھے معاف کرے۔''

وہ بیوی کی اس غلطی پر غصہ نہیں دکھاتا بلکہ مناسب الفاظ اور اچھی گفتگو کے ذریعے سے حق کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے، وہ اسے احساس دلاتا ہے کہ میں ہوں نا...... تیرے قریب، تیری بھلائی پر حریص، ہمیشہ تیرا خیال رکھنے والا۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی اسی بات کی طرف راہنمائی کرتا ہے:

((المرأة كالضلع، إن أقمتها كسرتها، وإن استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب المدارة مع النساء......، رقم: ٥١٨٤؛ صحيح مسلم: ١٤٦٨/٣٦٤٦۔

''عورت پسلی کی ہڈی کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر فائدہ اٹھانا چاہو گے تو اس کی کجی میں بھی فائدہ اٹھا لو گے۔''

عورتوں کے معاملے میں وصیت، جیسا کہ آپ نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں خیر خواہی کی وصیت قبول کرو، کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس سے کوتاہی سرزد ہو تو اس وقت اس کے حسن اخلاق اور اچھے افعال کو یاد رکھو۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لا یفرك مومن مومنة، ان کره منها خلقا رضی منها اخر)) [1]

''مومن مرد مومنہ عورت کے خلاف دل میں بغض نہیں رکھتا، اگر اس کی کسی ایک صفت کو ناپسند کرتا ہے تو دوسری کی وجہ سے راضی ہو جاتا ہے۔''

الفرك، کا معنی بغض وعداوت اور نفرت ہے، یعنی مومن مرد مومن عورت کے خلاف دل میں کینہ اور نفرت نہیں پالتا، اگر کوئی چیز اس کے خلاف جا رہی ہے تو بہت سی اس کے حق میں بھی جا رہی ہیں۔ ہم میں سے کوئی انسان بھی کامل نہیں ہے اور حکم غالب چیز کے مطابق لگتا ہے۔ پانی بھی اگر کثیر مقدار میں ہو تو نجس چیز کے گرنے سے نجس نہیں ہو جاتا۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نهٰی رسول الله أن یطرق الرجل أهله لیلاً، أن یتخونهم أو یلتمس عثراتهم)) [2]

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی رات کو اچانک گھر آئے، تاکہ گھر والوں کی کسی خیانت کو پکڑے یا کسی لغزش وکوتاہی کو تلاش کرے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، رقم: ۱۴۶۹ / ۳۶۴۸۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب کراهة الطروق وهو الدخول لیلاً......، رقم: ۷۱۵/ ۴۹۶۹، ۴۹۷۰ واللفظ له، صحیح بخاری: ۱۸۰۱۔

مثالی خاوند

حقیقت پسند ہوتا ہے، وہ یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ اس کی رفیقۂ حیات ہر لحاظ سے نمونہ ہو

خوابوں کی تعبیر میں کامیابی کے لیے حقیقت پسندی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

حقیقت پسندی ہی میاں بیوی کے درمیان محبت اور ان کے رشتے کو استقرار بخشنے کی اساس ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ خاوند جو اپنی بیوی سے محبت کا دعویدار ہے، وہ اس سے مطالبہ کرے کہ اسے دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہونا چاہیے۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی بیوی اس کی نگاہوں میں حسین ترین عورت ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ اس سے مطالبہ کرے کہ اسے دنیا کی ماہر ترین باورچن ہونا چاہیے۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی بیوی کا پکا ہوا کھانا اسے پسند ہے۔

یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ہم سر عورتوں میں وہ سب سے زیادہ متمدن اور تہذیب یافتہ ہو، بلکہ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی رفیقۂ حیات میں اس قدر شائستگی اور تہذیب موجود ہے کہ وہ متوازن زندگی گزار رہے ہیں۔

یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ وہ اس سے خوبصورتی کے کسی خاص معیار کا مطالبہ کرے، مثلاً یہ کہ تمہاری آنکھیں نیلی ہونی چاہییں تھیں یا زرد، ہونی چاہییں تھیں، نرم و نازک بال ہونے چاہییں تھے اور سراپا ایسا کہ ہر ایک کو فریفتہ کرے اور......اور......

بلکہ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اس کی اتنی خوبصورتی پہ راضی رہے جتنی خوبصورتی پر وہ اس وقت راضی تھا جب اسے پہلی بار دیکھا تھا تو وہ اسے پسند آئی تھی اور اس سے شادی کا ارادہ کر لیا تھا۔ تخلیق میں نمونے کا حصول بہت مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خلقت میں درستگی اور نمونے کے قریب ہونے کو دیکھا جائے۔

عورت کا حسن ایک نسبتی چیز ہے، اسی طرح اس کی تہذیب و ثقافت بھی، اور ان سب

چیزوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ خاوند کو کیا اچھا لگتا ہے، اور جو خاوند کو اچھا لگتا ہے اس کا تعلق خرق عادت اور ناممکنات میں سے نہیں ہونا چاہیے۔

☆ میری بیوی کا وزن اتنے کلوگرام زیادہ ہے جو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

ایسی بات ہے تو میں اسے کچھ جسمانی ایکسر سائز اور ورزشیں بتلاؤں یا اسے خاص پرہیز وغیرہ کی تلقین کروں۔

☆ میری بیوی کے بالوں کا رنگ سیاہ ہے اور مجھے سرخ رنگ پسند ہے۔

اس صورت میں مجھے چاہیے کہ میں اسے سرخ مہندی استعمال کرنے کا کہوں تا کہ میرا مقصد پورا ہو جائے۔

☆ میری بیوی کی آنکھوں کا رنگ سیاہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کی آنکھوں کا رنگ نیلا ہو......

اب میں ایسی چیز کا متلاشی ہوں جو مجھے حقیقت پسندی سے نکال رہی ہے، یہ بے جا خواہش ہے، میرے لیے اولیٰ بات یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ اسی حالت میں خوش رہوں، جس حالت میں میں نے اسے پہلی بار دیکھا تو وہ مجھے اچھی لگی تھی، اس وقت اچھی لگی تھی تو آج نیلی آنکھوں کی خواہش کیوں؟

الغرض جن چیزوں کو شرعی اور طبّی وسائل سے حاصل کیا جا سکتا ہو ان کے حصول کی خواہش میں کوئی حرج نہیں، اور اس حد سے باہر قدم رکھنا......؟ یہ بے جا غلو ہے، بیوقوفی اور نادانی ہے اور ایسا بھدا پن ہے جس سے بیوی کے ہاں شوہر اپنی کشش، اپنا سحر کھو بیٹھتا ہے۔ اس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان مشکلات کا دروازہ کھلتا ہے۔ جو اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ معاملہ طلاق تک جا پہنچتا ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اذا خطب أحدكم المرأة فإن استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل)) [1]

---

[1] **حسن**، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأة وهو یرید تزویجها، رقم: ٢٠٨٢؛ مسند احمد، ٣/ ٣٣٤، ٣٦٠؛ المستدرك للحاكم، ٢/ ١٦٥۔

”جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغامِ نکاح بھیجے تو اگر ممکن ہو تو اس کی وہ چیز ضرور دیکھ لے جو اسے نکاح کی طرف مائل کر رہی ہے۔“

آپ کے ارشاد: ”اگر اس چیز کو دیکھ سکے جو اسے نکاح کی طرف مائل کر رہی ہے۔“ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بعض صفات ایسی ہوں گی، سب کی سب نہیں۔ بعض اوقات آدمی کو عورت کی آنکھیں پسند آتی ہیں، اس وجہ سے وہ اس سے نکاح کر لیتا ہے، بعض اوقات اسے عورت کا سراپا اچھا لگتا ہے، بعض اوقات اس کا فربہ جسم، بعض اوقات اس کے بال، بعض اوقات......

اور یہ کہ خوبصورتی، تہذیب وثقافت، حسب ونسب، مال وغیرہ...... کے وہ تمام معیار، جو اس نے قائم کر رکھے ہیں سب کے سب مل جائیں، یہ انتہائی مشکل ہے اور بعض اوقات ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ عورت سے اتنا ہی مطالبہ کرے جو اسے کافی ہو۔

توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

مثالی خاوند

عورت کے ظاہری سراپا سے زیادہ اس کے باطن پر توجہ مرکوز رکھتا ہے

پرکشش مثالی خاوند وہ بنتا ہے جو اپنی بیوی میں دینداری، حسن اخلاق اور اعلیٰ فضائل وخصائل پر نظر رکھے، صرف اس کے ظاہر کو نہ دیکھے باطن پر بھی توجہ دے۔ ظاہری حسن دھوکہ ہوتا ہے اور باطنی حسن قیمتی ہوتا ہے جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اس لیے خاوند کو چاہیے کہ ہر چیز سے پہلے اپنی بیوی کے دین اور اس کے خلق اخلاق کو دیکھے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تنکح المرأة لأربع :لمالها، ولحسبها ولجمالها، ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك)) [1]

''عورت سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال، حسب ونسب، حسن وجمال اور اس کی دینداری کی بنا پر، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، دینداری کو ترجیح دو۔''

آپ کا فرمان: ''تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں'' یہ اس بات پر سخت ڈانٹ ہے کہ صرف عورت کا مال، حسب ونسب اور حسن وجمال دیکھا جائے اور دینداری پر توجہ نہ دی جائے، حالانکہ بہتر بلکہ بہترین یہ ہے کہ آدمی جس سے تعلق جوڑنے جا رہا ہے اس کا دین دیکھے۔ اور تعلق جڑنے اور نکاح ہو جانے کے بعد سب سے زیادہ اور سب سے پہلے عورت کی جس چیز پر توجہ دے وہ اس کی دینداری ہو۔ یہ دینداری عورت کا بھی اصل سرمایہ ہے اور مرد کا بھی۔

اگر دین درست اور قائم ہے تو سمجھو دونوں کی زندگی آسودہ ہے، اور اگر دین خراب ہو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين، رقم: ٥٠٩٠؛ صحيح مسلم: ١٤٦٦/ ٣٦٣٥؛ سنن ابی داود: ٢٠٤٧؛ سنن النسائي: ٣٢٣٠؛ سنن ابن ماجه: ١٨٥٨۔

گیا تو سمجھو کہ دونوں کی زندگی خراب ہوگئی۔

اگر دین میں فساد آ جائے تو چہرے کی خوبصورتی کا کیا فائدہ؟

اگر خُلق اخلاق برا ہو تو مال کس کام کا؟

اگر کھلے عام یا در پردہ خیانت کا ارتکاب ہوتا ہو تو حسب ونسب کیا معنی رکھتا ہے؟

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کو نیکی کی ترغیب دیتا رہتا ہے

اچھا شوہر اپنی بیوی کو نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے، سنتوں پر عمل کرنے اور عبادات میں عزیمتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا رہتا ہے، وہ اسے فرائض کی صحیح طور پر، بروقت ادائیگی پر ابھارتا ہے اور سننِ رواتب کے التزام کی تلقین بھی کرتا ہے اور موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

☆ قرآن پاک کی تلاوت کا کہتا ہے، پڑھنے میں مدد دیتا ہے اور روزانہ اس کے ساتھ قرآن کا دور کرتا ہے۔

☆ صبح وشام کی دعاؤں اور ذکر اذکار پر مداومت کی تلقین کرتا ہے۔

☆ مختلف اوقات کی دعائیں اور اذکار یاد کراتا ہے۔ مثلاً بیت الخلا میں داخل ہونے کی دعا، نکلنے کی دعا، صحبت کی دعا، گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا اور باقی مستحب دعائیں اور اذکار وغیرہ۔

☆ نفلی روزے رکھنے کی ترغیب دیتا ہے، بلکہ اسے شوق دلانے کے لیے خود بھی ساتھ روزہ رکھتا ہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے اسے روزہ رکھنے سے منع نہیں کرتا۔

☆ وقتاً فوقتاً اس کے ایمان کے بارے میں پوچھتا رہتا ہے، کیونکہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اگر ایمان بڑھ رہا ہو تو کم ہونے سے بچانے پر مدد کرتا ہے اور اگر کم ہو رہا ہو تو اضافے میں مدد دیتا ہے۔

☆ اچھے خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو صدقہ کرنے اور مال خرچ کرنے کی ترغیب دے اور بتلائے کہ اللہ کے ہاں صدقہ کرنے والے کا کتنا عظیم مقام ہے۔

☆ دین کے جن امور سے بیوی ناواقف ہو ان کی تعلیم دیتا رہے اور اس سلسلے میں جن کتب اور اہل علم کی سی ڈیز کی ضرورت ہو مہیا کرے، اسی طرح ان تمام امور میں ممد ومعاون ہو جو عورت کے لیے نیکی میں مددگار ہوں۔

مثالی خاوند

ایک مضبوط پناہ گاہ، مشکلات و مصائب میں عورت جس کا سہارا لے سکے

جب عورت کسی مشکل میں، بیماری یا دکھ تکلیف میں ہوتی ہے تو اچھا شوہر اس وقت انتہائی صبر، اعلیٰ کردار اور حسنِ اخلاق کے ذریعے اسے اپنی گرویدہ و دیوانی بنا لیتا ہے۔ یہی وہ اوقات ہوتے ہیں جب عورت کو اس کی نگاہِ رحمت و مودت کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور وہ اس وقت کسی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

پیار و محبت کی نظر، پرسہ کے کلمات اور محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اس کی تکالیف، دکھوں اور غموں کو کم کر دیتا ہے، اس کے رنج کو دور کرنے کا ذریعہ اور اس کی بیماری کا مُد اوا ہوتا ہے۔ یہ نیک خاوند اس کی بیماری کے وقت صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے، اپنے حقوق و فرائض پورے کرتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، اس کی صحت اور حال کے متعلق دریافت کرتا رہتا ہے، اسے کھلاتا پلاتا ہے اور اگر وہ قضائے حاجت کے لیے نہ جا سکتی ہو اور کوئی قریبی عورت بھی موجود نہ ہو جو اسے قضائے حاجت کروا سکے تو اس معاملے میں بھی اس کی مدد کرتا ہے۔ ڈاکٹر حکیم کے پاس لے جانے اور ادویات کی خریداری کے لیے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا اور بیماری کی حالت میں اس سے صحبت و ہمبستری کا تقاضا کر کے اس پر بوجھ نہیں بنتا۔ اس کے لیے مہربان اور صابر بن کر رہتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مثل المؤمنين فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى)) [1]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم: ٦٠١١؛ صحيح مسلم: ٢٥٨٦/ ٦٥٨٦ واللفظ له۔

''اہل ایمان کی آپس میں محبت ومودت اور ایک دوسرے کے لیے نرم وگداز جذبات کی مثال ایک جسم کی سی ہے، جسم کا اگر ایک حصہ بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم اس کے لیے شب بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((من كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته)) [1]

''جو آدمی اپنے کسی بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں مصروف ہوتا ہے، اللہ اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((قال الله تبارك وتعالى: وجبت محبتي للمتحابين فيّ والمتجالسين فيّ والمتزاورين فيّ والمتباذلين فيّ)) [2]

''اللہ رب العزت فرماتے ہیں: میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہوگئی جو میری خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں، میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں، میری خاطر باہم زیارت کرتے ہیں اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

یہ تمام احادیث اگرچہ عام ہیں، لیکن ان کے عموم میں بیوی بھی شامل ہے، بلکہ یہ احادیث خاوند کے دیگر ساتھیوں اور رشتہ داروں کی بنسبت بیوی کے حق میں زیادہ جاتی ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری، كتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم والمسلم ولا يسلمه، رقم: ٢٤٤٢؛ صحيح مسلم: ٢٥٨٠/ ٦٥٧٨؛ سنن ابی داود: ٤٨٩٣؛ سنن الترمذی: ١٤٢٦۔

[2] **اسناده صحيح**، موطا امام مالك، ٢/ ٩٥٣، رقم: ١٧١١ وقال ابن عبدالبر: "وهو اسناده صحيح" التمهيد (٢١/ ١٢٥)؛ مسند عبد بن حميد: ١٢٥؛ مسند احمد، ٥/ ٢٣٣، رقم: ٢٢٠٣٠؛ ابن حبان: ٥٧٥؛ المستدرك للحاكم، ٣/ ٢٦٩، ٤/ ١٦٨، ١٦٩۔

مثالی خاوند

اپنی شریک حیات کے ساتھ نرم خوئی سے پیش آتا ہے اور اس کی طرف سے تکلیف پر صبر کرتا ہے

ایک مثالی یا خوش نصیب جوڑا کہلانے کے لیے یہ شرط قطعاً نہیں ہے کہ میاں بیوی کے درمیان کبھی کوئی مشکل کھڑی نہ ہوئی ہو، اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ عورت ہمہ وقت اور ہمیشہ سیدھی رہے، اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری اور اسے راضی رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ہو۔ شادی کے بعد بعض اوقات مشکل مراحل بھی آتے ہیں، مصائب کی بجلیاں بھی ٹوٹ سکتی ہیں اور بیوی راضی خوشی رہنے کے بعد ناراض بھی ہو سکتی ہے بلکہ مطیع و فرمانبردار ہونے کے بعد نافرمان بھی بن سکتی ہے۔

ایسی صورتِ حال میں اصلاح کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

اس وقت پانی کو دوبارہ اس کے رستے پر ڈالنے کا طریقہ یہی ہے کہ آدمی بیوی کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر کرے اور یاد کرے جب عورت نے ایسے ہی حالات اور ایسے ہی اوقات میں اپنے خاوند کے لیے صبر کا مظاہرہ کیا تھا، کس طرح اس نے ان حالات و اوقات میں خاوند کے غصے، تنگی اور سختی کو برداشت کیا تھا اور ان اوقات کو صبر اور نرم خوئی کے ساتھ گزار لیا تھا۔ اسی طرح اب خاوند کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس پر اور اس کی بیوی پر یہ جو کٹھن وقت آیا ہے تو بیوی پر صبر سے کام لے، بیوی کو راضی کرنے کی کوشش کرے اور زیادہ سے زیادہ مدارات سے کام لے۔

مدارات سے مراد ہے حسنِ سلوک اور نرم خوئی سے پیش آنا اور غلطیوں، کوتاہیوں اور لغزشوں سے صرفِ نظر کرنا اور چشم پوشی سے کام لینا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((المرأة كالضلع، ان اقمتها كسرتها، وان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج)) [1]

---

[1] صحيح بخاري: ٥١٨٤ كما تقدم۔

''عورت پسلی کی ہڈی کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہو گے تو کجی کے باوجود بھی فائدہ اٹھالو گے۔''

اور آپ کا فرمان ہے:

((لا يفرك مؤمن مؤمنةً إن كره منها خلقًا رضي منها آخر)) [1]

''مومن مرد مومنہ عورت کے خلاف دل میں کینہ وبغض نہیں رکھتا، اگر اسے عورت کی ایک خصلت ناپسند ہوتی ہے تو دوسری سے راضی ہو جاتا ہے۔''

اس بنا پر ایک اچھا اور نیک خاوند اپنی بیوی میں کجی کے ظہور کے وقت صبر سے کام لیتا ہے، اپنے قول وفعل سے اسے دکھ نہیں پہنچاتا اور جب تک معاملہ اللہ کے حکم اور مرضی کی طرف لوٹ نہیں جاتا صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے۔

[1] صحيح مسلم: ١٤٦٩، كما تقدم۔

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کو تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا ہے، اسے یوں ہی نہیں چھوڑے رکھتا

یہ شادی کوئی سودا یا کاروبار نہیں ہے، جس میں مفادات کا لین دین ہو، مہر کے عوض ہمبستری ہو یا خدمت کے بدلے میں کھانا پینا اور لباس وغیرہ کی سہولیات دی جاتی ہوں، ہرگز نہیں بلکہ شادی تو زوجین کے درمیان پیار، محبت، سکون، رحمت اور الفت پیدا کرنے کا ایک بندھن، ایک رشتہ، ایک تعلق ہے، تاکہ وہ یہ چیزیں حاصل کر کے یکسوئی کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کر سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ خاوند کے لیے اپنی بیوی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا ایک ضروری امر بن جاتا ہے، جس میں کسی صورت غفلت یا کوتاہی کی گنجائش نہیں ہے، اور یہ بات بھی شک سے ماوراء ہے کہ صحیح اور مسنون طریقے پر اگر کوئی اللہ رب العزت کی عبادت کرنا چاہے تو اس کے لیے شرعی علم بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے اور یہ علم اہل علم سے سوال و جواب، ان کی مجالس میں بیٹھنے اور ان سے طلب کرنے پر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ عورتیں یہ سب کچھ کرنے سے معذور ہیں۔ خاص طور پر اس پُرفتن دور میں جس کا ہمیں سامنا ہے۔

زمانہ نبوت میں معاملہ مختلف تھا اس دور میں اگر کسی عورت کو دینی لحاظ سے کوئی مشکل پیش آتی تو وہ اپنے خاوند کے ذریعے سے نبی اکرم ﷺ سے پوچھ لیا کرتی تھی یا آپ کی ازواجِ مطہرات سے دریافت کر لیتی یا خود ہی آپ سے پوچھ لیتی۔ اگرچہ عہدِ نبوت میں، فتنہ و فساد دبے ہونے کی وجہ سے، یہ کام آسان تھا، لیکن پھر بھی نبی ﷺ اس بات سے غافل نہیں رہے کہ خاوند اپنی بیوی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔ اگر بیوی کو خاوند کے علم کی وجہ سے اپنی کسی دینی مشکل کے حل اور دریافت کے لیے باہر نکلنے کی مشقت نہ اٹھانا پڑے تو یہ اس کے گھر سے نکلنے سے بہت بہتر اور افضل ہے۔ اسی میں اس کی عزت کی حفاظت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ثلاثة لهم أجران: رجل من اهل الكتاب امن بنبيه وامن بمحمد ﷺ، والعبد المملوك إذا أدىٰ حق الله وحق مواليه، ورجل كانت عنده أمة، فأدبها، فأحسن تأديبها، وعلمها فأحسن تعليمها، ثم أعتقها فتزوجها فله أجران)) [1]

''تین قسم کے لوگوں کے لیے دوہرا ثواب ہے۔ اہل کتاب میں سے وہ آدمی جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا، وہ غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا حق بھی اور وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اس کی بہترین تربیت کرے، اچھی طرح علم سے آراستہ کرے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

''باب تعليم الرجل امته واهله''

''یعنی آدمی کے اپنی لونڈی اور اپنی بیوی کو تعلیم دینے کا بیان۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لونڈی کے حوالے سے تو اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت نصاً ثابت ہے جبکہ بیوی کے معاملے میں قیاس کے ذریعے سے، کیونکہ اللہ کے فرائض اور رسول اللہ ﷺ کی سنن کی تعلیم کا اہتمام کرنا لونڈیوں کی بنسبت آزاد اہل خانہ کے لیے زیادہ تاکید کا حامل ہے۔'' [2]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، رقم: ٩٧؛ صحيح مسلم: ١٥٤/ ٣٨٧؛ سنن الترمذی: ١١١٦؛ سنن ابن ماجه: ١٩٥٦۔ [2] فتح الباری، ١/ ١٥١۔

مثالی خاوند

اپنی صفائی ستھرائی، خوشبو اور لباس و پوشاک میں خوش ذوقی کا خاص اہتمام کرتا ہے

"نگاہ دل کی پیامبر ہوتی ہے۔"

اس نگاہ کی بدولت یا تو دل بیمار ہو جاتا ہے یا اسے دوا مل جاتی ہے، دل کی صحت وسقم اس نگاہ ہی کی مرہونِ منت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نکاح کا ارادہ رکھنے والے شخص کو حکم دیا کہ جس سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھ لے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں، اور جس طرح یہ حکم مردوں کے لیے ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی مشروع ہے، کیونکہ جس طرح مرد کو عورت کی کچھ چیزیں پسند ہوتی ہیں اسی طرح عورت کو بھی مرد کی کچھ چیزیں پسند ہوتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنی نظافت، اچھی مہک اور گھر کے اندر اور باہر لباس کے حسنِ انتخاب کے ذریعے سے مسحور کیے رکھے۔ عورت مرد میں دیکھے تو بہتری ہی دیکھے، سونگھے تو اچھی مہک اور خوشبو ہی محسوس کرے۔

خاوند کا فرض بنتا ہے کہ لباس میں حسنِ انتخاب سے کام لے اور وہ لباس پہنے جو وقت کی ضرورت کے مطابق ہو، بیوی کے ہمراہ سونے کے کمرے کا لباس (Sleeping Suit) مختلف ہونا چاہیے اور خاص طور پر اعلیٰ درجے کا ہونا چاہیے۔ اس وقت کی مناسبت سے ایسا خوبصورت لباس منتخب کرے جو وضع قطع میں مختصر ہو، جس سے عورت کے دل و دماغ میں مرد کی قربت کا شوق انگڑائی لے اور صحبت و ہمبستری کی رغبت و خواہش پیدا ہو۔

اور گھر کے اندر عام حالات میں، بیوی اور بال بچوں کے درمیان گھریلو لباس زیب تن کرے جو اس وقت کے لیے مناسب ہو، جس سے اس کا ستر محفوظ اور چھپا رہے اور ساتھ ساتھ بیوی کی نگاہ کو بھا جانے والا بھی ہو۔ ایسا لباس نہ پہنے جو کٹا پھٹا، بے ہودہ، بوسیدہ، میلا

کچیلا، دھبے دار یا داغدار ہو، بلکہ خوبصورت لباس منتخب کرے جو دل کو بھائے اور آنکھ کو اچھا لگے، کھلا ہو کہ اسکی وجہ سے تکلف میں نہ پڑے۔

اور جب کام کے لیے نکلے تو قد وقامت کے لحاظ سے پورا اور مکمل لباس پہنے، جس میں پُروقار اور باعزت نظر آئے۔

اسی طرح جب بیوی کے ساتھ نکلے تو بھی مکمل طور پر خوش لباسی وخوش پوشا کی کا مظاہرہ کرے، ایسی صورت میں ہی عورت کو اپنے خاوند پر فخر محسوس ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر آدمی لباس پر کوئی توجہ نہ دے، اس کے دل ودماغ میں اس کی کوئی اہمیت نہ ہو اور وہ پرانے کپڑوں میں نکل کھڑا ہو یا اس نے کام والے کپڑے پہنے ہوئے ہوں، جو میلے ہو چکے ہیں یا ان سے بدبو آرہی ہے تو ایسی صورت میں عورت کو سبکی محسوس ہوتی ہے اور وہ تمنا کرتی ہے کہ کاش! میں اس کے ساتھ نہ نکلتی، اسے برے برے خیالات تنگ کیے رکھتے ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ کاش! زمین پھٹ جائے اور ہم دونوں میں سے ایک کو نگل لے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، آپ نے ایک پراگندہ حال آدمی کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أما كان يجد ما يسكن به شعره؟))

''اسے کوئی چیز نہیں ملی؟ جس سے یہ اپنے بالوں کو سنوار لیتا۔''

اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے میلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، اور فرمایا:

((اما كان هذا يجد ماء يغسل به ثوبه؟)) [1]

''اسے پانی نہیں ملا کہ اس سے اپنے کپڑے ہی دھو لیتا؟''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كان له شعر فليكرمه)) [2]

''جس نے بال رکھے ہوں وہ ان کی تکریم کرے۔''

---

[1] **اسناده صحيح** ، سنن ابى داود ، كتاب اللباس ، باب فى الخلقان وفى غسل الثوب ، رقم: ٤٠٦٢؛ سنن النسائى: ٥٢٣٨؛ المستدرك للحاكم ، ٤/ ١٨٦؛ ابن حبان: ٥٤٨٣۔

[2] **اسناده حسن**، سنن ابى داود ، كتاب الرجل ، باب فى اصلاح الشعر ، رقم: ٤١٦٣۔

مثالی خاوند

اپنی شریک حیات کا خرچہ بطریق احسن اٹھاتا ہے

خاوند پر بیوی کے جو حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ معروف طریقے سے اس کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کا خرچہ برداشت کرے، اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے بیوی پر نگرانی کا اعزاز خاوند کو دیا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ [1]

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے مال خرچ کیے ہیں۔''

اور معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پر بیوی کے حقوق کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أن تطعمها إذا طعمت وتكسوها إذا اكتسيت)) [2]

''جب تو خود کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے۔''

اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انك لن تنفق نفقةً تبتغي بها وجه الله إلا أجرت عليها حتى ما تجعل في فيِّ امرأتك)) [3]

---

[1] ٤/ النساء: ٣٤۔ [2] **اسناده صحيح**، سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی حق المرأة على زوجها، رقم: ٢١٤٢؛ سنن ابن ماجه: ١٨٥٠۔ [3] صحيح بخاری، كتاب الايمان، باب ماجاء أن الأعمال بالنية...... ، رقم: ٥٦، ١٢٩٥؛ صحيح مسلم: ١٦٢٨ (٤٢٠٩)؛ سنن ابی داود: ٢٨٦٤؛ سنن الترمذی: ٢١١٦؛ سنن ابن ماجه: ٢٧٠٨۔

”تو اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کے لیے جو بھی خرچ کرتا ہے اس پر تجھے اجر ملتا ہے، حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتا ہے اس پر بھی۔“

اسی طرح حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أفضل دينار ينفقه الرجل، دينار ينفقه على عياله)) [1]

”سب سے افضل دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔“

الغرض رفیقۂ حیات کے بارے میں وصیت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا خلاصہ یہ ہے کہ خرچ کرنے کے معاملے میں اچھا رویہ اختیار کیا جائے اور بخل سے کام نہ لیا جائے۔ معاشرے میں مادی لحاظ سے جو عورتیں بیوی کے ہم پلہ ہیں انہیں جو ملتا ہے وہ اسے بھی ملنا چاہیے، اور اگر اس سے بہتر رویہ اپنایا جائے تو اس احسان کا بدلہ بھی اللہ کے ہاں احسان کی صورت میں ملے گا۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ﴾ [2]

”ہر وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔“

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك……، رقم: ٩٩٤ (٢٣١٠)؛ سنن الترمذي: ١٩٦٦؛ سنن ابن ماجه: ٢٧٦٠۔ [2] ٦٥/ الطلاق: ٧۔

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کے معاملے میں انتہائی غیرت مند ہوتا ہے

بیوی ایک اعلیٰ ونفیس ہیرا اور چھپا ہوا موتی ہوتا ہے، اسے اجنبیوں کی نگاہوں اور بیمار دلوں کی طمع کی میل سے میلا نہیں ہونے دینا چاہیے، خاوند کے لیے یہ انمول سرمایہ ہوتا ہے، یہ اس کی محبت ہے، یہی اہل ہے، یہی عزت، یہی حسن و جمال، یہی مال و دولت، یہی دنیا اور یہی دین ہے۔

خاوند کی ملکیت میں جو کچھ بھی ہے اس میں سب سے عمدہ و اعلیٰ چیز یہی ہے۔

ایک اچھا اور نیک خاوند اپنی بیوی پر غیرت مند ہوتا ہے اور وہ اپنی بیوی کو گدلا ہونے اور باعث ننگ و عار ہونے سے بچا کر اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

صحابہ کے ہاں بھی غیرت کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''اگر میں اپنی بیوی کے ہمراہ کسی اجنبی مرد کو دیکھ لوں تو فوراً اس کی گردن اتار دوں اور قطعاً درگزر سے کام نہ لوں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أتعجبون من غيرة سعد؟ فوالله لأنا أغير منه، والله أغير مني)) [1]

''کیا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الغیرۃ'' غین کے فتحہ کے ساتھ ہے، اس کا اصل معنی روکنا ہے۔ اور آدمی کے اپنے گھر والوں پر غیرت مند ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں کسی اجنبی کے ساتھ نظر بازی یا گفتگو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الحدود، باب من رأى مع امرأته رجلاً فقتله، رقم: ٦٨٤٦؛ صحيح مسلم: ١٤٩٩ (٣٧٦٤)۔

وغیرہ کے تعلق سے باز رکھتا ہے۔ یہ غیرت صفتِ کمال ہے، اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سعد بڑا غیرت مند ہے، میں اس سے زیادہ غیرت مند اور اللہ مجھ سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔'' ❶

خلاصہ یہ کہ اچھا خاوند وہ ہے جو اپنی بیوی پر غیرت کھانے والا ہو، اس میں کسی قسم کی برائی برداشت نہ کرے، خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو، بلکہ وہ اس کے اسباب ومحرکات سے بھی بیوی کو بچا کر رکھے۔

بیوی کی موجودگی وعدم موجودگی کو اپنی نگرانی، حفاظت، توجہ اور خیال کے دائرے میں رکھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس شخص کو اپنے گھر والوں کے متعلق کسی غلط کاری کا اندیشہ ہو اور وہ صرف اس لیے چشم پوشی سے کام لے کہ اسے ان سے بڑا پیار ہے، یا اس لیے کہ اس کے چھوٹے بچے ہیں، معاملہ عدالت تک پہنچ جائے گا اور اسے ان کا خرچہ وغیرہ دینا پڑے گا...... تو یہ شخص اس سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے جو اس کی بیوی سے تعلق رکھتا ہے۔''

''جس آدمی میں غیرت ہی نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔'' ❷

---

❶ شرح صحیح مسلم، ۳/ ۷۲۵۔ ❷ الکبائر، ص: ۱۰۱۔

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کی تکریم کرتا ہے، اسے ذلیل ورسوا نہیں کرتا، نافرمانی کے وقت اچھے طریقے سے معاملہ سدھارتا ہے

عورت اگر درست رہے تو اچھا خاوند اسے عزت دیتا ہے، اور اگر نافرمانی کرے، اطاعت وفرمانبرداری کی بجائے سرکشی کا مظاہرہ کرے، پھر بھی خاوند کو زیبا نہیں کہ اسے ذلیل کرے، بلکہ برائی کا بدلہ اچھائی سے، بدسلوکی کا حسنِ سلوک سے اور غیر اخلاقی طرز کلام کا بدلہ شائستہ اور مہذب گفتگو کے ذریعے سے دینا چاہیے۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((استوصوا بالنساء خيراً))

''عورتوں کے بارے میں اچھی وصیت قبول کرو۔'' [1]

اللہ رب العزت قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ ﴾ [2]

''اور وہ عورتیں جن کی طرف سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو انہیں وعظ ونصیحت کرو، انہیں بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کی پٹائی کرو، اگر وہ تمہاری فرمانبردار بن جائیں، تو ان پر زیادتی کے بہانے مت تلاش کرو۔ اللہ رب العزت بلند شان، بڑائی والے ہیں۔''

گویا عورت اگر نافرمان بن جائے تو اللہ رب العزت نے مرد کے لیے یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ وہ اچھے انداز سے اس کی اصلاح کرے، ایسا انداز جس میں ایک طرف میاں بیوی

---

[1] صحيح بخاری: ٥١٨٦؛ صحيح مسلم: ١٤٦٨، كما تقدم۔ [2] ٤/ النساء: ٣٤۔

دونوں کی بہتری ہو اور دوسری طرف اولاد کی بھلائی مدنظر ہو، جس سے طلاق کی بنا پر گھر کا اتحاد پارہ پارہ نہ ہو، نہ ہی افراد خانہ ہی کے درمیان فتنہ وفساد کا ایسا زہر پھیلے کہ ان اختلافات کی بنا پر زندگی گزارنا دوبھر ہو جائے۔ اور تیسری طرف پورے خاندان و معاشرہ کی خیر خواہی مقصود ہو، کیونکہ معاشرے کی اکائیوں- مسلم خاندانوں- کا اتحاد اور ان کی مضبوطی خود اس کی قوت اور مضبوطی ہے۔

سابقہ آیت بتلاتی ہے کہ نافرمانی کے وقت عورت کی اصلاح اور تربیت کے بتدریج کچھ مراحل ہیں۔ ان مراحل میں عورت کے لیے نرمی اور اس کی نافرمانی کے درجہ و کیفیت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ مراحل حسب ذیل ہیں:

① وعظ و نصیحت:

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے "فعظوھن" یعنی انہیں وعظ و نصیحت کرو۔

وعظ و نصیحت میں ترغیب وترہیب سے کام لینا چاہیے، اس میں بدگوئی کی قبیل سے کوئی بات نہ ہو، مثلاً گالی گلوچ، عار دلانا یا بہتان تراشی وغیرہ۔ کیونکہ وعظ و نصیحت کا مقصود ہی خیر و بھلائی اور شفقت ہوتا ہے، جیسا کہ اس فرمان الٰہی سے ظاہر ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ ...... ﴾ [1]

"اور یاد کرو جب لقمان علیہ السلام نے اپنے برخوردار کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا......"

اسی طرح وعظ و نصیحت کا مقصد نفع مند چیز کی نصیحت کرنا اور نقصان دہ سے ڈرانا بھی ہوتا ہے، ان سب کے ساتھ سب وشتم اور عار دلانے کا کوئی واسطہ، کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

وعظ و نصیحت اس طرح نہیں ہوتی جس طرح آج کل کے خاوند کرتے ہیں۔ یہ جب اپنی بیویوں کو نصیحت کرنا چاہتے ہیں تو گالی گلوچ اور سب وشتم کا ایسا زہر اگلتے ہیں کہ پاکدامن خاتون کی برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔

حالانکہ وعظ و نصیحت تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی باتیں یاد دلائی جائیں، انہی

---

[1] ۳۱/ لقمان: ۱۳۔

کے ذریعے سے ترغیب دی جائے، ڈرایا جائے اور بتایا جائے کہ عورت کس طرح کے حسنِ اخلاق کی حاملہ ہونی چاہیے اور مکمل طور پر خاوند کی مطیع فرمان بن کر رہنا چاہیے وغیرہ،

اور ہاں یہاں پر خاص بات یہ ہے کہ خاوند کو بیوی کا شکوی شکایت ضرور سننا چاہیے۔ شکوی شکایت سنے اور دیکھے، اگر وہ سچی ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ اپنے آپ کو درست کرے، اپنی اصلاح کرے، اور اگر وہ غلطی پر ہے تو انتہائی پرسکون اور پرامن ماحول میں صحیح صورت حال اس پر واضح کردے۔

بلکہ چشم پوشی اور غضِ بصر سے کام لے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اور اپنے بعد آنے والی ساری امت کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

((المرأة كالضلع، ان اقمتها كسرتها و ان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج)) [1]

''عورت پسلی کی مانند ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے، اور اگر فائدہ اٹھانا چاہو گے تو کجی کے باوجود فائدہ اٹھالو گے۔''

چنانچہ جب بھی غصے میں بیوی کی کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو خوشی کے موقع کی خوبیاں یاد کرلے۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا يفرك مؤمن مؤمنةً، إن كره منها خلقًا رضي منها آخر)) [2]

''مومن مرد مومنہ عورت کے خلاف کینہ وعداوت نہیں رکھتا، اگر کسی ایک خصلت کو ناپسند کرتا ہے تو دوسری پر راضی ہو جاتا ہے۔''

آپ کے فرمان ''لا يفرك'' کا مطلب ہے کہ بغض نہیں رکھتا۔

ایک سمجھدار مسلمان خاوند اس وقت اپنی بیوی کی اچھائیوں کو سامنے رکھتا ہے جب بیوی کی کچھ خامیاں اسے نظر آتی ہیں، اور حکم کے مطابق صرف نظر سے کام لیتا ہے، بات نرمی سے کرتا ہے، برے الفاظ یا ایسے انداز سے اس کا تذکرہ نہیں کرتا جس سے عورت کو غصہ آئے،

---

[1] صحيح بخاري: ٥١٨٤، كما تقدم۔ [2] صحيح مسلم: ١٤٦٩، كما تقدم۔

یا وہ مزید نافرمانی پر اتر آئے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لیے رحمت وشفقت کے جذبات رکھتا ہے اور اسے انجامِ بد سے بچانا چاہتا ہے۔

البتہ جب وعظ ونصیحت اثر نہ دکھائے تو دوسرے مرحلے میں قدم رکھتا ہے اور وہ ہے:

② قطع تعلّقی

کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾

"انہیں ان کے بستروں میں تنہا چھوڑ دو۔"

اس قطع تعلقی یا چھوڑنے کی حد میں اختلاف ہے۔

بعض کے ہاں گفتگو اور بات چیت ترک کرنا مراد ہے۔

بعض کے ہاں ہمبستری وغیرہ چھوڑ دینا مراد ہے۔

بعض کے ہاں مراد سخت گفتگو کرنا ہے۔

یہ سب اقوال درست ہو سکتے ہیں ان میں سے ہر انداز کا اثر مختلف عورتوں پر مختلف ہوتا ہے۔ بعض عورتوں پر ہمبستری ترک کر دینے کا اثر ہوتا ہے، بعض پر بات چیت ترک کر دینے کا اور بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب تک گفتگو، ہمبستری اور صحبت وغیرہ سب کچھ ترک نہ کر دیا جائے، ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ الغرض جب خاوند دیکھے کہ ان میں سے کسی بھی طریقے کے مطابق قطع تعلقی سے مصلحت حاصل ہو رہی ہے، تو اصلاح کی نیت سے اس کے مطابق قطع تعلقی کر لے، انتقام لینے یا تکلیف دینے کی نیت نہ ہو۔

آیت میں قطع تعلقی کے لیے بستروں میں قطع تعلقی کی قید لگائی گئی ہے، اور اسی طرح معاویہ بن حیدۃ کی سابقہ روایت میں بھی ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا تهجر الا فی البیت)) [1]

"گھر کے اندر ہی اس سے قطع تعلقی کر۔"

لیکن نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی صحیح منقول ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو ان کے

---

[1] **اسناده صحيح**، سنن ابی داود، كتاب النكاح، باب فی حق المرأة على زوجها، رقم: ٢١٤٢۔

گھروں کے اندر ہی چھوڑے رکھا اور خود ان سے علیحدہ ہو گئے تھے، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((آلیٰ رسول اللہ من نساء ہ شھرًا وقعد فی مشربۃ لہٗ)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کا ایلاء کیا اور ایک بالا خانہ میں تشریف فرما رہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرح کی قطع تعلقی جائز ہے، گھر کے اندر بھی اور باہر بھی، اور ان میں سے بہتر وہی ہے جس کا اثر عورت پر بہتر ہو۔

☆ یہاں پر ایک نکتہ ہے مجھے نہیں معلوم کہ کسی اور کے ذہن میں یہ آیا ہو، یا کسی نے اسے بیان کیا ہو۔ نکتہ یہ ہے کہ:

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف کی انتہا ہے کہ آپ نے تمام بیویوں سے تعلقات منقطع کیے، اور ان کے گھروں سے باہر بھی قطع تعلقی کی، تاکہ اس کا اثر ان پر زیادہ ہو، فائدہ بھی زیادہ ملے اور عدل وانصاف کا پہلو بھی مضبوط رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں کے ہاں چکر لگایا کرتے تھے۔ ہر ایک کے پاس اس کی باری پر جاتے تھے۔

اگر آپ اِس بیوی کو اِس کے دن چھوڑتے اور اُس کو اُس کے دن، تو اس کا وہ اثر نہ ہوتا جو سب کو، ان اپنے دنوں میں بھی، غیر دنوں میں بھی اور گھروں کے باہر بھی چھوڑ دینے کا ہوا۔

واضح رہے کہ امہات المؤمنین کے بارے میں برا گمان قطعاً نہ آنے پائے، اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ وہ تو پاک صاف، ایماندار، فرمانبردار، توبہ شعار اور خرچ کرنے والی پاکباز خواتین ہیں۔ آپ نے تو فقط ان کی تربیت کے لیے اور ان پر رحمت وشفقت کرتے ہوئے انہیں چھوڑا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت بیان کی ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلاۃ فی السطوح والمنبر والخشب، رقم: ۳۷۸۔ [2] ۹/ التوبۃ: ۱۲۸۔

”تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے کہ تمہاری مشقت اس پر بہت گراں گزرتی ہے، تمہاری بھلائی پر انتہائی حریص، اور مومنوں کے لیے بڑا نرم اور مہربان ہے۔“

اور جب قطع تعلقی بھی سودمند ثابت نہ ہو تو تیسرے مرحلہ کی باری آئے گی اور وہ ہے:

③ مار پیٹ

کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاضْرِبُوهُنَّ ﴾ ”یعنی، ان کی پٹائی کرو۔“

نبی اکرم ﷺ نے معاویہ بن حیدہ کی سابقہ حدیث میں اس مار پیٹ کی کیفیت واضح فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ولا تضرب الوجه ولا تقبح)) [1]

”چہرے پر مت مارنا، نہ ہی برا بھلا کہنا۔“

اور آپ نے فرمایا:

((واضربوهن ضرباً غير مبرح)) [2]

”انہیں ایسے انداز سے مارو کہ سخت چوٹ نہ لگے۔“

آدمی اپنی بیوی کو اس وقت پیٹے گا جب وہ نافرمانی پر اتر آئے، اور سابقہ اصلاح کے تمام طریقے ناکام ہو جائیں، اور ایسے انداز سے پیٹے گا کہ کوئی نشان نہ پڑے، چہرے پر مارنے سے بچے گا۔ اور اس مار پیٹ سے مقصود انتقام لینا یا غصہ نکالنا نہیں، بلکہ کسرِ نفس اور اصلاح و تربیت ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا يجلد أحدكم امرأته جلد العبد ثم يجامعها في آخر اليوم)) [3]

---

[1] **اسناده صحيح**، سنن ابی داود، کتاب النكاح، باب فی حق المرأة علی زوجها، رقم: ٢١٤٢۔ [2] **اسناده صحيح**، سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، رقم: ١١٦٣؛ سنن ابن ماجه: ١٨٥١۔

[3] صحيح بخاری، کتاب النكاح، باب ما يكره من ضرب النساء، رقم: ٥٢٠٤۔

''تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے جس طرح غلاموں کو پیٹا جاتا ہے، پھر دن کے اختتام پر اس سے صحبت کرنے بیٹھ جائے گا۔''

اصلاح کے ان ذرائع میں سے کوئی ذریعہ فائدہ پہنچا رہا ہو تو مرد کے لیے حرام ہے کہ وہ بغیر کسی راجح شرعی مصلحت کے اس سے اگلا ذریعہ اختیار کرے۔

اسی طرح جب سخت چوٹ سے ماوراء مار کا اثر ہو جائے اور عورت غلطی سے پلٹ آئے، توبہ تائب ہو جائے تو فوراً مار پیٹ ترک کر دینی چاہیے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ﴾ (٤/ النساء: ٣٤)

''جب وہ تمہاری مطیع و فرمانبردار بن جائیں تو زیادتی کے بہانے نہ ڈھونڈو۔''

اور اگر مار پیٹ بھی فائدہ نہ دے، اور خاوند دیکھے کہ اس کی بیوی انتہائی نافرمان ہو چکی ہے، اتنی نافرمان کہ اب اصلاح مشکل ہے تو آخری چارہ جوئی کرے، یعنی:

④ دو حکم بنا کر ان سے فیصلہ کروائے

ایک حکم اس کے اپنے خاندان میں سے ہو اور دوسرا بیوی کے خاندان سے۔ یہ دونوں زیرک و دانا، سمجھ بوجھ والے، عقلمند، دیندار و امانت دار، علم اور تجربہ والے ہونے چاہییں جو میاں بیوی کے خیر خواہ اور مصلحت کے طالب ہوں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴾ [1]

''اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی اَن بَن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کر لو، اگر یہ دونوں صلح کروانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقیناً اللہ پورے علم والا، خبر والا ہے۔''

خاوند اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے سر جھکا دینے کے لیے تیار کرے، خواہ ظاہری طور پر اللہ اور اس کے رسول کا حکم اسے اس مصلحت کے خلاف ہی نظر آئے جو اسے

[1] ٤/ النساء: ٣٥۔

دونوں کے لیے دکھائی دے رہی ہے۔

اور اللہ کے سامنے اپنے آپ کے بارے میں ثابت کر دے کہ میں بیوی اور باقی ماتحتوں کے متعلق اصلاح اور عدل وانصاف ہی کا طالب ہوں۔

اللہ رب العزت ان تمام باتوں سے خبردار ہیں جولوگ چھپاتے ہیں۔

مثالی خاوند

پر اعتماد، میدان عمل میں کامیاب

ہر بیوی کو اپنے خاوند کی دو خوبیاں ضرور مسحور کرتی ہیں:

☆ اپنے آپ پر پورا بھروسا اور اعتماد

خود اعتمادی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ یہ انسان مضبوط شخصیت کا مالک، قدم آگے بڑھانے والا، پیٹھ نہ دکھانے والا، اپنے آپ کو منوانے والا اور اپنے خوابوں کو سچا کر دکھانے والا ہے۔

یہ باتیں ایک طرف بیوی کے دل میں والہانہ محبت ڈالنے کا ذریعہ بنتی ہیں تو دوسری طرف اسے ان کی وجہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اس کے ہاں حفظ وامان میں اور مضبوط پناہ گاہ میں ہے۔اس کا عقد ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں ہے جو عقلمند و دانا ہے اور حال و مستقبل میں اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے لیے خیر و بھلائی سمیٹنا جانتا ہے۔

اور تیسری طرف یہ بات اس کے لیے اس کی ہجولیوں، سہیلیوں، بہنوں اور خاندان والوں کے سامنے، بلکہ پوری دنیا کے سامنے فخر کا سبب ہے اور اس سے بھی پہلے اپنی ہی نظروں میں فخر کا ذریعہ بنتی ہے۔ پھر اسی چیز کی بدولت وہ اپنے آپ سے راضی رہتی ہے اور اسے احساس رہتا ہے کہ اس نے اپنی عزت و عصمت کے مالک کا انتخاب بہت اچھا کیا ہے۔

☆ میدانِ عمل میں کامیابی و کامرانی

یہ چیز اس کے میدان میں بہت آگے بڑھنے کی صلاحیت، اور اپنا کام بطریق احسن پورا کرنے میں ممتاز ہونے کو ثابت کرتی ہے۔اس سے اس کا اپنے آپ پر اعتماد بحال ہوتا ہے اور اس کی بیوی اور اولاد اس پر فخر و ناز کرتی ہے۔

خاوند کے تعلقات اگر اپنی بیوی کے ساتھ اچھے ہوں، اور وہ میدان میں کامیاب اور پر اعتماد ہو، تو یہی خوبیاں ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنی بیوی کو اپنی دیوانی بنالیتا ہے، اس کے

دل کا مالک بن جاتا ہے، پھر اس کی بیوی کو دنیا جہاں میں اس کے علاوہ کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا، نہ کوئی قریبی، نہ رشتہ دار اور نہ کوئی اجنبی۔ اور وہ اس کی رضا جوئی کی متلاشی رہتی ہے۔ خاوند کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے؟

مثالی خاوند

اپنے وقت کی تقسیم و ترتیب میں ماہر

اچھا خاوند خوب جانتا ہے کہ اس کا وقت، اس کی سانسیں اور اس کی زندگی ہے۔ اس لیے وہ وقت کو بے فائدہ امور میں برباد نہیں ہونے دیتا۔ اپنے وقت کی عمدہ گھڑیوں کو اپنی بیوی اور اولاد کے ہمراہ گزارتا ہے، کیونکہ اس دنیا میں، اس زندگی میں اس کے پاس جو کچھ ہے ان میں سب سے قیمتی سب سے معزز یہی ہیں، پھر وہ ایسے انداز سے اپنے اوقات کو استعمال میں لاتا ہے کہ ہر چیز کو اس کا پورا وقت ملے، اور سب کچھ ایسے زبردست نظام کے مطابق ہو کہ اس کا سارا وقت قیمتی بن جائے۔ فرائض بھی پورے ہو جائیں اور بیوی اور اولاد کے حقوق بھی انہیں پورے پورے ملیں، اور ایسے انداز سے ملیں کہ وہ راضی ہو جائیں۔

ایسا نہیں ہوتا کہ وہ یار دوستوں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ سیر سپاٹے میں مصروف رہے اور بیوی کے پاس بیٹھ ہی نہ سکے، نہ اس کی باتیں سن سکے نہ زندگی کی دوڑ میں اس کے ساتھ شریک ہو سکے۔

اور نہ وہ سارا وقت گھر میں بستر پر ہی سوئے ہوئے گزارتا ہے کہ گھر میں اس کی موجودگی اور عدم موجودگی برابر ہو۔

ایسا بھی نہیں ہوتا کہ سارا وقت مہمان خانہ میں ہی گزار دے، دروازہ بند ہو، اور وہ تمام ذمہ داریاں جو اس نے سرانجام دینی تھیں وہ اس کی اس سستی کی وجہ سے خادم و ملازم کر رہے ہوں۔ گھر واپس پلٹے تو اس سست اور کاہل شاگرد کی طرح جو ذمیہ کام پیریڈ سے چند گھڑیاں پہلے لکھتا ہے۔ نہیں، بلکہ مثالی خاوند وقت کی قدر قیمت پہنچانتا ہے اور اپنے وقت کو اپنی ترجیحات کے مطابق، اور دوسروں کے حقوق سامنے رکھ کر ترتیب دیتا ہے۔

مثالی خاوند

گھر میں بیوی کا ہاتھ بٹاتا ہے اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں مدد دیتا ہے

شادی ایک دوسرے کی ضمانت، کفالت، ایک دوسرے کے لیے محبت اور تعاون کا ایسا ادارہ ہے جو میاں بیوی کی مشترکہ ملکیت ہے۔

خاوند کے بیوی پر قوام (سرپرست) ہونے کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ وہ حکم چلانے والا ہو اور مشورہ لینے کا بھی روادار نہ ہو، روکنے والا ہو خود رکنے والا نہ ہو۔ نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ ایک مالک و آقا کی سی زندگی گزارے۔ غلام اور آقا کے تعلق میں جو تصور ہے یہاں نہیں ہے کہ بیوی تو اس کی خدمت کرتی رہے اور یہ اس کے حقوق کی ادائیگی سے آزاد ہو۔ یہ اس کے ساتھ ایک خادمہ یا لونڈی کا سا معاملہ نہیں رکھ سکتا۔

شرعی لحاظ سے ایک لونڈی کا جو مقام ہوتا ہے، بیوی کا مقام اور اس کی شان اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ اس کی بیوی، اس کی محبوبہ، اس کی دوست اور ساتھی ہے اگر اس کے ذمہ کچھ فرائض ہیں تو اس کے بہت سارے حقوق بھی ہیں۔

یاد رکھیے! اس رشتے اور تعلق میں، حقوق و فرائض سے ہٹ کر، ایک قدر زائد بھی ہے۔ حسنِ معاشرت اسی قدر زائد کی متقاضی ہے۔ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے اس معاملے میں بہترین نمونہ ملتا ہے۔

خاوند کی خدمت بعض اہل علم کے ہاں واجب ہے اور بعض کے ہاں مندوب و مستحب۔

لیکن! خاوند کا بیوی کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آنے کا تقاضا ہے کہ وہ بیوی کے فرائض کی ادائیگی میں اس کے ساتھ تعاون کرے، خواہ فرائض میں گھریلو کام کاج شامل ہو یا نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی اس سلسلے میں ہمارے لیے بہترین مثال ہے۔ ایسی مثال کہ

گھریلو کام کاج میں گھر والوں کی معاونت کے سلسلے میں جس کی پیروی کی جانی چاہیے۔

خود آپ کی زوجہ مطہرہ، آپ کی محبوب بیوی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی گواہ ہیں۔

اسود بن یزید سے مروی ہے، کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

((كان في مهنة أهله فاذا سمع الأذان خرج)) [1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج میں مشغول ہوتے، جونہی اذان سنتے، نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ انکساری وتواضع کا پیکر اور مجسم رحمت تھے۔ اپنے پہلو کو ازواج مطہرات کے لیے نرم کیے رکھتے، خود ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور ان کے لیے خیر و بھلائی کا منبع تھے۔

اس طرح نہیں جس طرح آج کل کے خاوند بیویوں کے معاملے میں انتہائی سختی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ قدرت کے باوجود ان کے ساتھ تعاون کے قریب نہیں پھٹکتے، حالانکہ بعض اوقات بیوی خاوند کے دست تعاون کی سخت محتاج ہوتی ہے، مثلاً وہ بیمار ہے، یا گھر کے ڈھیروں کام ہیں، پھر بچوں کو سنبھالنے کی مصروفیات ہیں اور اس سب سے نپٹنا اس اکیلی کے بس کا روگ نہیں ہے۔

لہٰذا اے شوہرِ نامدار! آپ اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کے سلسلے میں عمدہ مثال پیش کریں۔

اور یاد رکھ! اس طرح سے تو اس کے دل کا مالک بن جائے گا اور وہ تیرے لیے بہترین بیوی ثابت ہوگی۔ اور تیرے ساتھ اسی طرح پیش آئے گی جس طرح تو پسند کرے گا، کیونکہ تو نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، اس کی لغزشوں سے چشم پوشی کی ہے اور فرائض کی ادائیگی میں اس کا ہاتھ بٹایا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب خدمة الرجل في اهله، رقم: ٥٣٦٣؛ سنن الترمذی: ٢٤٨٩۔

گھر میں بیوی کا ساتھ دینے کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا تو بھی، اس کی وجہ سے حاصل ہونے والی اس کی قربت، پیار اور محبت ومودت کا فائدہ ہی کافی تھا۔

"فكن لها عبدًا تكن لك أمة"

''تو اس کے لیے غلام بن جاوہ تیرے لیے لونڈی بن جائے گی۔''

مثالی خاوند

ایک حساس انسان، بیوی کے ساتھ پیش آنے کے ڈھنگ سے واقف

اچھا خاوند حسنِ معاشرت کی بدولت اپنی بیوی پر اپنا جادو چلا دیتا ہے۔اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ کس طرح سے اپنی بیوی سے پیش آئے گا تو اس کا قلب وجگر اس کی قید میں آجائے گا اور اس کے لیے اس کی محبت کے جذبات برانگیختہ ہوں گے۔

لہٰذا وہ موقع ومحل کے مطابق، بیوی کے جذبات واحساسات کو دیکھ کر اس کے ساتھ پیش آتا ہے۔ جب وہ غصے میں ہو تو یہ نرم ہو جاتا ہے، وہ لغزش کر جائے تو یہ چشم پوشی سے کام لیتا ہے، پکارتا ہے تو پیار میں نام کا کچھ حصہ حذف کر جاتا ہے، اور بیوی کے حسن اخلاق اور اچھی طبیعت کی تعریف میں رطب اللسان رہتا ہے۔

اسے یہ احساس دلائے رکھتا ہے کہ *تیرے ساتھ زندگی گزارنے کے کیا ہی کہنے!*

جو لمحات جو اوقات تیرے ساتھ گزر رہے ہیں یہ میری زندگی کے خوش کن اوقات ہیں۔

تو موجود نہیں ہوتی تو بھی تیری صورت میرے ذہن سے محو نہیں ہوتی، تو میرے خیالوں میں اسی طرح موجود ہوتی ہے جس طرح اب میرے سامنے ہے۔

تیری تصویر میرے دل میں نقش ہے اور تیری محبت میری رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہی ہے۔

اچھا خاوند اپنی بیوی کی روح اور اس کے وجدان سے مخاطب ہوتا ہے، وہ اس کے احساسات وجذبات کو گدگداتا ہے اور انتہائی نرمی، لطافت، محبت، پیار، اور چاہت سے پیش آتا ہے۔ اپنی بیوی کے دل میں جگہ بنانے اور اس کی محبت سمیٹنے کے فن سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور اس کے لیے کئی طریقے اختیار کرتا ہے۔ مثلاً

☆ انتہائی پیار، چاہت، محبت ومودت اور دل لگی سے اپنی بیوی کے ساتھ گپ شپ لگاتا رہتا ہے۔

☆ جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو ایسے جیسے ایک محبوب اپنی محبوبہ کے ساتھ بیٹھا ہو، پیار محبت کے بول بولتا ہے اور ایسی گفتگو کرتا ہے جو اس کے شوق اور والہانہ پن کی آئینہ دار ہو۔

☆ اس کی دلچسپیوں میں شریک ہوتا ہے، اس کے دل پسند مشاغل میں اپنی خاص دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔

☆ اس کی آنکھوں سے آنکھیں بکثرت ملاتا ہے اور اس کے ہاتھوں کو چھوتا ہے، اپنی زبان سے اس کی تعریف وثنا کرتا رہتا ہے۔

☆ بوقتِ غسل بیوی کے ساتھ غسل کرتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ دونوں اکٹھے غسل کیا کرتے تھے اور پانی لینے میں چھینا جھپٹی کرتے۔ [1]

☆ اس کے احساسات وجذبات کا خیال رکھتا ہے، اپنی مسکراہٹ سے اسے گرویدہ بناتا ہے، خوبصورت باتوں سے مسحور کرتا ہے اور ناز ونخرہ اٹھاتا ہے۔

☆ بیوی کی خواہشات کا خیال رکھتا ہے، اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کسی خواہش کے پورا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو معذرت کرتا ہے، تاکہ وہ دل میں ناراضگی نہ رکھے اور خوش رہے۔

☆ نان ونفقہ، کھانا پینا، لباس کپڑا اور ہمبستری وغیرہ کے جتنے حقوق ہیں سب پورے کرتا ہے۔

☆ صحبت وہمبستری کے وقت اچھے انداز سے پیش آتا ہے، اس کی ضرورت وحاجت کو پورا کرتا ہے اور جائز طریقے کے مطابق جس طرح وہ لطف حاصل کرنا چاہتی ہے اسی طرح اسے پورا لطف پہنچاتا ہے۔

☆ اس کے رشتہ داروں، بالخصوص والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کی زیارت پر خوشی وسرور اور سعادت کا اظہار کرتا ہے، کبھی بھی ان سے اکتاہٹ کا اظہار نہیں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب ھل یدخل الجنب یدہ فی الإناء......، رقم: ۲۶۱؛ صحیح مسلم: ۳۳۱/ ۷۴۷۔

کرتا۔ محبت ومودت کی آبیاری اور دائمی امن وسکون کے لیے یہ چیز بہت اہم ہے۔

☆ سب وشتم اور گالی گلوچ سے اپنی زبان کو روکے رکھتا ہے اور ایسے الفاظ اپنے منہ سے نہیں نکالتا جن سے بدمزگی پیدا ہو، یا بیوی کی شرم وحیا کے لیے ناگوار ہوں، نہ ہی ایسی گندی گفتگو کرتا ہے جسے بیوی ناپسند کرے۔

☆ اپنے ہاتھ پر کنٹرول رکھتا ہے، سخت پکڑ یا مار پیٹ سے اجتناب کرتا ہے، بیوی کے لیے انتہائی کرم اور صحیح معنوں میں حسنِ سلوک کا پیکر ہوتا ہے۔

مثالی خاوند

عقل مند، سمجھدار، دانا اور دانش مندی میں برتر و فائق

اچھا خاوند اپنی دانش مندی و دانائی کے بل بوتے پر بھی اپنی بیوی کو مسحور کر لیتا ہے اور اپنی سمجھداری کی بدولت یوں باور کرواتا ہے گویا اس نے زندگی کے تمام پہلوؤں کا خوب تجربہ کر رکھا ہے۔ اور ان تجربات نے اسے وہ سبق دیے ہیں جن کی بدولت اب یہ اپنی بیوی کے دل کو اپنی مٹھی میں لینے پر قادر ہو گیا ہے۔

اور پھر یہ اپنے ہر تصرف میں حکمت و دانائی کا ثبوت دینے والا، اپنے ہر کام میں مشاق و ماہر ہوتا ہے۔ یہ کسی کم عقل انسان کی طرح اپنے رویے سے اپنے خاندان کو ضائع اور برباد نہیں کرتا کہ اپنی زبان سے نکلنے والے ایک لفظ سے، جس کی سنگینی کا اسے احساس ہی نہ ہو، اس قیمتی ناطے کو توڑ بیٹھے۔

خوب سوچ سمجھ کر اپنے منہ سے الفاظ نکالتا ہے۔ کسی قسم کی لعن طعن، گالی گلوچ یا سب وشتم کے الفاظ اس کی زبان سے نہیں نکلتے جس سے اس کی بیوی کو تکلیف ہو، جیسا کہ بعض شوہروں کا وطیرہ ہوتا ہے، حالانکہ یہ بات بیوی کی خیر خواہی اور صحیح طور پر اس کی اصلاح کے طریقے کے خلاف ہے۔

ہاں! یہ طلاق کے الفاظ کو کھیل اور مذاق نہیں بناتا، نہ سنجیدگی میں نہ مذاق میں۔ بہت سے شوہر ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے یا بیوی سے ہنسی مذاق میں یا اسے ڈرانے یا اپنی مرضی کے کام پر اکسانے کے لیے طلاق کے الفاظ اپنی زبان کی نوک پر لیے پھرتے ہیں۔

اگر ان خاوندوں کو علم ہو جائے کہ طلاق و تسریح (میکے روانہ کرنا) جیسے الفاظ اگر میاں بیوی ہنسی مذاق میں بھی استعمال کریں تو بعض اوقات جدائی کا حکم لاگو ہو جاتا ہے تو شاید اس بھیانک غلطی سے باز آ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس بنا پر بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا اور ہمبستری کرنا حرام ہو چکا ہو اور یہ عین زنا کا ارتکاب کر رہے ہوں۔ العیاذ باللہ

مثالی خاوند

یقینی چیز پر عمل کرتا ہے ظن وتخمین کے پیچھے نہیں لگتا

''بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔'' [1]

یہ مثالی خاوند ہے جو فقط گمان کی بدولت اپنی بیوی پر کوئی حکم نہیں لگاتا، اگر اسکے دل میں کوئی بات کھٹک رہی ہو یا بیوی کے بارے میں کوئی برا گمان پیدا ہو گیا ہو تو جب تک یقین نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہیں کرتا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴾ [2]

''بلاشبہ حق اور سچ کے مقابلے میں ظن وگمان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔''

اور اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾ [3]

''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان سے کام لینے سے، بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

اچھے خاوند کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اگر کوئی بات ہو تو براہِ راست بیوی سے بات کرتا ہے۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو نرم گفتگو کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور بغیر کسی ثبوت کے اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

اگر بیوی کی غلطی وکوتاہی کے قرائن نظر آ رہے ہوں، اور غلطی ایسی نہ ہو جس پر حد لگتی ہو یا بڑا گناہ نہ ہو تو معاف کر دیتا ہے اور چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخطب علی خطبة أخیه......، رقم: ٥١٤٣۔

[2] ١٠/ یونس: ٣٦۔ [3] ٤٩/ الحجرات: ١٢۔

مثالی خاوند

اپنی رفیقۂ حیات کی عزت کرتا ہے، اس پر ظلم وزیادتی نہیں کرتا

اچھے خاوند کو اپنی بیوی سے محبت ہو تو اس کی عزت کرتا ہے، قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایسا مقام دیتا ہے جیسے غلام اپنے آقا کو۔

اور اگر اسے ناپسند کرتا ہو تو اس کا کوئی حق مارتا نہیں ہے، خواہ وہ خود زیادتی کر رہی ہو یا اس کے گھر والے زیادتی کر رہے ہوں۔ اس کا انداز وہ نہیں ہوتا جو آج کل اختیار کیا جاتا ہے کہ بیوی کو تکلیف دینے کی خاطر، یا اسے اپنے سب حقوق یا بعض حقوق سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنے کے لیے معلق حالت میں رکھا جاتا ہے، نہ تو وہ مطلقہ ہوتی ہے نہ ہی بیوی، صرف نام کی بیوی ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے دو کمزوروں یتیم اور عورت کے حقوق کی پامالی کو حرام قرار دیا ہے۔ [1] اور اس قبیح فعل کو اللہ رب العزت نے بھی قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔

﴿ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ ﴾ [2]

''اور انہیں تکلیف دیتے ہوئے، زیادتی کرنے کی خاطر، روکے نہ رکھو جو ایسا کرے گا وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرے گا۔''

---

[1] اسنادہ حسن، سنن ابن ماجہ: ٣٦٧٨؛ السنن الکبری للنسائی: ٩١٤٩، ٩١٥٠، کما تقدم۔

[2] ٢/ البقرة: ٢٣١۔

دلربا بیوی

صفات واخلاق

دلربا بیوی

نیک اور دیندار

اے خاتونِ خانہ! اپنے حسنِ اخلاق، استقامت وثابت قدمی اور عمدہ واعلیٰ عادات وصفات کے ذریعے سے اپنے سرتاج کا دل جیت لے۔

اطاعتِ الٰہی، تسبیح وتہلیل اور استغفار پر ہمیشگی ومداومت کے ساتھ اپنے شوہر کو مسحور کر، اور اس کے لیے انفاق فی سبیل اللہ، فقراء ومساکین کے لیے صدقات وخیرات، برادری وخواتینِ خاندان کے ساتھ تحفہ تحائف کے لین دین کی اعلیٰ مثال بن جا۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((تنكح المرأة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك)) [1]

''چار چیزوں کو دیکھ کر کسی عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، مال ودولت، حسب ونسب، حسن وجمال اور دینداری۔ دین کو ترجیح دے کر کامیاب ہو جا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

نبی اکرم ﷺ نے یہاں دیندار عورت سے نکاح کی ترغیب دی ہے، کیونکہ اسی سے دنیا وآخرت کی سعادت وخوش بختی، قابلِ رشک کامیابی اور توفیق ملتی ہے۔

فتنہ وفساد کی موجودگی میں عورت کا حسن وجمال کوئی فائدہ نہ دے گا، نہ بداخلاقی کی صورت میں اس کا حسب ونسب کسی کام آئے گا، البتہ اس کا دین ہر جگہ فائدہ دے گا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ ﴾ [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين، رقم: ٥٠٩٠؛ صحيح مسلم: ٣٦٣٥ كما تقدم۔ [2] ٢٤/ النور: ٣٢۔

''تم میں سے جو مرد وعورت غیر شادی شدہ ہوں ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے امیر بنا دے گا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دینداروں اور نیکوکاروں کے نکاح کرنے، اور ان سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے، خواہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ دینداری میں میاں بیوی دونوں کے لیے دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح سے روکا ہے، کیونکہ اس میں دین ودنیا اور آخرت سب برباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ﴾ [1]

''مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں ان سے نکاح مت کرو، مشرک عورت سے تو مومن لونڈی بہتر ہے اگرچہ مشرکہ تمہیں پسند ہی ہو۔''

☆ نیک، صالح اور اچھا خاوند کیونکر مل سکتا ہے؟

ہر دوشیزہ کا یہ حق ہے کہ وہ نیک اور صالح شریکِ حیات کا مطالبہ کرے اور اسے ایسا خاوند ملے جو ان تمام پاکیزہ وعمدہ صفات سے متصف ہو جنہیں یہ اس میں دیکھنا چاہتی ہو۔ حسنِ خلق، پختگی دین وایمان، نرمی، دل کی خوبصورتی، نرم مزاجی اور حسنِ معاشرت وغیرہ۔

لیکن ایسے شوہر کی تلاش میں اس بات کا لحاظ ضرور بالضرور رکھے کہ اس کی یہ تلاش شرعی حدود کے اندر ہو۔ یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی بازاری مال کی طرح ٹی وی چینلز کے تعارفی پروگراموں میں پیش کرنا شروع کر دے، اس سے کمزور ایمان اور بیمار دلوں والے لوگ دھوکہ کھا جائیں گے اور فتنے میں پڑیں گے۔

ہر دوشیزہ کا یہ پورا پورا حق ہے کہ اگر اسے کوئی ایسا آدمی ملے جس کی دینداری پر اسے اعتماد ہو تو اپنے ولی اور سرپرست سے کہے کہ اس آدمی کو مجھ سے نکاح کی پیش کش کرے۔ اس

[1] ۲/ البقرة: ۲۲۱۔

میں عورت کے لیے کوئی عیب یا برائی کی بات قطعاً نہیں ہے، بلکہ یہ سنت ہے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور سلف کا اس پر عمل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ﴾ [1]

''......اور وہ مومن عورت جو اپنے آپ کو نبی پر پیش کرے اور نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔''

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

((إني وهبت من نفسي، فقامت طويلًا، فقال رجل: زوجنيها)) [2]

''میں اپنی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں، اس کے بعد وہ کافی دیر کھڑی رہی، حتی کہ ایک آدمی نے کہا کہ اس کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے نفس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا:

"الك بي حاجة؟"

''کیا آپ کو میری ضرورت ہے۔''

اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا:

"ما اقل حياء ها واسوأتاه"

''ہائے افسوس! یہ عورت کتنی بے حیا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

((هي خير منك، رغبت في النبي فعرضت عليه نفسها)) [3]

---

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۵۰۔ [2] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب السلطان ولی، رقم: ۵۱۳۵۔ [3] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، رقم: ۵۱۲۰۔

''یہ تجھ سے بہتر ہے، اس نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں رغبت ظاہر کی اور اپنے نفس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔''

اچھا خاوند ملنے کے اسباب:

☆ اس بات کو بخوبی جان لے کہ اچھا خاوند اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین ہے، اس لیے بکثرت نیک کام کیا کر، اور ہمیشہ اللہ کا خوف دل میں بٹھائے رکھ، کیونکہ اللہ رب العزت کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کا تقویٰ اچھے رزق کو کھینچتا ہے۔

☆ نافرمانیوں اور گناہوں سے کنارہ کر لے، کیونکہ یہ اچھے رزق کے حصول میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

☆ اطاعت الٰہی پر ہمیشگی اختیار کر، بکثرت صدقات وخیرات کے ذریعے سے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کر اور بہت زیادہ استغفار کیا کر۔

☆ سنن رواتب کی ادائیگی پر حریص بن جا، راتوں کو قیام کر اور اللہ کے سامنے گڑ گڑا کہ وہ تجھے اچھا خاوند عطا کرے۔

☆ اپنی نگاہ پست رکھ، شرمگاہ کی حفاظت کر اور اللہ کو دکھا دے- اور وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے- کہ تو اچھے خاوند کی طالب اس لیے ہے کہ نگاہ، شرمگاہ اور تمام اعضاء کو پاک اور عفیف رکھ سکے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

((ثلاثة حق علی اللہ عزوجل عونهم: المکاتب یرید الاداء والناکح الذی یرید العفاف والمجاهد فی سبیل اللہ)) [1]

''تین لوگوں کی مدد اللہ کے ذمے ہے: مکاتب غلام جو ذمہ رقم ادا کرنا چاہتا ہے، وہ نکاح کا خواہش مند جو عفت وپاکدامنی پر قائم رہنا چاہتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔''

---

[1] **اسنادہ صحیح**، سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی المجاهد والناکح......، رقم: ۱۶۵۵؛ سنن ابن ماجه: ۲۵۱۸؛ مسند احمد، ۲/ ۴۳۷۔

☆ اپنے سجدوں میں بالخصوص قیام اللیل اور نفلی نمازوں میں بکثرت دعا کیا کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے اچھا شوہر عطا کرے اور یہ دعا کیا کر:

((اللهم ارزقني زوجًا صالحًا أغضُّ به بصري وأحفظ به فرجي وأستعين به في أمر ديني ودنياي)) [1]

''اے اللہ! مجھے نیک اور صالح خاوند سے نواز، جس کی بدولت میں اپنی نگاہ پست رکھ سکوں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سکوں اور اپنے دین و دنیا کے معاملات میں اس کی مدد لے سکوں۔''

اچھا خاوند حاصل کرنے کا عملی تجربہ

نیک اور صالح خاوند کے حصول کے سلسلے میں ایک بہن نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے وہ کہتی ہے:

''گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران میری غیر حاضری کی وجہ میری شادی تھی۔ جس کا انعقاد میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، یہ سب بالکل اچانک ہوگیا۔ آج میں تمہارے درمیان ہوں، تمہیں اپنا تجربہ بتا رہی ہوں اور تمہیں اپنے تجربہ میں شریک کر رہی ہوں، کیونکہ تم بھی اپنی دعاؤں اور مبارکبادوں کے ذریعے سے میری خوشی میں شریک رہی ہو۔

میں جو کچھ تمہیں بتلاؤں گی اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہوگا، اللہ میری گفتگو پر گواہ ہے۔

میری معزز بہنوں!

کچھ عرصہ قبل میری توجہ استغفار کی اہمیت وفضیلت اور اس کے فوائد کی طرف ہوئی اور میں نے اس باب میں کافی سارا مطالعہ کیا۔

یہاں کی کچھ بہنیں مجھے جانتی ہیں اور انہیں اس بات کا علم ہے کہ میں سخت مشکل میں تھی، اور اس وقت میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ میری خیر و بھلائی کے لیے دعا کریں۔

میں نے اچھا خاوند پانے کی خاطر استغفار کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑے عرصے بعد ابھی

---

[1] یہ محض عربی زبان میں دعا ہے اس کا مسنون ہونا ثابت نہیں۔

چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک نوجوان نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا، میں اسے جانتی تک نہ تھی، لیکن اس میں اچھے خاوند کی تمام صفات موجود تھیں۔

اگر اللہ کی قدرت و مشیت نہ ہوتی تو میرا اس تک پہنچنا ممکن نہیں تھا، کیونکہ ہم دور دراز کے شہروں میں رہتے تھے۔ اللہ کی قسم! ابھی ایک ہی ماہ گزرا تھا کہ میں اس کی زوجیت میں آچکی تھی، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

میری یہ گفتگو ہر اس نوجوان لڑکی کے لیے ہے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی، بلکہ ہر اس لڑکی کے لیے ہے جس کی کوئی حاجت ہو، خواہ کیسی بھی ہو، وہ اپنی چاہت کے حصول یا ناپسندیدہ چیز سے بچنے کے لیے استغفار سے کام لے، پھر جتنا بھی میسر ہو سکے صدقہ و خیرات کرے اور بکثرت دعا کرے۔

استغفار، صدقہ اور دعا

خلوص نیت کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی بدولت انتہائی مختصر عرصے میں میری شادی ہوگئی، یہی میری کامیابی کا راز ہے۔

دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد نیک اولاد کی صورت میں مجھ پر احسان فرمائے اور میرے خاوند کی حفاظت فرمائے اور میری محبت اس کے دل میں راسخ کر دے۔''

دلربا بیوی

اپنے خاوند کی زبردست اطاعت گزار

اطاعت وفرمانبرداری میں اپنے خاوند کے لیے بہترین ضرب المثل بن جا، اسے اتنا خوش رکھ کہ تیرا دیوانہ بن جائے۔ اس کی طلب پر لبیک کہہ کر اس کی محبت کی چوٹی تک پہنچنے کی کوشش کر اور اس کی توقع سے بڑھ کر اس کی پسندیدہ چیز اس کے طلب کرنے سے پہلے مہیا کردے۔

"كوني له أمة، يكن لك عبدًا"

''تو اس کی لونڈی بن جا، وہ تیرا غلام بن جائے گا۔''

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ [1]

''نیک اور اطاعت گزار عورتیں، غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں جن کی حفاظت اللہ نے ان کے سپرد کی ہے۔''

قنوت کا معنی ہے اللہ رب العزت اور خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری، کیونکہ خاوند کی فرمانبرداری اللہ کی اطاعت ہی ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قانتات: اللہ تعالیٰ اور اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار عورتیں۔'' [2]

خاوند کی اطاعت اللہ رب العزت کی قربت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ اور اجر وثواب کا عظیم کام ہے اور خاوند کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ اور سخت عذاب کا سبب ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی پر خاوند کے حق کو بہت عظیم قرار دیا ہے اور خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت اور اس کے وجوب ولزوم کو بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لو صلح لبشر أن يسجد لله لامرت المرأة ان تسجد لزوجها

---

[1] ٤/ النساء: ٣٤۔ [2] **اسناده ضعيف**، تفسير طبری، ٥/ ٥٩ ونسخه أخرى، ٦/ ٦٩٢ المثنی بن ابراہیم مجہول راوی ہے۔

من عظم حقه عليها والذي نفسي بيده لو كان من قدمه إلى مفرق راسه قرحة تنبجس بالقيح والصديد ثم استقبلته فلحسته ما ادت حقه)) [1]

''اگر انسان کا کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ خاوند کا بیوی پر حق ہی بہت بڑا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر پاؤں سے لیکر سر کی مانگ تک خاوند کا زخم ہو جس سے خون اور پیپ بہہ رہی ہو اور بیوی آگے بڑھ کر اور اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کر دے تو بھی خاوند کے حق سے بریٔ الذمہ نہیں ہو سکتی۔''

اور حصین بن محصن اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ضرورت کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، جب فارغ ہو گئیں تو آپ نے ان سے پوچھا:

''اَذاتِ زوج انتِ؟ قالت: نعم، قال: فكيف انت له، قالت ما آلوه الا ما عجزت عنه قال: انظري اين انت منه فانما هو جنتك ونارك۔'' [2]

''کیا تمہارا خاوند ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: ''تمہارا اس سے سلوک کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''میں انہیں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دیتی، ہاں کسی معاملے میں میں بے بس ہو جاؤں تو الگ بات ہے۔''

آپ نے فرمایا: ''خیال رکھنا کہ اس کی نگاہ میں تو کیسی ہے۔ وہی تمہاری جنت اور وہی تمہارے لیے آگ ہے۔''

---

[1] **اسنادہ ضعیف**، مسند احمد، ۳/ ۱۵۸، ۱۵۹، رقم: ۱۲۶۱۴ خلف بن خلیفہ مختلط راوی ہیں۔ تنبیہ: ''اگر میں کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔'' یہ ثابت ہے۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ (۱۸۵۳) ابن حبان (۱۲۹۰ وسندہ حسن)۔

[2] **حسن**، السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۹۶۷؛ السنن الکبریٰ للبیہقی، ۷/ ۲۹۱؛ مسند احمد، ۳۴۱، رقم: ۱۹۰۰۳ وصححہ الحاکم، ۲/ ۱۸۹۔

اسی طرح آپ ﷺ سے سوال ہوا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟

آپ نے جواب دیا:

((التی تطیع إذا أمر، وتسر إذا نظر وتحفظهٗ فی نفسها وماله)) [1]

''وہ عورت جسے خاوند حکم دے تو فوراً اطاعت کرے، اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے اور اس کے لیے اپنے آپ کی، اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔''

الغرض عورت پر فرض ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ہر حلال اور جائز معاملے میں خاوند کی اطاعت کرے۔ البتہ اگر خاوند اسے حرام کام کا کہے مثلاً حالتِ حیض میں یا فرضی روزہ کے دوران اس سے صحبت کرنا چاہے یا خیانت، چوری، زنا کاری وغیرہ کا مرتکب ہو۔ اللہ کی پناہ۔ یا اجنبیوں کے سامنے اس کا پردہ کھولے، یا نامحرموں کے ساتھ خلوت نشینی کا کہے وغیرہ......

تو اس صورت میں عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس حرام کام میں خاوند کی اطاعت کرے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے:

((لا طاعة فی معصية الله، إنما الطاعة فی المعروف)) [2]

''اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت وفرمانبرداری صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔''

اور یہ بھی یاد رکھے کہ خاوند کی طرف سے اسے کتنی ہی تکلیف پہنچے، وہ صبر سے کام لے۔ اللہ کے دین میں اس کی خیر خواہی کی طالب رہے، اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے اور نہ ہی حرام کام کے علاوہ اس کی نافرمانی کرے۔

ہاں اگر دیکھے کہ اس کے ساتھ رہے گی تو اپنا دین محفوظ نہیں رکھ سکے گی تو اس صورت میں اس کے لیے جائز ہے کہ طلاق کا مطالبہ کر دے۔

---

[1] **اسناده حسن**، سنن النسائی، کتاب النکاح، باب أي النساء خیر، رقم: ٣٢٣٣ والکبریٰ: ٨٩١٢؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، ٧/ ٨٢؛ المستدرك للحاکم، ٢/ ١٦١، ١٦٢۔

[2] صحیح بخاری، کتاب أخبار الآحاد، باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق......، رقم: ٧٢٥٧؛ صحیح مسلم: ١٨٤٠ (٤٧٦٥)؛ سنن ابی داود: ٢٦٢٥۔

دلربا بیوی

خاوند کے مال اور اس کی عزت کی محافظ

خاوند کے مال میں حسنِ تدبر وحسنِ تنظیم سے اس کے دل میں اپنی پسندیدگی میں اضافہ کرلے۔

اس کا مال فضول جگہوں پر خرچ مت کر، اس کی ہمت سے بڑھ کر اس سے طلب نہ کر اور کوشش کر تھوڑا مال زیادہ محسوس ہو، ایسا حسنِ تدبیر اور میانہ روی سے ہوسکتا ہے۔ اگر وہ اپنا مال تیرے لیے حلال کردے تو خرچ کرتے ہوئے اعتدال ومیانہ روی کی حد سے مت نکلنا، خواہ یہ خرچ اس پر یا اس کی اولاد پر ہی ہو۔

جب وہ غیر حاضر ہو تو اس کی عزت کی حفاظت کر، اپنی آنکھوں کو اس کے علاوہ ہر ایک سے موند لے اور وسوسہ ڈالنے والے اپنے شیطان کی شیطانی سوچوں کی لگام ڈھیلی مت چھوڑ، بلکہ فوراً اس سے پناہ مانگ اور اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کی پناہ میں آکر شیطان سے اپنا بچاؤ کر۔

جب وہ سفر میں ہو تو بغیر کسی انتہائی ضرورت (ایمرجنسی) کے اس کے گھر سے قدم باہر مت نکالنا، نہ مردوں کے ساتھ زیادہ گفتگو کرنا اور نہ ان سے گفتگو کے دوران میں نرم لہجہ اپنانا، کیونکہ اس سے کمزور ایمان اور بیمار دلوں والے لوگ غلط امید وابستہ کرلیں گے، بلکہ اپنے انداز میں رعب داب، وقار اور سکینت اختیار کر اور خصالِ فضیلت کے زیور سے آراستہ رہ۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ [1]

"نیک اور فرمانبردار عورتیں، غیب میں بھی اللہ کی سپرد کردہ چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں۔"

---

[1] ٤/ النساء: ٣٤۔

قتادہ بن دعامہ الدوسی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کے جو حقوق ان کے سپرد کیے ہیں، ان کی حفاظت کرنے والیاں، خاوندوں کی غیر موجودگی میں بھی محافظ۔'' [1]

اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''جو چیزیں خاوندوں کی نظروں سے اوجھل ہوں ان کے معاملے میں بھی خاوندوں کی محافظ۔'' [2]

میں کہتا ہوں:

اس سے مراد یہ ہے کہ خواتین اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کی پاسداری کرتی ہیں جو اللہ رب العزت نے ان کے ذمے لگائے ہیں اور ان میں خاوندوں کا حق بھی شامل ہے اس میں مال اور عزت وغیرہ سب شامل ہیں۔

الغرض نیک عورت خاوند کی موجودگی و عدم موجودگی میں اپنے آپ کی، خاوند کے مال کی، اس کی عزت کی اور اس کے ہر معاملے کی محافظ ہوتی ہے۔

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ بہترین عورت کونسی ہے تو آپ نے فرمایا:

((التی تطیع إذا أمر وتسر إذا نظر وتحفظهٗ فی نفسها ومالهٖ)) [3]

''وہ عورت جسے خاوند حکم دے تو فوراً تسلیم کرے، اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔''

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((ألا أخبركم بالثلاث الفواقر؟ قالوا: وماهن؟ قال: إمام جائر ان أحسنت لم يشكر وإن أسأت لم يغفر، وجار سوءٍ إن رأى حسنة

---

[1] **اسناده ضعیف**، تفسیر طبری، ۵/ ۶۰ ونسخه اخری، ۶/ ۶۹۲؛ سعید بن ابی عروبہ مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ [2] **اسناده ضعیف**، تفسیر طبری، ۵/ ۶۰ ونسخه اخری، ۶/ ۶۹۳ المثنی بن ابراہیم مجہول راوی ہے۔ [3] **اسناده حسن**، سنن النسائی، کتاب النکاح، باب أي النساء خیر، رقم: ۳۲۳۳ والکبریٰ: ۸۹۱۲؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، ۷/ ۸۲؛ المستدرك للحاکم، ۲/ ۱۶۱، ۱۶۲۔

غطّٰها وإن رأى سيّئة أفشاها، وامرأة السوء ان شهدتها غاضبتك وإن غبت عنها خانتك)) [1]

”کیا میں تمہیں تین بڑی مصیبتوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے پوچھا کونسی تین مصیبتیں؟ آپ نے فرمایا: ظالم حکمران کہ اگر آپ اس سے حسنِ سلوک کریں تو قدر نہ کرے اور اگر غلطی ہو جائے تو درگزر نہ کرے، برا پڑوسی جو اچھائی اور نیکی دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے اور برائی دیکھے تو اس کا پرچار کرے، بری بیوی کہ اگر تو اس کے پاس موجود ہو تو تجھے غصہ دلائے اور اگر پاس نہ ہو تو خیانت کا ارتکاب کرے۔“

حفاظت میں عزت اور مال وغیرہ سب شامل ہیں۔

[1] اسنادہ حسن، المصنف لابن ابی شیبہ، ۳/ ۵۵۹، رقم: ۱۷۱٤٥۔

دلربا بیوی

خاوند کا مال اس کی اجازت سے خرچ کرتی ہے

☆ عدم موجودگی میں حفاظت اور مال کی حفاظت میں یہ شامل ہے کہ

وہ اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرتی، اور جب خرچ کرتی ہے تو انتہائی حکمت و دانائی اور سوچ و بچار کے ساتھ خرچ کرتی ہے اور بغیر کسی اسراف و تبذیر یا غلو کے شرعی مصارف میں خرچ کرتی ہے، اگرچہ خاوند غنی، مالدار اور وسعت والا ہو۔

جیسا کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تنفق امراۃ شیئا من بیت زوجها الا باذن زوجها)) [1]

''کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔''

اس عموم میں خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے نیکی کے لیے خرچ کرنا بھی شامل ہے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ سابقہ حدیث عام ہے۔

اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((وما انفقت من کسبه من غیر امرہٖ فان نصف اجرہ له)) [2]

''عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے جو اس کے حکم کے بغیر خرچ کرے گی، اس کا نصف ثواب خاوند کو ملے گا۔''

یہ تب ہے جب عورت ضمناً جانتی ہو کہ خاوند اس کی پرواہ نہیں کرے گا، یا اگر اس کا مال

---

[1] **اسنادہ حسن**، سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی تضمین العاریة، رقم: ٣٥٦٥؛ سنن الترمذی: ٦٧٠ واللفظ له؛ سنن ابن ماجه: ٢٢٩٥؛ ابن الجارود: ١٠٢٣۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ما أنفق العبد من مال مولاہ، رقم: ١٠٢٦ (٢٣٧٠) واللفظ له، صحیح بخاری: ٢٠٦٦؛ سنن ابی داود: ١٦٨٧، ٢٤٥٨۔

نیکی کے کام میں خرچ کیا جائے تو وہ مخالفت نہیں کرے گا، یا جب عورت کا کوئی نفقہ وغیرہ خاوند کے ذمے واجب الادا ہو اور وہ اس میں سے خرچ کرے۔ یہ دونوں حدیثوں میں تطبیق کی بہترین صورت ہے۔

اور یہ انتہائی اطاعت وفرمانبرداری کی بات اور خاوند کی سرپرستی کے زبردست لحاظ کا ثبوت ہے کہ عورت اپنا مال، جو اس کی اپنی ملکیت ہے، اسے خرچ کرنا چاہے تو خاوند کی اجازت سے خرچ کرے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا يجوز لامرأة أمر في مالها إذا ملك زوجها عصمتها)) [1]

''جب عورت کا خاوند اس کی عصمت کا مالک بن جائے تو اس کے لیے اپنے مال میں بھی تصرف درست نہیں ہے۔''

ہمارے شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ادب پر محمول ہے۔ لزوم ووجوب اس سے مراد نہیں ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کے خطبہ میں عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا تھا۔ [2]

امام خطابی نے بھی اکثر اہل علم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حسنِ معاشرت اور خاوند کے دل کو خوش رکھنے کے لیے ہے۔

البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس کے برعکس ہے، وہ فرماتے ہیں:

''عورت نے جو خرچ کیا ہو، اسے واپس لوٹایا جائے گا حتی کہ خاوند اجازت دے دے۔'' [3]

میں کہتا ہوں:

یہ حدیث وجوب ولزوم کا معنی رکھتی ہو یا ادب وحسنِ معاشرت کا، بعض لوگ اسے غلط استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس حدیث کو دلیل بنا کر بیویوں کے مال ہڑپ کرنے کی کوشش کرتے

---

[1] **اسناده حسن**، سنن ابی داود، كتاب الاجاره باب فی عطية المرأة بغير إذن زوجها، رقم: ٣٥٤٦؛ سنن النسائی: ٣٧٨٧؛ المستدرك للحاكم، ٢/ ٤٧۔ [2] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان نقصان الايمان...... رقم: ٧٩ (٢٤١)؛ صحيح بخاری: ٣٠٤؛ سنن ابی داود: ٤٩٧٦؛ سنن ابن ماجه: ٤٠٠٣۔ [3] بذل المجهود شرح ابو داود، ١٥/ ٢٢٨۔

ہیں جو قطعاً جائز نہیں ہے۔ عورت کا مال خاص اس کی ملکیت ہے۔

خاوند کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بیوی کی اطاعت کے وجوب سے ناجائز فائدہ اٹھائے اور بیوی کا مال اپنی اجازت کے بغیر خرچ کرنے کے وجوب کو بیان کرتے ہوئے اس کی زندگی کو اجیرن بنا دے، تاکہ اس کے مال پر قبضہ جما لے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اللهم إني أحرج حق الضعيفين اليتيم والمرأة)) [1]

''میں دو کمزوروں یتیم اور عورت کے حق کو پامال کرنا حرام قرار دیتا ہوں۔''

---

[1] **اسناده حسن**، سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب حق اليتيم، رقم: ٣٦٧٨؛ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٩١٤٩، ٩١٥٠۔

دلربا بیوی

خاوند کے گھر کی اس طرح پاسداری کرنے والی کہ گھر میں اس کی کوئی ناپسندیدہ شخصیت قدم نہ رکھنے پائے

اپنے سرتاج کی خوب خوب اطاعت وفرمانبرداری کر، اس کی مرضی سے ہٹ کر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت مت دینا۔ جن لوگوں سے وہ ناراض ہے یا جنہیں دیکھنا پسند نہیں کرتا ان کے قدموں کی مٹی گھر میں نہ آنے پائے اور جن لوگوں سے ملاقات اس پر گراں ہے یا جن کے ساتھ وہ بیٹھنا نہیں چاہتا انہیں گھر میں بلا کر اسے پریشان نہ کرنا، خواہ یہ لوگ تیرے رشتہ دار اور عزیز واقارب ہی کیوں نہ ہوں! خاوند کا حق بہت بڑا ہے، جو حق تجھ پر تیرے والدین کا ہے، خاوند کا حق اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ما ینبغی لا حد ان یسجد لاحد ولو کان احد ینبغی ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها لما عظم الله علیها من حقه)) [1]

"کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو سجدہ کرے، اگر کسی کا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کا حق ہی بہت بڑا رکھا ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

((والذی نفسی بیده لو کان من قدمه إلٰی مفرق رأسه قرحة تنبجس بالقیح والصدید ثم استقبلته فلحسته ما أدت حقه)) [2]

---

[1] **اسناده حسن**، سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة، رقم: ۱۱۵۹؛ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۳؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، ۷/ ۲۹۱؛ ابن حبان: ۱۶۲ واللفظ له۔ [2] **اسناده ضعیف**، مسند احمد، ۳/ ۱۵۸، ۱۵۹، رقم: ۱۲٦۱٤ خلف بن خلیفہ مختلط راوی ہے۔

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر خاوند کے پاؤں سے لے کر اس کے سر کی مانگ تک زخم ہو، جس سے خون اور پیپ بہہ رہی ہو اور بیوی آ کر اسے چاٹ کر صاف کر دے تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر پائے گی۔''

بیوی پر خاوند کے حقوق میں سے ایک بڑا حق، جس کی بہت تاکید ہے، یہ ہے کہ اس کی رضامندی کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ سنت کی بہت سی نصوص سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن لکم علیهن أن لا یوطئن فرشکم أحدًا تکرهونه)) [1]

''تمہارا تمہاری بیویوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے آدمی کی وجہ سے سلوٹیں نہ پڑنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔''

یہ سستی قطعاً درست نہیں ہے جو کہ آج کل بہت سے گھروں میں برتی جاتی ہے کہ عورت، اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں، اجنبی آدمی کو خوش آمدید کہتی ہے اور گھر میں بلا لیتی ہے، حالانکہ اس میں حرام خلوت کی قباحت بھی ہے، جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا یخلون أحدکم بامرأة فإن الشیطان ثالثهما)) [2]

''تم میں سے کوئی کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ قطعاً خلوت اختیار نہ کرے، اس صورت میں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ایاکم والدخول علی النساء)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۲۱۸ (۲۹۵۰)؛ سنن ابی داود: ۱۹۰۵؛ سنن ابن ماجه: ۳۰۷۴۔ [2] صحیح، سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات، رقم: ۱۱۷۱؛ ابن حبان: ٤٥٧٦ واللفظ له، المستدرك للحاکم، ۱/ ۱۱٤، ۱۱٥۔ [3] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة......، رقم: ۵۲۳۲؛ صحیح مسلم: ۲۱۷۲ (۵٦۷٤)؛ سنن الترمذی: ۱۱۷۱۔

''عورتوں پر داخل ہونے سے اجتناب کرو۔''

اس پر ایک انصاری صحابی نے دریافت کیا: "أفرأیت الحمو؟"

''دیور کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ((الحمو الموت))

''دیور تو موت ہے۔''

پہلی حدیث عام ہے کہ کسی اجنبی مرد کے ساتھ خلوت حرام ہے اور دوسری حدیث میں خاص مرد کے رشتہ داروں کی، اس کی بیوی کے ساتھ خلوت کو سختی سے منع کیا ہے، خواہ مرد کے بھائی ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ ان کے اور ان کی بھابھی کے درمیان جو حرمت ہے وہ وقتی ہے، تابُدی نہیں ہے، چونکہ اکثر لوگوں کے ہاں لاپروائی اور سستی کی وجہ سے اس قسم کے رشتہ داروں کے بیوی کے ہاں آنے جانے اور اس کے ساتھ خلوت اختیار کرنے کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ اس بنا پر نبی اکرم ﷺ نے اس سے انتہائی سختی کے ساتھ روکا ہے اور دیور وغیرہ کو موت قرار دیا، کیونکہ اس کے نتائج انتہائی تباہ کن سامنے آسکتے ہیں۔

یادرہے کہ ''الحمو'' یعنی دیور سے مراد یہاں پر خاوند کے آباء واجداد اور اولاد کے علاوہ تمام رشتہ دار ہیں۔

اسی طرح خاوند کی موجودگی میں بھی اس کی اجازت کے بغیر بیوی کے لیے جائز نہیں کہ کسی کو گھر آنے دے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا تاذن في بيته وهو شاهد إلا باذنه)) [1]

''خاوند موجود ہو تو بھی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔''

اس میں خاوند کے رشتہ دار بھی شامل ہیں اور عورت کے بھی، حتیٰ کہ عورت کا باپ، بھائی اور قریبی رشتہ دار بھی، بلکہ اس میں رشتہ دار عورتیں بھی شامل ہیں، کیونکہ حدیث میں ممانعت

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، رقم: ١٠٢٦ (٢٣٧٠) واللفظ له؛ سنن ابى داود: ١٦٨٧، ٢٤٥٨۔

کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ عام ہیں، یعنی "أحدًا تکرھونہ" کوئی بھی جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ البتہ اگر عورت یہ سمجھتی ہو کہ خاوند ان رشتہ داروں کو اور اس قسم کے لوگوں کو آنے کی اجازت دے دے گا تو انہیں گھر کو آنے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جبکہ آج کل بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں پر حاوی ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لیے ان کی اجازت کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتیں، نہ اس کی پروا ہی کرتی ہیں، اور شریعت کے اس طریقے کو قبول کرنے اور ماننے پر تیار نہیں جو خاوند کی اس سرپرستی کے حق کا ضامن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر فرض کر دیا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ [1]

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور پھر انہوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔''

اللہ ہی مدد کرنے والا ہے، کتنی بڑی آزمائش ہے اس خاتون پر جو اپنے خاوند کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتی اور خاوند کو وہ حقوق نہیں دیتی جو اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم قرار دیے ہیں۔

---

[1] ٤/ النساء: ٣٤۔

دلربا بیوی

خاوند کی موجودگی کا لحاظ وخیال رکھنے والی

اچھی بیوی خاوند کی موجودگی کا لحاظ رکھتی ہے۔ جب فارغ ہوتی ہے تو لطف اندوزی اور حصولِ لذت کے جو حقوق اللہ رب العزت نے اس پر رکھے ہیں، ان کا خیال رکھتی ہے اور فرض سے بڑھ کر ذاتی دلچسپی سے لطف اندوزی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے۔

عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ خاوند موجود ہو اور وہ نفلی روزے رکھنے بیٹھ جائے، الا یہ کہ خاوند خود اسے اجازت دے یا اس کی ضرورت محسوس نہ کر رہا ہو، جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((لا تصم المرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه، ولا تأذن في بيته وهو شاهد إلا بإذنه وما أنفقت من كسبه من غير أمره فإن نصف أجره له)) [1]

''عورت کا گھر والا موجود ہو تو وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے، نہ اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے دے، اور عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر جو اللہ کی راہ میں دے گی، اس کا آدھا ثواب خاوند کو ملے گا۔''

اگر عورت وقتاً فوقتاً نفلی نماز پڑھتی رہے، ذکر واذکار کرے، یا قرآن کی تلاوت کرتی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ خاوند کا اس کے پاس بیٹھنے اور گپ شپ یا صحبت کے ذریعے سے لطف اندوزی کا حق ضائع نہ ہو۔

جبکہ فرضی نماز روزہ کو چھوڑنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو، کیونکہ خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب صوم المرأة بإذن زوجها تطوعاً، رقم: ٥١٩٢؛ صحيح مسلم: ١٠٢٦ (٢٣٧٠)۔

دلربا بیوی

پیکرِ محبت و مودت، مجسمِ رحمت والفت

ایسی رفیقۂ حیات بن کے دکھا جس کے دل میں خاوند کا پیار اور اس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہو، جو لمحہ بھر کے لیے بھی خاوند سے بے پروانہ ہو، اس کی رضا میں راضی رہنے والی، کارِ حیات میں اس کی ممد ومعاون، اطاعتِ الٰہی میں مددگار اور رحمت والفت کا پیکر جو اسے راضی رکھنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دے، اور اس کے دل تک رسائی کا کوئی طریقہ، کوئی ذریعہ کھونے نہ دے۔

میاں، بیوی کی جنت ہے، اگر وہ اس حالت میں دارِ فانی سے کوچ کرے کہ بیوی پر خوش ہو۔ اور خاوند ہی اس کی جہنم ہے، اگر وہ اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو کہ بیوی پر ناراض ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تزوجو الودود الولود فانی مکاثر بکم الأمم یوم القیامة)) [1]

''ان عورتوں سے شادی کرو جو انتہائی محبت والفت سے پیش آنے والیاں اور بکثرت بچے جننے والیاں ہوں۔ بلا شبہ مجھے روز قیامت دیگر امتوں پر تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر ہوگا۔''

عورت اگر اپنے خاوند کے حق میں اچھی ثابت ہو تو یہ خاوند کی انتہائی خوش بختی اور سعادت کی علامت ہے۔ اور اگر وہ بد خلق ہو تو خاوند کی ساری زندگی مکدر و بے کیف ہو جاتی ہے، اور ایسی عورت دنیا میں خاوند کی بدبختی کی علامت ہے۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیتے ہوئے فرمایا:

((اربع من السعادة: المرأة الصالحة والمسکن الواسع والجار الصالح والمرکب الهنیٔ وأربع من الشقاوة: الجار السوء

---

[1] **حسن**، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء، رقم: ۲۰۵۰ (الف) سنن النسائی: ۳۲۲۹۔

والمراة السوء والمسکن الضیق والمرکب السوء)) ❶

''چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں: نیک بیوی، کھلا گھر، اچھا پڑوسی اور آرام دہ سواری، اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: برا پڑوسی، بری بیوی، تنگ گھر اور بری سواری۔''

اسی طرح اچھی اور نیک بیوی دنیا کی بہترین متاع ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة)) ❷

''دنیا متاع وفائدے کی چیز ہے اور دنیا کا بہترین سازوسامان نیک بیوی ہے۔''

اچھی اور نیک بیوی کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اولاد پر انتہائی مشفق اور مہربان ہوتی ہے، ان کے تمام کاموں کا خیال رکھنے والی، تمام معاملات کی دیکھ بھال کرنے والی اور انہیں ان کے فائدہ کی باتیں بتاتی رہنے والی ہوتی ہے۔ اسی صفت کی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے قریش کی عورتوں کی تعریف فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خیر نساء رکبن الإبل صالحو نساء قریش أحناه علی ولد فی صغرہ وأرعاه علی زوج فی ذات یدہ)) ❸

''اونٹوں کی سوار بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں، جو اولاد پر بچپن میں انتہائی مہربان اور نرم ہوتی ہیں اور خاوند کی چیزوں کی دیکھ بھال کرنے والی ہوتی ہیں۔''

آپ نے بچوں کے بچپن میں بیوی کے ان پر مہربان ہونے کو بھی بھلائی اور نیکی کی علامت قرار دیا ہے، اور خاوند کے مال کی حفاظت کرنے کو بھی، اس آخری وصف پر گفتگو سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

---

❶ **اسناده حسن**، ابن حبان: ٤٠٣٢؛ تاریخ بغداد للخطیب، ١٢/ ٩٩ من طریق محمود بن آدم، حلیة الاولیاء، ٨/ ٣٨٨ من طریق وائل بن داود۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة، رقم: ١٤٦٧ (٣٦٤٣)؛ سنن ابن ماجه: ١٨٥٥؛ سنن النسائی: ٣٢٣٤۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب إلی من ینکح وأي النساء خیر......، رقم: ٥٠٨٢؛ صحیح مسلم: ٢٥٢٧ (٦٤٥٨)۔

دلربا بیوی

گھر میں بہترین آرائش وزیبائش کے ساتھ، اور عمدہ خوشبو سے معطر ہو کر رہنے والی

بہترین آرائش وزیبائش کا اہتمام کر کے اپنے خاوند کو خوش کر دے، اپنا بہترین لباس منتخب کر، جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر گھر لوٹے تو اسے پہن کر اس کے سامنے آ، اپنی فہم فراست سے ان کپڑوں کا انتخاب کر، جو خاوند کو پسند ہیں اور انہیں کپڑوں میں خاوند کے سامنے آنے کی کوشش کر۔ اس دلہن کی طرح زیب وزینت اور خوبصورتی کا اہتمام کر جس کی رخصتی ہونے والی ہے۔ تو اس کے لیے وہ حلال عورت ہے جس میں اسے رغبت ہونی چاہیے، جس کی وجہ سے وہ اپنی نگاہ کو پست رکھ پائے گا اور حرام و ناجائز سے اپنی شرمگاہ کو محفوظ کر پائے گا، لہٰذا تو اس کے لیے ایسی خوبصورت ترین عورت بن جو اپنے خاوند کے لیے زیب وزینت اختیار کرتی ہے۔ تم میں اسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے جس سے اسے کراہت ہو اور نہ تمہارے جسم سے وہ کبھی بدبو محسوس کرے۔

عورت کو ایک محفوظ موتی اور چھپے ہوئے ہیرے کی مانند ہونا چاہیے، جسے جب بھی خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اور اس کی محبت میں اضافہ ہو، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا، جب ان سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ تو آپ نے اس کی ایک صفت یہ بیان کی:

((وتسر إذا نظر)) [1]

”خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے۔“

اس میں ظاہری آرائش وزیبائش، خوبصورت لباس، عمدہ خوشبو، خندہ پیشانی، مودّت ومحبت، خاوند کی بات کو انتہائی توجہ سے سننا، اس کے ساتھ گفتگو میں پوری طرح شریک ہونا اور ہنسی مذاق وغیرہ سب شامل ہیں۔

---

[1] سنن النسائی، ۳۲۳۳ وسنده حسن، كما تقدم۔

تمہارا حال آج کل کی اُن عورتوں کی مانند نہیں ہونا چاہیے، جوان باتوں کا ذرا بھی لحاظ نہیں رکھتیں، نہ یہ صفات ہی اپنے اندر پیدا کرتی ہیں۔

خاوند جب ان کے ہاں آتا ہے تو انہیں کام کاج کے گندے کپڑوں میں، بدترین حالت میں اور ناگفتہ بہ کیفیت میں دیکھتا ہے۔ اس بنا پر وہ بیوی سے فرار اور پہلوتہی کی راہ تلاش کرتا ہے۔ بعض اوقات کسی اور کی تلاش اور طلب میں نکل کھڑا ہوتا ہے اور حلال وحرام کی تمیز بھول جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

لہٰذا اے مسلم خواتین!

اپنے معاملے میں اور اپنے شوہروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے لیے فتنے کا سبب اور جادۂ مستقیم سے انحراف کی وجہ مت بنو۔ کہیں تمہاری لاپرواہی سے وہ بدبختی کے گڑھے میں نہ گر جائیں۔

شادی کے موقع پر باپ کے بیٹی کو وصیت کرنے کے بارے میں کچھ روایات مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک روایت سعید بن زید بیان کرتے ہیں:

ابوالاسود الدؤلی نے جب اپنی بیٹی کی شادی کی تو لڑکی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''ابا جان! آپ سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہتا، لیکن جب آپ نے میری شادی کر ہی دی ہے تو مجھے وصیت کیجئے۔''

اس پر انہوں نے کہا:

((إنك لن تنالي ما عنده إلا باللطف واعلمي إن أطيب الطيب الماء)) [1]

''بلاشبہ لطف ونرمی کے بغیر اپنے خاوند سے کچھ حاصل نہیں کر سکتی، اور یاد رکھ! بہترین خوشبو پانی ہے۔''

اسی طرح ماں کے اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر، وصیت کرنے کی روایات میں سے

---

[1] احکام النساء لابن الجوزی، ص: ۲۱۹؛ المعمرون والوصایا لأبی حاتم السجستانی، ص: ٤٧۔

ایک روایت عبدالملک بن عمر بیان کرتے ہیں:

جب عوف بن ملحم الشیبانی نے اپنی بیٹی کا بیاہ، ایاس بن الحارث بن عمرو الکندی سے کیا تو بیٹی کو تیار کیا گیا اور جب رخصتی کا وقت آیا تو لڑکی کی والدہ امامہ اسے وصیت کرنے کے لیے اندر داخل ہوئی اور کہنے لگی:

''پیاری بیٹی! اگر ادب میں اعلیٰ مقام اور حسب ونسب کے عالی شان ہونے کی وجہ سے کسی کا وصیت نہ کرنا روا ہوتا تو میں تجھے وصیت کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرتی اور تجھے پند ونصیحت سے بالا سمجھتی، لیکن ایسا نہیں ہے۔ وصیت ایسی چیز ہے جو غافل کی غفلت دور کر دیتی ہے اور سمجھ دار کے لیے علم وعرفان کا ذریعہ بنتی ہے۔

اے بیٹی! اگر باپ مالدار ہونے کی وجہ سے، یا والد کی سخت ضرورت اور اس کی محبت کی بنا پر، کوئی عورت خاوند سے بے نیاز ہو سکتی، تو تو سب سے زیادہ بے نیاز ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہے، عورتیں پیدا ہی مردوں کے لیے کی گئی ہیں اور مرد عورتوں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

اے بیٹی! تو اس ماحول کو خیر باد کہہ رہی ہے جہاں تیری پیدائش ہوئی، اور اس گھونسلے کو چھوڑ رہی ہے جہاں تو پلی بڑھی۔ یہ سب چھوڑ کر تو اس مقام کی طرف جا رہی ہے جس سے تیری وابستگی نہیں ہے اور اس ساتھی کی طرف جا رہی ہے جس کے ساتھ تو مانوس نہیں ہے۔ وہ تیرا مالک بن کر بادشاہ بن گیا ہے، تو اس کی لونڈی بن کر رہے گی تو وہ تیرا غلام بن جائے گا۔ اس کے بارے میں دس باتوں کو پلے باندھ لے، یہ تیرے لیے پختہ کاری اور یاددہانی کا ذریعہ بنیں گی۔

پہلی اور دوسری بات

خاوند کے ساتھ قناعت سے رہنا، اور زندگی گزارتے ہوئے اس کی ہر بات غور سے سننا اور اطاعت کرنا، کیونکہ قناعت میں دل کی راحت ہے، اور بات

غور سے سن کر ماننے میں رب کی رضا ہے۔

تیسری اور چوتھی بات

اپنے شوہر کی نگاہ اور اس کی پسندیدہ خوشبو کا خیال رکھنا اس کی نگاہ تجھ میں کوئی ناپسندیدہ چیز نہ دیکھے اور اس کا ناک تجھ سے عمدہ خوشبو ہی پائے۔ موجود چیزوں میں سے سرمہ بہترین چیز ہے اور پانی بہترین خوشبو ہے، جو محسوس نہیں ہوتی۔

پانچویں اور چھٹی بات

اپنے سرتاج کے کھانے کے اوقات کو مدنظر رکھنا، اور اس کی نیند کے وقت محتاط رہنا، کیونکہ بھوک کی شدت آدمی کو بھڑکاتی ہے، اور نیند کی خرابی غضبناک بنا دیتی ہے۔

ساتویں اور آٹھویں بات

اپنے مجازی خدا کے قرابت داروں اور اہل وعیال کا لحاظ رکھنا، اور اس کے مال کی حفاظت کرنا، کیونکہ مال کی حفاظت حسنِ تقدیر کی علامت ہے، اور قرابت داری ورشتہ داری کا لحاظ حسنِ تدبیر کی۔

نویں اور دسویں بات

اپنے آقا ومالک کا کوئی راز افشاں مت کرنا، اور کسی بھی حال میں اس کی نافرمانی سے بچنا، اگر تو نے اس کے کسی راز کو کھولا تو اس کی بے وفائی سے محفوظ نہیں رہے گی، اور اگر اس کی نافرمانی کرے گی تو اس کے سینے کو غصہ ونفرت سے بھر دے گی۔

اے میری پیاری بیٹی! جب وہ کبیدہ خاطر ہو تو اس کے سامنے خوشی کا اظہار مت کرنا، اور جب وہ خوش ہو تو منہ بسور کر نہ بیٹھنا، کیونکہ پہلی عادت کوتاہی شمار ہوتی ہے اور دوسری سے ماحول گدلا ہوتا ہے۔

تجھ سے جس قدر ہو سکے اس کا اکرام کرنا، انتہائی عزت وعظمت کے رتبہ پر فائز کرنا اور زیادہ سے زیادہ اس کی موافقت کرنا۔

اور بیٹی یاد رکھنا! جب تک تو اپنی پسند و ناپسند میں، اپنی مرضی کو اس کی مرضی پر قربان نہیں کرے گی اور اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہیں دے گی، اسکی محبت اور اس کے پیار کی اس مقدار کو حاصل نہیں کر سکے گی جسے تو حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

اللہ تیرے لیے خیر و بھلائی کا سامان کرے اور تیری حفاظت فرمائے۔

اس کے بعد رخصتی ہوگئی اور پھر ان وصیتوں پر عمل کی بدولت اس لڑکی نے اپنے خاوند کے ہاں بڑی عظمت پائی، اور اس کے لیے بادشاہوں کو جنم دیا جنہوں نے اس کے بعد بادشاہت کی۔ [1]

---

[1] احکام النساء لابن الجوزی، ص: ۲۲۰؛ فقه السنة لسید السابق، ۲/ ۲۳٤؛ مجمع الأمثال لأبی الفضل النیسابوری، ۲/ ۲٦۲۔

دلربا بیوی

پاکدامن اور شریف

اچھی اور بہترین شریکِ حیات کی ایک صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو شک وشبہ سے بچاتے ہوئے، ان مواقع اور ان جگہوں سے بھی گریز کرتی ہے جہاں شک وشبہ میں پڑنے کا ادنیٰ سا بھی اندیشہ ہو۔

اپنی نگاہ کو حرام دیکھنے سے بچاتی ہے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے، کوشش کرتی ہے کہ حرام کا شائبہ تک نہ آنے پائے اور کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ سے اپنی شرف وعزت کی چادر کو داغدار نہیں ہونے دیتی۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((فاظفر بذات الدين تربت يداك)) [1]

''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، دیندار عورت کو ترجیح دے کر کامیابی حاصل کر۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((وتحفظه في نفسها وماله)) [2]

''وہ عورت جو اپنی اور اپنے شوہر کے مال کی بھی حفاظت کرے۔''

اس صفت میں بھی یہ شامل ہے کہ عورت شک کے مواقع پر اپنے آپ کو مستور رکھے، گھر سے باہر بے لباس نہ ہو، ورنہ اس کے اور اللہ کے درمیان جو تعلق ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ما من امرأة تخلع ثيابها في غير بيتها إلا هتكت ما بينها وبين الله)) [3]

---

[1] صحیح بخاری: ٥٠٩٠؛ صحیح مسلم: ١٤٦٦، کما تقدم۔ [2] سنن النسائی: ٣٢٣٣ وسنده حسن، کما تقدم۔ [3] **اسناده حسن**، سنن ابی داود، کتاب الحمام، باب الدخول فی الحمام، رقم: ٤٠١٠؛ سنن الترمذی: ٢٨٠٣؛ سنن ابن ماجه: ٣٧٥٠۔

''جو عورت گھر سے باہر کپڑا اتارتی ہے اس کے اور اللہ کے درمیان جو تعلق ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

اسی طرح نیک عورت اپنے ستر کو اجنبیوں کی نگاہوں سے محفوظ رکھتی ہے، حتیٰ کہ عورتوں سے بھی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا ینظر الرجل إلى عورة الرجل ولا المرأة إلى عورة المرأة)) [1]

''کوئی مرد کسی مرد کی اور کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب تحریم النظر الی العورات، رقم: ٧٦٨ (٣٣٨)۔

دلربا بیوی

اپنے خاوند کی شکر گزار رہتی ہے، ناشکری نہیں کرتی

نیک خاتون کے ساتھ نیکی کی جائے تو وہ شکر گزار ہوتی ہے، احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دیتی ہے، کسی بھلائی اور خیر خواہی کی ناشکری یا انکار نہیں کرتی اور اللہ رب العزت کے اس فرمان پر عمل پیرا رہتی ہے۔

﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ [1]

''احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر بھی عمل پیرا ہوتی ہے جو آپ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

((إياكن وكفر المنعمين)) فقلن يا رسول الله وما كفر المنعمين؟ قال: ((لعل إحداكن تطول أيمتها بين أبويها وتعنس فيرزقها الله عزوجل زوجًا ويرزقها منه مالاً وولدًا فتغضب الغضبة فتقول ما رأيت منه يومًا خيرًا قط)) [2]

''احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچنا۔ تو ہم (عورتوں) نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! احسان کرنے والوں کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ممکن تھا کہ تم میں سے ایک اپنے ماں باپ کے گھر میں لمبی عمر بن بیاہی بیٹھی رہتی اور کنواری ہی بوڑھی ہو جاتی، لیکن اللہ تعالیٰ اسے شوہر سے نوازتے ہیں اور اس کے ذریعے سے مال اور اولاد عطا فرماتے ہیں، پھر وہ کبھی غصے میں آتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے: میں نے اس سے کبھی بھلائی اور سکھ نہیں پایا۔''

---

[1] ٥٥/ الرحمان: ٦٠۔ [2] **اسناده حسن**، مسند احمد، ٦/ ٤٥٢، رقم: ٢٧٥٦١؛ مسند حمیدی: ١/ ٣٥٨، رقم: ٣٧٠؛ مسند ابی یعلی: ٦٣٧٠، سفیان بن عیینہ نے سماع کی صراحت کر رکھی ہے۔

اور آپ ﷺ نے خطبہ کسوف میں فرمایا تھا:

((رایت اکثر اھلیھا ۔ای النار۔ النساء))

''میں نے دیکھا کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہے۔''

لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ اس کی وجہ؟

آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اپنی ناشکری کی وجہ سے۔

لوگوں نے پوچھا: ''کیا یہ اللہ کی ناشکر گزار ہوتی ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((بكفر العشير وبكفر الإحسان لو أحسنت إلى إحداهن الدهر ثم رأت منك شيئاً قالت: ما رأيت منك خيراً قط)) [1]

''شریکِ حیات کی ناقدری اور اس کے احسان کی ناشکری کی وجہ سے، اگر تو کسی عورت کے ساتھ طویل زمانہ احسان کرتا رہے اور پھر کسی موقع پر وہ تجھ میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھ لے تو کہے گی: میں نے تو تجھ سے کبھی خیر نہیں پائی۔''

حدیث میں جو کفر کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد احسان ونعمت کا انکار، خاوند کی ناشکری اور اس نیکی کی ناقدری وناشکری ہے جو خاوند اس کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔

نیک خاتون اور اچھی بیوی:

وہ خوب اچھی طرح سے واقف ہوتی ہے کہ اس کے خاوند کو اس پر کتنی فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے جب کبھی غصے میں ہوتی ہے تو اس کی نیکی اور اچھائی کی ناقدری اور اس کے احسان کا انکار نہیں کرتی، بلکہ غصہ پی جاتی ہے اور خاوند کے اس فعل سے درگزر کرتی ہے جسے یہ لغزش اور غلطی سمجھ رہی ہوتی ہے۔ شیطان کے شر، وسوسہ اور اپنے اور اپنے خاوند کے درمیان اس کے فساد ڈالنے سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہے۔ اللہ سے معافی مانگتی ہے، انا للہ پڑھتی ہے اور اپنے غصے کی آگ بجھانے کے لیے وضو کرتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب کفر ان العشیر وکفر دون کفر، رقم: ۲۹، ۹۲؛ صحیح مسلم: ۹۰۷ (۲۱۰۹)؛ سنن ابی داود: ۱۱۸۹؛ سنن النسائی: ۱۴۹۲۔

اور جب اپنے خاوند کے احسان دیکھتی ہے تو اپنے قول، فعل اور حسنِ معاشرت کے ذریعے سے اس کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس)) [1]

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں بن سکتا۔''

اور شکر گزاری کا سب سے زیادہ حقدار اچھا خاوند ہے، یہ سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھائی، نیکی اور حسنِ معاملہ سے پیش آیا جائے اور اچھے لفظوں میں اس کا ذکر کیا جائے۔

آج کل کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ مسلم خواتین کی اکثریت اپنے خاوندوں کی جاہ وحشمت کا کوئی لحاظ نہیں رکھتیں، نہ ان کے کسی احسان کی شکر گزار ہوتی ہیں، نہ ان کے ساتھ حسنِ معاملہ سے پیش آتی ہیں، بلکہ آج کل خود خاوند کو کوشش کرنا پڑتی ہے کہ بیوی کی غلطی کے باوجود اسے خوش رکھے اور اس کے برے رویہ کے باوجود اس کا شکر گزار رہے۔

اے مسلمان بیویو! اللہ سے ڈرو، اللہ کا خوف کرو، اپنے شوہروں کے معاملے میں اللہ کا ڈر اپنے دلوں میں بٹھاؤ، وہ تمہیں جو حکم دیں اس کی تابعداری کرو اور گناہ کے علاوہ کبھی ان کی نافرمانی نہ کرو۔ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ طور طریقہ محبت ومودت اور قدر دانی کا ہونا چاہیے۔ تمہاری زبان سے یہ الفاظ جاری رہنے چاہییں:

''جزاکم اللہ عنا خیر الجزاء واعانکم علی برنا، واعاننا علی طاعتکم''

''اللہ تمہیں ہماری طرف سے بہترین بدلہ دے، اور ہم سے نیکی وحسنِ سلوک پر تمہاری مدد کرے اور تمہاری اطاعت وفرمانبرداری پر ہماری مدد فرمائے۔''

---

[1] **اسنادہ صحیح**، سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی شکر المعروف، رقم: ٤٨١١؛ سنن الترمذی: ١٩٥٤؛ ابن حبان: ٢٠٧٠۔

دلربا بیوی

اللہ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنے والی

اپنے گھر اور اپنے دل کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھ، تا کہ تیرا نفس، تیرا خاوند، تیری اولاد اور تیرا گھر ہر قسم کے شر سے، ہر حسد کرنے والی آنکھ سے اور ہر مردود شیطان سے محفوظ رہے۔ صبح وشام کے اذکار میں کبھی ناغہ نہ ہونے پائے۔ کثرت کے ساتھ استغفار کے الفاظ الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ کے الفاظ ادا کیا کر۔

قرآن کی تلاوت روزانہ ہونی چاہیے خواہ تھوڑی ہی ہو، کیونکہ تھوڑا عمل جس پر مداومت اختیار کی جائے اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جس میں انقطاع ہو۔

اگر تیرا خاوند ان اذکار کا عادی نہیں ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ تیرا اکثر و بیشتر اس کے سامنے ذکر کرتے رہنا، ایسا محرک بن جائے گا جو اسے تیری پیروی پر ابھارے گا۔ اس لیے اپنے خاوند اور اپنی اولاد کے لیے خیر و بھلائی کی کنجی اور شر کو روکنے کا ذریعہ بن جا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ [1]

''تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرتے رہو ناشکری سے بچو۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ﴾ [2]

''اپنے دل میں اپنے رب کو یاد رکھو، گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۵۲۔ [2] ۷/ الاعراف: ۲۰۵۔

صبح وشام پست آواز میں بھی، اور غافلوں میں سے مت ہونا۔"

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ مثل الحی والمیت)) [1]

"اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: **((سبق المفردون))** کہ مفرد لوگ سبقت لے گئے، صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ مفرد کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: **((الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات))**

"کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔" [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب استحباب صلاۃ النافلة فی بیته وجوازها فی المسجد، رقم: ۷۷۹ (۱۸۲۳) واللفظ له، صحیح بخاری: ٦٤٠٧۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالی، رقم: ٢٦٧٦ (٦٨٠٨)۔

دلربا بیوی

اپنے شوہر کو اطاعت وفرمانبرداری اور نیکی کے کاموں پر ابھارنے والی

خاوند کو اگر اپنی بیوی سے پیار ہو تو وہ خیر وبھلائی کے کاموں میں اس کی پیروی اور مشابہت اختیار کرتا ہے اور مختلف طریقوں سے اسے راضی رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

خاوند کے اس جذبے کو مزید آتش پا کر، اور اس کے دل میں نیکی کا بیج بونے اور بکثرت اطاعت وفرمانبرداری کے کام کرنے کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کر۔ اپنے آپ میں عزیمت پیدا کر اور خیر وبھلائی کے کاموں میں اسے شریک رکھ۔ نوافل اور قیام اللیل میں اس کی مدد لے اور بڑی نرمی، چاہت اور پیارے انداز سے اسے کہہ:

''میرے پیارے محبوب! اللہ کی اطاعت پر ذرا میری مدد کیجیے، آیئے میرے ساتھ کھڑے ہوں، ہم اللہ کے لیے دو رکعات پڑھ لیں۔''

''میرے سرتاج! آؤ ناں، کیوں نہ ہم اجر وثواب تقسیم کرلیں۔ کتنا ہی بہتر ہو اگر آپ اپنا مال اللہ کے لیے صدقہ کر دیں۔ اس پاک ذات نے ہمیں رزق سے نوازا ہے اور اس میں برکت فرمائی ہے، تو کیوں نہ ہم اس انداز میں اس کا شکر ادا کریں جو اسے پسند ہے۔''

''اے میری جان! کیا آپ نے فارغ اوقات میں اللہ کا ذکر کیا تھا؟''

''اے میرے بادشاہ! کیا آپ نے آج اپنا تلاوتِ قرآن مجید کا ورد مکمل کیا ہے؟''

جب تمہارا خاوند صبح کی نماز کے لیے بیدار ہو تو اسے صبح کے اذکار یاد دلا، اسی طرح شام کے وقت شام کے اذکار کی یاددہانی کروا، صلہ رحمی میں اس کی معاونت کر، اور اس کی وجہ سے اگر اس کے گھر والوں کی طرف سے اذیت پہنچے تو صبر کا دامن تھامے رکھنا اور صورتِ حال کیسی بھی ہو

اسے قطع رحمی کا ہر گز نہ کہنا الا یہ کہ کوئی فسادی آدمی ہو جس کی صحبت میں بھلائی کی کوئی توقع نہ ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رحم الله امرأة قامت من الليل، فصلت، وايقظت زوجها فصلي۔ فان ابى نضجت في وجهه الماء)) [1]

''اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے، اگر وہ بیدار نہ ہو تو اس کے چہرے پر پانی چھینٹے مارے۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إذا استيقظ من الليل وأيقظ امرأته فصليا جميعًا ركعتين كتبا من الذاكرين الله كثيرًا والذاكرات)) [2]

''جو شخص رات کو بیدار ہوا اور اپنی اہلیہ کو بھی جگائے، پھر دونوں دو رکعت نماز ادا کریں تو دونوں کو بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والوں اور کرنے والیوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں آدمی کا ایک کھجور کا درخت ہے، میں اپنا باغ اسی کے ذریعے سے چلا سکتا ہوں، آپ اسے کہیں کہ وہ اپنی کھجور مجھے دے دے تاکہ میں اس کے ذریعے سے اپنا باغ چلا سکوں۔ آپ نے کھجور والے سے کہا:

((أعطها إياه بنخلة في الجنة))

---

[1] **اسناده حسن**، سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب قیام اللیل، رقم: ۱۳۰۸، ۱۴۵۰؛ سنن ابن ماجه: ۱۳۳۶؛ سنن النسائی: ۱۶۱۱؛ ابن خزیمه: ۱۱۴۸؛ ابن حبان: ۶۴۶؛ المستدرك للحاكم، ۱/ ۳۰۹۔ [2] **اسناده ضعيف**، سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب قیام اللیل، رقم: ۱۳۰۹؛ سنن ابن ماجه: ۱۳۳۵ اعمش مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

''یہ کھجور باغ والے کو دے دو، اس کے بدلے تمہیں جنت میں کھجور کا درخت ملے گا۔''

وہ آدمی نہ مانا، حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنی یہ کھجور مجھے میرے پورے باغ کے بدلے میں دے دو، اس پر وہ مان گیا۔

ابوالدحداح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے وہ کھجور اپنا باغ بیچ کر خرید لی ہے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہ کھجور اس باغ والے کو دے دیں میں نے یہ آپ کو دی۔''

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کم من عذق رداح لأبی الدحداح فی الجنة))

''جنت میں کتنے ہی کھجوروں کے بڑے بڑے پھلدار درخت ہیں جو ابوالدحداح کو ملے ہیں۔''

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد ابوالدحداح اپنی بیوی کے پاس جا کر کہنے لگے: ''اے ام دحداح! باغ سے باہر آجاؤ، میں نے اسے جنت میں کھجور کے ایک درخت کے بدلے بیچ دیا ہے۔''

اس پر وہ فرمانے لگیں:

''ربح البیع أو کلمةً تشبهها'' [1]

''بڑا سودمند سودا کیا ہے، یا اس معنی کا کوئی اور جملہ کہا۔''

غور کر! ابوالدحداح کی بیوی نے اس معاملے میں ان سے بحث یا جھگڑا نہیں کیا، بلکہ انتہائی خوشی اور رغبت کا اظہار کیا اور کہا: ''ربح البیع''

اور حضرت انس ہی سے مروی ہے:

ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا، ام سلیم نے جواب دیا:

---

[1] **اسنادہ صحیح**، مسند احمد، ۳/ ۱۴۶، رقم: ۱۲۴۸۲؛ مسند عبد بن حمید: ۱۳۳٤؛ صحیحہ ابن حبان: ۷۱۵۹ والحاکم، ۲/ ۲۰ ووافقه الذهبی۔

''آپ جیسا رشتہ موڑا تو نہیں جا سکتا، لیکن میرے لیے آپ سے شادی کرنا حلال نہیں ہے۔ میں مسلمان ہوں آپ کافر ہیں، البتہ اگر آپ اسلام لے آئیں تو یہی میرا مہر ہوگا اور میں آپ سے اس کے علاوہ کچھ نہ مانگوں گی۔''

اس پر ابوطلحہ مسلمان ہو گئے اور ان سے شادی کر لی۔

ثابت فرماتے ہیں: ''ام سلیم کے حق مہر سے بہتر حق مہر ہم نے نہ دیکھا نہ سنا، اسلام کا حق مہر۔'' [1]

---

[1] **اسناده حسن**، سنن النسائی، کتاب النکاح، باب التزویج علی الاسلام، رقم: ۳۳٤۲، ۳۳٤۳ وصححه ابن حبان: ۷۱۸۷۔

دلربا بیوی

صبر و ایمان والی

عورت کا دین اگر خالص ہو تو اسے آنے والے مصائب و مشکلات کی کوئی پروا نہیں ہوتی، بلکہ وہ پورے صبر اور کامل ایمان کے ساتھ ان کا سامنا کرتی ہے، کیوں کہ جو دکھ اسے پہنچنا ہے وہ اس سے ٹلنے والا نہیں، اور جو نہیں پہنچنا وہ آنے والا نہیں ہے۔

اگر خاوند یا اولاد کے سلسلے میں اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اس آزمائش میں بھی پورے صبر کے ساتھ ان کے سارے حقوق کا خیال رکھتی ہے۔ اور اگر کوئی دکھ، غم یا بیماری آجائے تو بھی اللہ کی شکر گزار رہتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا ہے تو اس نے عافیت بھی تو دے رکھی ہے، اگر اس نے کچھ لیا ہے تو بہت کچھ دیا بھی تو ہے۔

اگر وہ جلد امید سے نہ ہو یا رزق میں کمی ہو، تو بھی وہ قطعاً جزع فزع نہیں کرتی، بلکہ وہ اللہ رب العزت کے اس فرمان کی مصداق بن کر رہتی ہے۔

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ ﴾ [1]

''بلاشبہ مسلمان مرد اور عورتیں، اطاعت گزار مرد اور عورتیں، سچے مرد اور عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور عورتیں، خشوع و خضوع اختیار کرنے والے مرد اور عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور عورتیں، روزہ دار مرد اور عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور کثرت سے اللہ کو یاد

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۳۵۔

کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بہت
بڑے اجر کا انتظام کر رکھا ہے۔"

اور بہت عزت والی ہے وہ ذات جس نے مصائب و آلام پر صبر کرنے والے کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴾ [1]

"ہم تمہیں خوف اور بھوک میں مبتلا کر کے، اور جان و مال اور پھلوں میں کمی پیدا کر کے ضرور آزمائیں گے، اور جو صبر کریں گے ان کے لیے خوشخبری ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وما أُعطى احد من عطاء خيراً واوسع من الصبر)) [2]

"کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع نعمت سے نہیں نوازا گیا۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((عجبًا لأمر المؤمن إن امرهٗ كلهٗ خير وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن، إن أصابته سراء شكر فكان خيرًا له وإن أصابته ضراء صبر فكان خيرًا له)) [3]

"مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے لیے ہر صورت میں خیر و بھلائی ہی ہے اور یہ مومن کے علاوہ کسی کے لیے نہیں ہے، اگر اسے خوشی ملتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے، جو اس کے لیے خیر کا سبب بنتا ہے اور اگر اسے بدحالی یا تکلیف کا سامنا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے بہتری ہی کا سبب بنتا ہے۔"

---

[1] ٢/ البقرة: ١٥٥۔ [2] صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، رقم: ١٤٦٩؛ صحيح مسلم: ١٠٥٣ (٢٤٢٤)؛ سنن ابی داود: ١٦٤٤؛ سنن الترمذي: ٢٠٢٤۔

[3] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، رقم: ٢٩٩٩ (٧٥٠٠)۔

دلربا بیوی

اجروثواب کی امیدوار، انا للہ پڑھنے والی

صبرِ جمیل کے ساتھ ساتھ اجروثواب کی امید بھی رکھ۔ تجھے جو بھی دکھ تکلیف پہنچے اس پر اللہ رب العزت کے ہاں اجروثواب کی توقع رکھ اور "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر اللہ رب العزت کے اس فرمان پر لبیک کہہ:

﴿الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ [1]

"وہ لوگ جو مصیبت آنے پر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ ان پر اللہ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل بھی اسی صورت میں ہوگا:

((ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما أمره الله: انا لله وإنا إليه راجعون اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرًا منها إلا أخلف الله له خيرًا منها)) [2]

"کوئی بھی مسلمان مصیبت آنے پر جب وہ کہتا رہے جو اللہ نے اسے کہنے کا حکم دیا ہے، یعنی "ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں، اے اللہ میری مصیبت کو میرے لیے باعث اجروثواب بنا دے اور مجھے اس چیز سے بہتر عطا فرما (جس سے میں محروم کر دیا گیا) تو اللہ رب العزت اسے بہتر عطا فرما دیتے ہیں۔"

---

[1] ٢/ البقرة: ١٥٦، ١٥٧۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة، رقم: ٩١٨ (٢١٢٦)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند عطا فرمایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کرلی، جس سے ان کا شمار امہات المومنین میں سے ہونے لگا۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو رہی تھی، آپ نے اس سے فرمایا:

((اتقی اللّٰہ و اصبری))

''اللہ سے ڈر اور صبر سے کام لے۔''

وہ کہنے لگی: ''تمہیں وہ مصیبت نہیں آئی جو مجھے آئی ہے۔''

اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ جب اسے بتلایا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ آپ کے پاس گئی اور معذرت کرنے لگی۔ آپ نے فرمایا:

((إنما الصبر عندالصدمة الأولیٰ)) [1]

''صبر صدمہ کے شروع میں ہی ہوتا ہے۔''

اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن لك ما احتسبت)) [2]

''تجھے اسی پر اجر ملے گا جس پر تو نے اجر وثواب کی نیت کی ہوگی۔''

مسلمان عورت پر جب کوئی مشکل وقت آتا ہے، پریشانی یا دکھ کا سامنا ہوتا ہے، خواہ وہ اس کے اپنے متعلق ہو یا خاوند، اولاد اور مال ومتاع کے سلسلے میں، وہ اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی توقع رکھتی ہے۔ اللہ رب العزت کے فیصلے یا تقدیر پر اعتراض نہیں کرتی، اور نہ یہ کہتی ہے کہ اگر میں ایسے کرلیتی تو ایسے ہو جاتا، بلکہ اسے پورا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی تقدیر یوں ہی تھی، اس نے جو چاہا کیا۔ وہ اس پر انا للّٰہ...... پڑھ کر صبر کرتی ہے اور خاوند کو بھی اس پر ابھارتی ہے۔ نہ وہ خود اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کو ہونے دیتی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة...... ح: ٩٢٦ (٢١٤٠)۔

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل کثرة الخطا الی المسجد، ح: ٦٦٣ (١٥١٦)۔

اس سلسلے میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا عمل تیرے لیے چراغِ راہ ہونا چاہیے۔ یہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ مؤمنہ اور اپنے ایمان میں سچی عورت ہیں جو صبر کرنے والی، اجر و ثواب کی امیدوار اور انا للہ پڑھنے والی ہیں، جنہوں نے اپنے بچے کی وفات کی مصیبت کو بڑے صابر دل اور رضا مند نفس کے ساتھ قبول کیا، اس پر اجر و ثواب کی نیت کی اور بڑے عمدہ طریقے سے اپنے خاوند کو بچے کی وفات کے متعلق بتایا۔

پھر اللہ رب العزت نے خاوند کو اس بیوی سے بہتر رزق سے نوازا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''ام سلیم کے خاوند ابو طلحہ کا اس بیوی سے ایک بیٹا تھا، جس کا نام حفص تھا۔ یہ لڑکا تقریباً دس سال کا ہو گیا تھا۔

ایک دن ابو طلحہ نے روزہ رکھا ہوا تھا، وہ صبح صبح اپنے کام کے لیے چلے گئے اور ام سلیم گھر کے کام میں مصروف ہو گئیں۔ لڑکا باہر بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا۔ جب وہ کھانے کے وقت گھر آیا تو ایک چادر لپیٹ کر بستر پر لیٹ گیا۔ ام سلیم ناشتہ تیار کر کے اسے آوازیں دینے لگیں، لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ام سلیم نے یہ صورت حال دیکھی تو اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، دیکھا تو وہ نیند میں ہی فوت ہو چکا تھا۔ انہوں نے اسے ویسے ہی لپٹا دیا اور گھر کے کام کرنے لگیں۔ شام کے وقت ابو طلحہ آئے تو انہوں نے انہیں افطاری کا سامان دیا۔ ابو طلحہ کہنے لگے کہ میرے بیٹے حفص کو بھی بلاؤ، وہ بھی میرے ساتھ کھالے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ فارغ ہو چکا ہے۔

ابو طلحہ افطار سے فارغ ہوئے تو یہ ان کے قریب ہوئیں حتی کہ جب ابو طلحہ نے وہ کام کر لیا جو ایک مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے اور فارغ ہو گئے تو یہ کہنے لگیں:

''ابو طلحہ! کیا خیال ہے؟ اگر کوئی آدمی آپ کو عاریتاً کوئی چیز دے، آپ ایک عرصے تک اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہیں، پھر وہ آدمی آپ سے وہ چیز واپس لینا چاہے تو کیا آپ دل میں

اس کے خلاف غصہ اور ناراضگی رکھیں گے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''نہیں، تمہارے باپ کی قسم! اگر میں ایسا کروں تو یہ ظلم ہوگا۔''

تب ام سلیم نے کہا:

''تمہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے حفص کی صورت میں ایک امانت دی تھی۔ اس کی مرضی ہوئی، اس نے وہ واپس لے لی، اور وہ اس کا حق رکھتا ہے۔''

ابوطلحہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر دونوں نے اٹھ کر اس کی تجہیز و تکفین کی اور فارغ ہو گئے۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے سارا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اللھم بارك لھما فی لیلتھما))

''اے اللہ! ان دونوں کی اس رات میں برکت فرما۔''

چنانچہ ام سلیم حاملہ ہوئیں اور لڑکا پیدا ہوا۔

جب یہ حالتِ نفاس میں آئیں تو اپنے بیٹے انس بن مالک سے کہا: ''بیٹا! اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ، وہ اسے گھٹی دیں گے اور نام رکھیں گے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بچے کو کپڑے میں لپیٹا اور اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیے۔

جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا:

''ام سلیم حالتِ نفاس میں پہنچ گئی ہیں؟''

انہوں نے کہا: ''جی ہاں، اور انہوں نے بچہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ اسے گھٹی دیں اور نام رکھیں۔''

آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، ایک کھجور لے کر چبائی اور اسے بچے کے منہ میں ڈال کر گھٹی دی۔ بچے نے کھجور کی مٹھاس محسوس کی تو اسے چاٹنے

لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((حب الانصار التمر)) [1]
''انصار کو کھجور سے محبت ہے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یظهر حزنه عند المصیبة، رقم: ۱۳۰۱، ۵۴۷۰؛ صحیح مسلم: ۲۱۱۹ (۵۵۵۴) تنبیہ: درج بالا مذکور الفاظ صحیحین کے نہیں ہیں بلکہ یہ مسند احمد (۳/ ۱۸۱)؛ المعجم الکبیر للطبرانی (۲۵/ ۱۱۶، ۱۱۷) وغیرہ کے ہیں، البتہ مفہوم بالکل صحیح ہے۔

دلربا بیوی

دل کی غنی اور سیر چشم

اچھی بیوی کی ایک صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھتی۔ دوسروں کے مال ومتاع سے بے پرواہوتی ہے، جو کچھ اللہ نے اسے دے رکھا ہے اسی پر خوش رہتی ہے، دوسروں کو جس مال و دولت سے نوازا گیا ہے اس کی طرف لالچی نگاہوں سے نہیں دیکھتی۔

اپنے پروردگار کی تعریف میں رطب اللسان، اس کے فضل واحسان پر شکر گزار اور اللہ رب العزت کے ان فرامین پر عمل پیرا ہوتی ہے:

﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ ﴾ [1]

"آپ ہرگز اپنی نظریں اس چیز کی طرف نہ اٹھائیں، جس سے ہم نے ان میں سے کئی لوگوں کو بہرہ مند کر رکھا ہے۔"

﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴾ [2]

"آپ اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ اٹھانا، جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائشِ دنیا کی دے رکھی ہیں، تاکہ انہیں اس میں آزمالیں۔"

﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا لُقْمَٰنَ ٱلْحِكْمَةَ أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ ﴾ [3]

"ہم نے لقمان کو حکمت ودانائی سے نوازا تھا کہ اللہ کا شکر کر، ہر شکر کرنے والا اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔"

اور نبی ﷺ کے ان فرامین کی تابعداری کرتی ہے۔

---

[1] ۲۰/ طٰہٰ: ۱۳۱۔ [2] ۲۰/ طٰہٰ: ۱۳۱۔ [3] ۳۱/ لقمان: ۱۲۔

((من یستعفف یعفه الله ومن یستغن یغنه الله)) [1]

''جو اپنے آپ کو سوال کرنے سے بچاتا ہے، اللہ اسے بچنے کی توفیق دیتے ہیں، اور جو لوگوں کے مال سے بے پروا ہونا چاہتا ہے، اللہ اسے بے پروا بنا دیتے ہیں۔''

((قد أفلح من أسلم ورزق كفافًا وقنعه الله بما آتاه)) [2]

''وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اسے بقدر حاجت رزق ملا اور اس پر اللہ نے اسے قناعت کی دولت سے نواز دیا۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنًى، رقم: ١٤٢٧۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الکفاف والقناعة، رقم: ١٠٥٤ (٢٤٢٦)؛ سنن الترمذی: ٢٣٤٨؛ سنن ابن ماجه: ٤١٣٨۔

دلربا بیوی

گھر میں قرار پکڑنے والی، اپنی نگاہ کی حفاظت کرنے والی اور زیب وزینت کو مخفی رکھنے والی

اسی طرح اچھی بیوی اپنے اندران صفات کو پیدا کرتی ہے جن کا اللہ رب العزت نے اسے حکم دیا ہے، یعنی اپنی نگاہوں کو اجنبیوں کی طرف اٹھانے سے بچانا، گھر میں رہنا اور بغیر کسی شرعی اور انتہائی ضرورت کے گھر سے نکل کر گلیوں اور بازاروں کی طرف نہ جانا۔

اسی طرح ایسی عورت اپنی زیب وزینت کا اظہاران لوگوں کے علاوہ کسی کے لیے نہیں کرتی، جن کے لیے ظاہر کرنا اللہ اور اس کے رسول نے جائز قرار دیا ہے اور اس کی شرعی حدود قائم کی ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہو،

[1] ٢٤/ النور: ٣١۔

اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں، یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کے حضور میں توبہ کرو تا کہ نجات پا جاؤ۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾ [1]

"اور اپنے گھر میں قرار سے رہو اور قدیمی جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرو۔"

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تمنعوا نساء کم المساجد وبیوتھن خیر لھن)) [2]

"اپنی عورتوں کو مساجد میں آنے سے مت روکو، البتہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔"

اور ایک روایت میں ہے:

((لیخرجن وھن تفلات)) [3]

"اگر نکلیں تو سادہ حالت میں نکلیں۔"

یعنی زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے بغیر نکلیں۔ عطر و خوشبو سے معطر ہو کر یا پرفیومز چھڑک کر نہ نکلیں، کہیں بیمار دل والا کوئی طمع نہ لگا بیٹھے، یا ان کی خوشبو اور بناؤ سنگھار کی وجہ سے

---

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۳۳۔ [2] صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد، رقم: ۵۶۷ وصححہ ابن خزیمہ: ۱۶۸۴ والحاکم، ۱/ ۲۰۹۔

[3] **اسنادہ حسن**، سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، رقم: ۵۶۵ وصححہ ابن خزیمہ: ۱۶۷۹ وابن حبان: ۳۲۷۔

مردوں کے خوابیدہ جذبات بیدار نہ ہوں۔

"تفلة" کا معنی ہے گندی بدبو والی۔ یہ بناؤ سنگھار کے اہتمام اور حسن و جمال کے لیے تکلفات سے اجتناب کرنے سے کنایہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((صنفان من أهل النار لم أرهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مائلات مميلات رؤوسهن كأسنمه البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا)) [1]

''جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا، کچھ لوگ ہوں گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے اور وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے، اور کچھ عورتیں ہوں گی جو بظاہر لباس پہنے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی، خود لوگوں کی طرف مائل ہوں گی اور انہیں اپنی طرف مائل کریں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی، جبکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے محسوس ہو رہی ہوگی۔''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((ان المرأة عورة، وإنها إذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان فتقول: ما رانی أحد إلا اعجبتهٔ وأقرب ما تكون الى الله إذا كانت فی قعر بيتها)) [2]

''عورت پوشیدہ اور چھپا کے رکھنے والی چیز ہے، لیکن جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو

---

[1] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات العاريات......، رقم: ٢١٢٨ (٥٥٨٢)۔ [2] **اسناده ضعيف**، المعجم الكبير للطبرانی، ٩/ ٤٣١، ابو ھلال محمد بن سلیم جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ تنبیہ: الاوسط لابن المنذر میں اس کی متابعت موجود ہے، لیکن وہ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے اور پھر یہ کہتی ہے: ''مجھے جو بھی دیکھے گا انگشت بدنداں رہ جائے گا'' حالانکہ جب یہ اپنے گھر میں ہوتی ہے تو اللہ کے انتہائی قریب ہوتی ہے۔''

پس اچھی عورت مستقل اپنے گھر میں رہتی ہے، اپنی نگاہ وشرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے، اپنے رب کی اطاعت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبردار رہتی ہے۔

دلربا بیوی

اپنے خاوند کی غیرت کو مدنظر رکھنے والی

نیک خاتون اپنے خاوند کے جذبات کا خیال رکھتی ہے اور اس کی غیرت کو مدنظر رکھتی ہے۔ بالخصوص اگر وہ اپنی بیوی پر سخت غیرت کھانے والا ہو تو بلاضرورت اجنبیوں سے بات چیت نہیں کرتی، اور اگر کسی اجنبی سے بات کرنے پر سخت مجبور ہو جائے تو مختصر بات کرتی ہے، اتنی ہی گفتگو کرتی ہے جتنی ضرورت ہو، زیادہ نہیں کرتی، اور اس میں بھی ایسے الفاظ کا انتخاب کرتی ہے جن سے بات جلد واضح ہو جائے، لمبی نہ ہو اور نہ ہی ایک سے زیادہ معانی کا احتمال ہو، تاکہ برا گمان پیدا ہی نہ ہو اور فتنے کی جڑ کٹ جائے۔

اسی طرح اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلاضرورت گھر سے باہر قدم نہ رکھے اور جب گھر سے نکلے تو اپنے لباس میں، چال ڈھال، گفتگو اور دوسروں سے تعلق میں اپنے پردے کا پورا خیال رکھے۔

اور اس پر فرض ہے کہ اولاد کے معاملے میں بھی اپنے خاوند کے دل میں غیرت کے جذبات کو مشتعل نہ کرے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب عورت مرد کے خیال کے مطابق بچوں کے لیے اہتمام میں مبالغہ سے کام لیتی ہے اور ان کے حقوق سے بڑھ کر انہیں وقت دیتی ہے، اور خاوند کے حقوق کو نظر انداز کر دیتی ہے، یا ان میں کوتاہی برتتی ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اچھی اور نیک بیوی جو اپنی عمدہ عادات وصفات سے اپنے خاوند کو مسحور رکھتی ہے، وہ ایسا کام بھی نہیں کرتی جو جائز ہو، لیکن اس سے خاوند کی غیرت بھڑکنے کا اندیشہ ہو، مثلاً اس کے سامنے کسی اجنبی مرد کا ذکر کرنا، اور اس کے اخلاق کی یا اس کی کسی صفت کی تعریف کرنا۔ یہ اصلاً تو جائز ہے، لیکن اس سے خاوند کے دل میں غیرت کے جذبات برانگیختہ ہو سکتے ہیں اس لیے ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے وہ فرماتی ہیں:

''میں زبیر رضی اللہ عنہ (اپنے خاوند) کی اس زمین سے گٹھلیاں سر پر لاد کر لایا کرتی تھی جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی تھی، یہ باغ دو تہائی فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں آ رہی تھی، گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ اپنے چند صحابہ کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی اور اخ اخ کہہ کر اونٹ کو بٹھایا تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں۔

فرماتی ہیں کہ مجھے شرم محسوس ہوئی اور تمہاری غیرت یاد آئی۔ اس پر حضرت زبیر کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! تمہارا گٹھلیاں سر پر اٹھانا آپ کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ گراں تھا۔'' [1]

اس عظیم صحابیہ نے اپنے خاوند کے حق کو پہچانا، اس کی غیرت کا لحاظ رکھا اور اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھانے کی مشقت برداشت کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار نہ ہوئیں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، رقم: ٥٢٢٤؛ صحیح مسلم: ٢١٨٢ (٥٦٩٢)۔

دلربا بیوی

زرخیز، بکثرت بچے جننے والی

یہ پاکیزہ رحم والی اور نیک اولاد کے لیے مبارک پیٹ والی ہوتی ہے، جو رحم کے معاملے میں خاوند کے لیے بخل سے کام نہیں لیتی۔ یہ اس وجہ سے اپنے آپ کو حمل سے باز نہیں رکھتی کہ اس سے اس کا خوبصورت سراپا متاثر ہوگا، یا مال و دولت کی کمی ہے، یا صحبت میں مشکل پیش آرہی ہے۔ یا اس وجہ سے کہ یہ ابھی جوان ہے اور اپنے شباب کو حمل...... یا رضاعت...... یا بچے کی تربیت...... میں ضائع نہیں کرنا چاہتی۔

بلکہ اچھی بیوی اپنے خاوند کے معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کی مطیع رہتی ہے اور اپنے آپ پر یا اپنے خاوند پر حمل کے معاملے میں بخل سے کام نہیں لیتی۔ عورت میں خیر و بھلائی کی صفات میں یہ شامل ہے کہ وہ محبت کرنے والی، بکثرت بچے پیدا کرنے والی، نیک، صالح اور زرخیز ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

انہوں نے ایک عورت سے شادی کی، اسے شمطاء کی بیماری لگ گئی، آپ نے اسے طلاق دے دی اور فرمایا:

> ''اس عورت سے گھر میں پڑی ہوئی چٹائی بہتر ہے جو بچہ پیدا نہ کرسکتی ہو، خدا کی قسم! میں شہوت کی وجہ سے تم سے مقاربت ہرگز نہیں کرتا، بلکہ اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے:
>
> **((تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامة))** [1]
>
> ''پیار و محبت کرنے والی اور بکثرت بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے شادی کرو، روز قیامت میں تمہاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر

---

[1] **اسناده حسن**، تاریخ بغداد للخطیب، ۱۲/ ۳۷۷، رقم: ٦٨٢٩۔

کروں گا۔''

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میں نے شادی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کس سے شادی کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ شوہر دیدہ سے، آپ نے فرمایا:

((مالك وللعذارى ولعابها))

''کنواریوں سے شادی اوران کے ساتھ کھیل کود میں کیا رکاوٹ تھی؟''

نیز فرمایا:

((فهلا جارية تلاعبها وتلاعبك)) [1]

''کسی چھوٹی عمر والی کا انتخاب کیوں نہ کیا؟ تو اس کے ساتھ کھیلتا وہ تیرے ساتھ کھیلتی۔''

ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کے لیے کنواری کو پسند کیا، کیونکہ یہ ان کا پہلا نکاح تھا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ شوہر دیدہ عورتوں سے نکاح مکروہ ہے، بلکہ اگر ان میں سے کوئی پختہ دینداری والی، اعلیٰ ومضبوط اخلاق کی مالک مل جائے تو اس سے نکاح کر لینا چاہیے، لیکن کنواری کے ساتھ شادی سے جو کچھ اسے حاصل ہوسکتا ہے، وہ شوہر دیدہ سے نہیں، ترجیح کی یہی وجہ ہے۔

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔ اس لیے یہاں مقصود افضلیت اور بہتری کی طرف اشارہ کرنا ہے، کراہت یا تحریم بیان کرنا مطلوب نہیں ہے، یہ بات واضح رہنی چاہیے۔ البتہ بانجھ عورت سے نکاح آپ نے ناپسند فرمایا ہے، کیونکہ اس سے نسل منقطع ہوگی اور اولاد نہیں ملے گی۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

---

[1] صحيح بخاری، کتاب النکاح، باب تزويج الثيبات، رقم: ٥٠٧٩، ٥٠٨٠؛ صحيح مسلم: ٧١٥ (٣٦٣٦، ٣٦٣٧، ٣٦٣٨، ٣٦٤٠۔

''مجھے ایک اونچے حسب ونسب اور حسن وجمال والی عورت مل رہی ہے، لیکن وہ اولاد جننے کے قابل نہیں ہے۔کیا میں اس سے شادی کر سکتا ہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ دوسری بار آیا تو بھی آپ نے اسے روک دیا تیسری مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((تزوجو الودود الولود فانی مکاثربکم الامم یوم القیامة)) [1]

''ان عورتوں سے شادی کیا کرو جو سراپائے محبت ومودت ہوں اور بکثرت اولاد پیدا کرسکتی ہوں، مجھے روز قیامت دیگر امتوں پر تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر ہوگا۔''

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

((کراهیة تزویج العقیم))

''یعنی بانجھ عورت سے شادی کا مکروہ ہونا۔''

میں کہتا ہوں:

ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔خاص طور پر اگر شادی شدہ آدمی کسی ایسی عورت سے اس نیت سے شادی کرے کہ وہ پاکدامن رہے اور یہ اسے اسبابِ فتنہ سے محفوظ رکھے۔

گویا نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو مذکورہ بانجھ عورت سے شادی سے اس لیے روکا تھا کہ اس کا گمان تھا کہ عورت کا حسن وجمال اور اس کا حسب ونسب اسے اولاد اور نسل کے بدلے میں مل رہا ہے، تو آپ نے واضح فرمایا کہ بچے پیدا کرنے والی عورت، اگر حسب ونسب اور حسن وجمال والی نہ ہو تو بھی، یہ حسب ونسب والی خوبصورت مگر بانجھ عورت سے زیادہ برکت والی ہے۔

---

[1] **اسناده صحیح**، سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء، رقم: ۲۰۵۰ (الف) سنن النسائی: ۳۴۹۴۔

دلربا بیوی

بستر پر خاوند کی چاہت اور مراد کو پورا کرنے والی

بہترین بیوی وہ ہے جو سونے کے کمرے میں اپنے حسن و جمال، اور بستر پر خاوند کے ساتھ خوبصورت طور اطوار سے، اسے اپنے پیار کے جادو میں جکڑ لے۔ دوران صحبت اس کے مقصد پر نگاہ رکھے اور غور کرے کہ اس کا خاوند کیا چاہتا ہے۔ اور پھر اس کی پسند سے بھی بہتر انداز میں اپنے آپ کو اس کے سپرد کرے۔ نرم گفتگو کرے اور اس کی رغبتوں اور چاہتوں کو پورا کرتے ہوئے اسے سیر کر دے۔ کبھی بھی اس کے بستر پر جانے سے مت رکے، اگر وہ اس کے ساتھ مقاربت کا خواہش مند ہے تو قطعاً نافرمانی نہ کرے، کیوں کہ اللہ رب العزت کے ہاں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إذا دعا الرجل امرأتهٗ إلیٰ فراشہٖ فأبت، فبات غضبان علیها لعنتها الملائكة حتی تصبح)) [1]

''آدمی جب اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے، جس سے خاوند اس سے ناراض ہو کر رات گزارتا ہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثلاثة لا یقبل الله صلاتهم إمام قوم وهم له كارهون وامرأة باتت وزوجها علیها غضبان واخوان متصارمان)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال أحدكم: آمین والملائكة فی السماء...... رقم: ۳۲۳۷؛ صحیح مسلم: ۱۴۳٦ (۳۵٤۱)؛ سنن ابی داود: ۲۱٤۱۔

[2] **اسنادہ ضعیف**، المعجم الكبیر للطبرانی، ۱۱/ ٤٤۹؛ ابن ماجہ: ۹۷۱؛ ابن حبان: ۱۷۵۷ عبیدہ بن اسود مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ تنبیہ: سنن الترمذی (۳٦۰ وسندہ حسن) میں اس مفہوم کی حدیث ہے، لیکن اس میں ((واخوان متصارمان)) کے الفاظ نہیں ہیں، البتہ ہمارے موضوع سے متعلقہ بات ((باتت وزوجها علیها ساخط)) صحیح ثابت ہے۔

’’تین قسم کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتے: ایسا امام جسے لوگ پسند نہ کرتے ہوں، وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو، اور دو بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں۔‘‘

دلربا بیوی

سمجھدار اور زیرک

اچھی بیوی اپنے خاوند کی طبیعت اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرتی ہے اور نظر رکھتی ہے کہ اسے کیا اچھا لگتا ہے، کیا برا لگتا ہے۔ کون سی چیز اس کے لیے قابل قبول ہے اور کس سے وہ اعراض کرتا اور منہ موڑتا ہے؟

جب وہ یہ سمجھ لیتی ہے تو ناپسندیدگی کے مواقع پر صریح انداز میں بات کرنے کی بجائے اشارہ کنایہ سے بات کرتی ہے۔

اس بارے میں بہترین روایت حضرت ام سلمہ کی ہے، آپ فرماتی ہیں:

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بستر پر لیٹی ہوئی تھی اسی دوران میں حائضہ ہوگئی، چنانچہ میں کھسک کر علیحدہ ہوئی اور حیض والے کپڑے اٹھا لیے، آپ ﷺ نے پوچھا: ((انفست؟))

''کیا حالتِ حیض میں ہو؟''

''میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور دوبارہ بستر پر اپنے ساتھ لٹا لیا۔'' [1]

یہ عقل مند اور زیرک خاتون امہات المومنین میں سے ہیں۔ انہوں نے اسے بیان کرنے کے لیے اشارے پر اکتفا کیا، جسے تفصیل سے بیان کرنا ناگوار گزرتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب من سمی النفاس حیضا، رقم: ۲۹۸؛ صحیح مسلم: ۲۹۶ (۶۸۳)۔

دلربا بیوی

عقلمند و دانا

حکمت و دانائی، سمجھداری اور سچائی کو اپنا زیور بنا لے۔ پہلے تول پھر بول۔ اپنے خاوند کو نصیحت کے لیے وہی طریقہ اختیار کر جو شریعتِ خداوندی اور سنتِ نبوی ﷺ کے موافق ہو۔ نصیحت پر اصرار نہ کر، نہ ہر وقت اسے نصیحت کرنے میں ہی لگی رہا کر، کیونکہ اس صورت میں تیرا مقصد اور تیری نیت اگرچہ درست ہوگی، لیکن خاوند پر تیرا یہ رویہ گراں گزرے گا، اس لیے خاوند کا خیال رکھ اور وقتاً فوقتاً نصیحت کیا کر۔

اگر وہ تجھ سے مشورہ طلب کرے تو ایسا مشورہ دے جو فائدہ مند ہو اور نفس پر گراں بھی نہ گزرے، نبی اکرم ﷺ بھی اکثر معاملات میں ازواجِ مطہرات سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں ایسے واقعات ملتے ہیں جو یہ بات ثابت کرتے ہیں اور اس سے حضرت خدیجہ کی زبردست عقل، انتہائی دانشمندی اور اعلیٰ مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ام سلمہ کا واقعہ بھی اس کی مثال ہے، جب انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کو اشارہ کیا کہ آپ خود نکلیں، اپنی قربانی کو ذبح کریں اور حجام کو بلائیں تاکہ وہ آپ کی حجامت بنائے۔ اس پر تمام مسلمانوں نے آپ کی پیروی کی اور کسی نے مخالفت نہ کی، اس طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے فتنہ کی سرکوبی اور اتفاق و اتحاد کا ذریعہ بن گئی۔

اس کے برعکس بے وقوف اور احمق عورت جس قدر معاملہ سنوارتی ہے اتنا ہی یا اس سے بھی زیادہ بگاڑ دیتی ہے۔ اس کے خاوند کو اس میں نفرت انگیز چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ ہوسکتا ہے ایسی عورت سے اسے کوئی اولاد ملے تو وہ بھی ماں جیسی ہو، اس سے وہ عذاب در عذاب میں پھنس جائے گا۔

اللہ مدد فرمائے، ایسی عورت کتنی بڑی آزمائش ہے۔

اس لیے اہل علم نے عقل مند خاتون سے شادی کو مستحب قرار دیا ہے اور بیوقوف سے شادی کو مکروہ کہا ہے، کیونکہ اس میں تکلیف کا زیادہ خدشہ ہے۔ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آدمی کو چاہیے کہ عقل مند خاتون کو منتخب کرے اور بیوقوف سے بچے، کیونکہ نکاح پوری زندگی ساتھ گزارنے کے لیے ہوتا ہے اور بیوقوف عورت کے ساتھ زندگی گزارنا خیر و بھلائی سے خالی ہے، ایسی عورت کے ساتھ زندگی خوشگوار نہیں گزر سکتی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حماقت اس کی اولاد میں بھی آجائے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''بیوقوف عورت سے بچو، اس سے پیدا ہونے والی اولاد ضائع ہے اور اس کے ساتھ رہنا مصیبت ہے۔'' [1]

---

[1] المغنی لابن قدامة، ٦/ ٥٦٦۔

دلربا بیوی

اپنے گھر اور خاوند کو سنبھالنے والی

مذکورہ بالا بیوی کے اوصافِ حمیدہ میں سے ایک وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر کو سنبھالتی ہے، تکبر کرتے ہوئے اپنے خاوند اور اہل وعیال کی معروف طریقے سے خدمت کرنے سے انکار نہیں کرتی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾

(٤/ النساء: ٣٤)

''نیک خواتین اطاعت گزار ہوتی ہیں اور غیب میں بھی ان چیزوں کی نگرانی کرتی ہیں جن کی نگرانی اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ لگائی ہے۔''

شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت کا فرمان: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ......﴾ مطلقاً خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری کو واجب قرار دے رہا ہے، اس میں خدمت، اس کے ساتھ سفر اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کرنا وغیرہ سب شامل ہیں۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ألا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته......)) [2]

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔''

عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور اس سے ان تمام کے بارے میں سوال ہوگا۔

اسی طرح اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

''میرے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ ان کی زمینوں میں ان کے

---

[1] مجموع الفتاوی، ٣٢/ ٢٦٠۔ [2] صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضيلة الامام العادل ......، رقم: ١٨٢٩ (٤٧٢٤)؛ سنن الترمذی: ١٧٠٥۔

پاس کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہ تھی، صرف ایک گھوڑا تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے گھوڑے کو چارا ڈالا کرتی، آپ کے محنت ومشقت کے کام کیا کرتی، آپ کا سارا انتظام سنبھالتی، اونٹنی کے لیے گٹھلیاں پیسا کرتی، اسے چارا ڈالتی، پانی لے کر آتی، آپ کے ڈول کو گھونگھوں سے بھر کر لاتی، آٹا گوندھتی اور سب کام کرتی۔ مجھے روٹی اچھی طرح سے نہیں پکانا آتی تھی، اس لیے کچھ انصاری لڑکیاں مجھے روٹی پکا دیا کرتیں۔ انصار کی عورتیں بڑی پر خلوص تھیں۔'' [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بیوی پر کس قسم کی خدمت واجب ہے: گھر کی صفائی ستھرائی، کھانا پانی پہنچانا، روٹی پکانا، آٹا گوندھنا، غلاموں کے لیے کھانا تیار کرنا اور جانوروں کو ان کا کھانا دینا، یعنی انہیں چارا وغیرہ ڈالنا۔ اس سب کا کیا حکم ہے؟

بعض علما کا کہنا ہے کہ یہ سب واجب نہیں ہے، اور یہ قول ضعیف ہے۔

اور بعض علما کے نزدیک یہ خدمت واجب ہے اور یہی درست ہے۔

کیونکہ قرآن کے مطابق خاوند اپنی عورت کا آقا ہے۔ اور سنتِ رسول کے مطابق وہ اس کے پاس قیدی کی مانند ہے اور قیدی اور غلام پر خدمت کرنا واجب ہوتا ہے، نیز عرف بھی یہی کہتا ہے۔

پھر ان علماء میں سے بعض کا قول ہے کہ تھوڑی بہت خدمت واجب ہے، اور بعض کا کہنا ہے کہ عرف کے مطابق خدمت واجب ہے اور یہی درست ہے۔

عورت پر فرض ہے کہ وہ خاوند کی معروف طریقے سے خدمت کرے، یعنی اس طرح خدمت کہ جس طرح اس جیسی عورتیں اس جیسے خاوند کی کرتی ہیں۔ مختلف حالات میں یہ مختلف ہوتی ہے، دیہاتی عورت کی خدمت شہری عورت

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ٥٢٢٤؛ صحيح مسلم: ٢١٨٢ (٥٦٩٢)۔

کی خدمت کی طرح نہیں ہے، اسی طرح صحت منداور توانا عورت کی خدمت
کمزور عورت کی خدمت سے مختلف ہوگی۔'' [1]

[1] مجموع الفتاوی، ۳۴/ ۹۰۔

دلربا بیوی

غصے کے وقت اپنی زبان پر کنٹرول رکھنے والی

نیک اور صالح بیوی گالی گلوچ کے ذریعے اپنے خاوند کو تکلیف نہیں پہنچاتی، نہ اس کی توہین کرتی ہے اور نہ اس کے ساتھ ایسی گفتگو کرتی ہے جو اسے بری لگے، بلکہ اپنی زبان کو بدگوئی سے بچاتی ہے۔ اور جب تک پرسکون نہ ہو جائے اور اس کا اصل مزاج واپس نہ آ جائے تب تک اپنے آپ پر گفتگو کو حرام کر لیتی ہے۔

اور اگر وہ غصے کے وقت یہ الفاظ کہے "غفر الله لك" (اللہ آپ کو معاف کرے) یا انت عينىَّ وعلى الرأس (آپ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، آپ کا حکم سر آنکھوں پر)، یا اس طرح کی کوئی محبت بھری بات تو اس کا خاوند کے دل پر گہرا اثر ہوگا۔ وہ بہت جلد پرسکون ہو جائے گا اور اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔

یہ چیز شیطانی مادہ کو ختم کر دے گی اور اس کی میاں بیوی کے درمیان فساد ڈالنے کی سازش نا کام بنا دے گی۔

اور بچ جا! پھر بچ جا، ''برا لفظ'' زبان سے نکالنے سے۔ اکثر عورتیں جب غصے میں ہوتی ہیں تو اس بات کا خیال نہیں کرتیں، فوراً برا لفظ بول دیتی ہیں، یعنی کہہ اٹھتی ہیں ''طلقنی'' (مجھے طلاق دے دو)۔

تجھے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ ایسا کر گزرے، اور اگر وہ غصے میں ایسا نہ بھی کرے تو بھی تجھے بے خوف نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا مواخذہ کر سکتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أيما امرأة سألت زوجها طلاقًا في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة)) [1]

---

[1] **اسناده صحيح**، سنن ابى داود، كتاب الطلاق، باب فى الخلع، رقم: ٢٢٢٦؛ سنن الترمذي: ١١٨٧؛ سنن ابن ماجه: ٢٠٥٥ وصححه ابن حبان: ١٣٢٠ والحاكم، ٢/ ٢٠٠۔

''جو عورت بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

یہ سخت وعید اس گناہ کی شناعت اور سنگینی کا پتا دیتی ہے۔

پھر یہ عورت شاید اس بات سے واقف نہیں ہے کہ خاوند کے غضب کی صورت میں اس پر کیا بجلیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے خاوند ایسا لفظ بول دے جس سے طلاق واقع ہو جائے، پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تیسری طلاق ہو جس سے قطعی جدائی ہو جائے گی، گھر تباہ و برباد ہوگا اور اولاد ضائع ہوگی اور......اور......

اس لیے اچھی عورت کو جب غصہ آتا ہے تو وہ اسے پی جاتی ہے، اپنے رب کو یاد کرتی ہے، اس کی طرف رجوع کرتی ہے اور اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہو اس کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے۔

لیکن! اگر عورت کو اندیشہ ہو کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہی تو اس کا دین فتنے میں پڑ سکتا ہے تو اس کے لیے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

حبیبہ بنت سہل الانصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھیں۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے تو آپ نے حبیبہ بنت سہل کو اندھیرے میں اپنے دروازے پر پایا۔ آپ نے کہا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے جواب دیا:

''یا رسول اللہ! میں حبیبہ بنت سہل ہوں''

آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''میں ثابت بن قیس کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور وہ میرے ساتھ نہیں رہ سکتا۔''

جب اس کے خاوند ثابت بن قیس آئے تو آپ نے ان سے کہا:

''یہ حبیبہ بنت سہل ہے، اس نے جو اللہ نے چاہا وہ مجھے بتلایا ہے۔''

حبیبہ کہنے لگی: ''اے اللہ کے رسول! اس نے جو کچھ مجھے دیا تھا وہ میرے پاس موجود ہے''

آپ نے ثابت بن قیس سے کہا: وہ سب اس سے لے لو، چنانچہ انہوں نے لے لیا اور حبیبہ اپنے گھر چلی گئیں۔ [1]

لیکن یہ کام خوب جانچ پرکھ، آزمائش، تجربہ اور کچھ عرصہ رہنے کے بعد ہونا چاہیے۔ اس طرح نہیں کہ جس طرح بعض عورتیں جب اپنے خاوند سے ناراض ہوتی ہیں تو کہتی ہیں مجھے خطرہ ہے کہ یہ میرے دین میں فتنے کا سبب بنے گا اور جب خاوند میں ایسی چیز دیکھتی ہیں جو انہیں خوش کردے تو اس کی تعریف وثناء میں زمین آسمان کے قلابے ملانے لگتی ہیں۔

طلاق کا مطالبہ کرنا کوئی عام سادہ سی بات نہیں ہے۔ نہ اولاد کو بکھیر دینا اور خاندان کو تباہ و برباد کرنا ہی کوئی آسان کام ہے۔ اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ مفاسد و مصالح پر خوب اچھی طرح غور کرلیں، طلاق کے مطالبے میں جلد بازی سے کام نہ لیں اور نہ بلاوجہ شوہروں کو ہی طلاق پر ابھاریں اور انہیں مجبور کرکے اسے کھیل تماشہ بنائیں۔

---

[1] **اسنادہ صحیح**، سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، رقم: ۲۲۲۷؛ سنن النسائی: ۳۴۹۲۔

چند مضامین جو مجھے پسند آئے

میل جول کے راز اور میاں بیوی کی نفسیات

☆پہلا راز

مرد یہ پسند کرتا ہے کہ عملی کام کے ذریعے سے اپنے آپ کو منوائے، جبکہ عورت کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اپنے خاوند پر اعتماد کر کے اور اپنے جذبات کے اظہار کے ذریعے سے اپنے آپ کو منوائے۔

قاعدہ:

کسی چیز کا جز و اصل کی طرف مائل ہوتا ہے، آدم کی اصل مٹی ہے اور حوا آدم کا جز و ہے۔

دراسۃ (Study):

امریکہ کے ایک بینک میں مینیجری کے دوران ۵۰۰ عورتوں سے میری بات ہوئی، ان سے پوچھا گیا کہ جب تم اپنے کام میں سکون اور ٹھہراؤ حاصل کرنا چاہتی ہو تو کس سے مشورہ کرتی ہو؟

نتیجہ: ۶۵ فیصد عورتوں نے کہا کہ ہم اپنے خاوندوں سے مشورہ کرتی ہیں۔

☆دوسرا راز

آدمی اپنے دماغ کے بائیں پہلو کو استعمال کرتا ہے اور عورت دائیں پہلو کو۔

معلومات:

بائیں پہلو کی صفات: اعداد اور ھندسے، تجزیہ، ترتیب، فیصلہ کرنا، منصوبہ بنانا۔

دائیں پہلو کی صفات: جذبات، خیال، دور کے خواب، انوکھا پن، نظم ونسق، اچھی آواز اور ذوق۔

دراسۃ (Study):

کویت میں ۵۰ سے زائد مردوں اور عورتوں سے میری بات ہوئی کہ عورت ایک دن میں کتنی باتیں کرتی ہے اور مرد کتنی؟

نتیجہ: عورت ۱۸ ہزار کلمات۔
مرد ۸ ہزار کلمات۔

☆ تیسرا راز

آدمی صورتِ حال کو مجموعی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے، جبکہ عورت تفصیلات میں جاتی ہے، یعنی عورت تفاصیل کو پسند کرتی ہے اور مرد کے لیے سرسری نظر کافی ہوتی ہے۔

معلومات:

آدمی اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ گھر کے اندر کیا کچھ ہے۔ اسے اسی قدر فکر ہوتی ہے کہ گھر کے مستقبل کو کیسے محفوظ کرے۔

☆ چوتھا راز

مرد کو جذبات مجتمع کرنے اور ان کے اظہار کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔

معلومات:

جذبات دماغ کی دائیں جانب ہوتے ہیں، اور اس جانب کو مرد کی بنسبت عورت زیادہ استعمال کرتی ہے۔

آدمی اپنے جذبات کا اظہار اپنے عمل سے کرتا ہے، جبکہ عورت باتوں سے کرتی ہے۔

☆ پانچواں راز

مرد مشکلات کے حل کے لیے غور و فکر کرنے کو تیار ہوتا ہے، جبکہ عورت کام کاج کرنے کو تیار ہوتی ہے۔

معلومات:

مرد و عورت کا تعلق ایک دوسرے پر فضیلت والا تعلق نہیں، بلکہ ایک دوسرے کو مکمل کرنے والا تعلق ہے۔

خاوند کو چاہیے کہ بیوی کی گفتگو میں امتیاز کرے؛ دیکھے کہ کیا عورت کسی مسئلہ کے حل کے لیے بات کر رہی ہے یا وہ فقط خبر دے رہی ہے، اسے صرف اپنی بات سنانا ہے اور اسے

بات سننے والا چاہیے۔

☆چھٹا راز

مرد و عورت کے جسم اور اعضا کا فطری فرق دونوں پر اپنا ذاتی اثر رکھتا ہے۔عورت کے متاثر ہونے کے اسباب: ماہواری، حالتِ نفاس، حمل۔

مرد کے متاثر ہونے کے اسباب: کام، تھکاوٹ اور گھر پر اس کا اثر۔

میاں بیوی کے آپس کے میل جول میں تناقض

اکثر اوقات ہر انسان، صنف ثانی اگر اجنبی ہو تو اس کے احساسات وجذبات کا بہت خیال رکھتا ہے، تاکہ اس کا اعتماد، احترام اور اس کی نگاہوں میں عزت حاصل کر سکے۔

لیکن ہم ایتھکس (اخلاقیات) کے اصول وقواعد کو صرف دوسروں کے لیے ہی کیوں استعمال کرتے ہیں؟ اپنے گھروں کے لیے اور رشتہ داروں میں سے جو ہمارے سب سے زیادہ قریب ہے اس کے لیے کیوں استعمال نہیں کرتے؟

عام طور پر ہم اپنے کسی انتہائی قریبی عزیز کے لیے اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اس کے ساتھ کس طرح سے پیش آ رہے ہیں۔

ہم صرف یہی کوشش کیوں کرتے ہیں کہ دوسروں (اجنبیوں) کے جذبات مجروح نہ ہوں؟ ان کا ہم بہت لحاظ رکھتے ہیں اور اس بات کی ذرا پروا نہیں کرتے کہ اپنے شریکِ حیات کے ساتھ تعلقات میں ہمارا رویہ کیا ہے؟ ہم کبھی قصداً اور کبھی غیر ارادی طور پر اس کے جذبات مجروح کرتے ہیں اور پھر معذرت کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے؟

کیا اس لیے کہ ہم نے فرض کر رکھا ہے کہ وہ خود ہی سمجھ جائے گا اور چشم پوشی سے کام لے گا؟ یا ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اخلاقیات کے اصول صرف اجنبیوں کے ساتھ میل جول میں استعمال کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور ظلم وزیادتی، ترشی وسختی اور بدذوقی رشتہ داروں کے لیے ہے؟

شادی کی خوشی اور سعادت کا حصول ایک دوسرے کے احترام اور فریق ثانی کے احساسات کے لحاظ کا متقاضی ہے۔

اس لیے میاں بیوی میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ عائلی زندگی کے آغاز میں ہی کچھ اصول وقواعد پر اتفاق کر لیں اور اسے ایک دستاویز کی صورت میں لکھ لیں اور ان تمام چیزوں پر متفق ہو جائیں جن سے زندگی تر و تازہ رہے۔

یہ سب اس لیے ہے کہ ہر شریکِ حیات اپنے ساتھی کا احترام کرے اور اس کی قدر و قیمت پہچانے، اور جو ان میں سے کسی اصول کی خلاف ورزی کرے، اس کے لیے سزا اور تادیب بھی ہونی چاہیے۔ مثلاً ایک دو دن کے لیے بول چال بند کرنا (یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سزا اس انداز میں دی جائے کہ مخالفت کرنے والے کو گھریلو کاموں میں سے کوئی زائد کام کرنا پڑے۔ یا دوسرے کی بجائے اسے بچوں کو پڑھانا پڑے) یا دوسرے کے حق میں کوتاہی کرنے والے کا اس سے معذرت کرنا، یا اسے راضی کرنے کے لیے جرمانے کے طور پر کچھ رقم دینا وغیرہ۔ یہ رقم ایک صندوق میں ڈال دی جائے اور مہینے کے اختتام پر صندوق کو خالی کرلیا جائے اور اس میں موجود رقم کے ذریعے سے میاں بیوی کہیں باہر جاکر کھانا کھاسکتے ہیں۔

کچھ اخلاقی قواعد، جنہیں بعض لوگ ایٹیکیٹس کہتے ہیں:

☆ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ کھٹکھٹا کر اجازت لینی چاہیے۔

☆ گھر یا کمرے میں داخل ہونے یا گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے سلام کہنا۔

☆ کمرے سے نکلتے ہوئے کمرے والوں سے پوچھنا کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟

☆ اگر ہم اپنے ساتھی کی چیز کو الٹ پلٹ کریں یا اسے اس کی جگہ سے ہلائیں تو دوبارہ اسے پہلی حالت میں رکھیں۔

☆ کسی کے خط، کاغذ یا تحریر کو اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھیں۔

☆ ایک سے دوسرے کے حق میں کوتاہی ہو تو بغیر شرمندگی کے اس سے معذرت کرے۔

☆ غلطی کرنے والا معافی مانگے تو دوسرا اسے مزید شرمندہ کیے بغیر معاف کردے۔

☆ گفتگو پرسکون انداز میں ہونی چاہیے، گالی گلوچ یا دوسرے کو اذیت دینے والے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

☆ دوسرے کی خواہشات کا احترام کرنا اور خیال رکھنا چاہیے، اس کے مرتبہ کو کم نہیں کرنا چاہیے۔

☆ ایک فریق اگر عصبیت اور ہٹ دھرمی سے کام لے تو دوسرا جواباً وہی رویہ اختیار نہ کرے۔

☆ اختلاف یا بحث کے وقت مشکلات اور مسائل کھڑے کرنے اور گڑے مردے اکھاڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆ دونوں کو کام تقسیم کر لینا چاہیے اور ہر فریق اپنا متعلقہ کام خود اپنے ذمہ لے۔

☆ معاملہ کتنا ہی سنگین ہو یا کتنی ہی بڑی غلطی ہو جائے، جھوٹ سے بچا جائے۔

☆ جھوٹ غلطیوں کی بنیاد ہے۔ حق بات کہہ دو خواہ کڑوی ہو، لیکن ایسے نرم اور لطیف انداز میں کہ دوسرے کو اذیت نہ ہو۔

☆ قدرت کے باوجود درگزر کرنا اور چشم پوشی سے کام لینا۔

☆ کسی کو بھلائی اور خیر خواہی کی ضرورت ہو تو پیار کے ساتھ، بڑائی جتلائے بغیر اس کی خیر خواہی کرنا۔

☆ ایک فریق خوش ہو تو دوسرا بھی خوش ہو جائے، ایک رو رہا ہو تو دوسرا بھی غمزدہ ہو جائے۔

☆ کسی ایک کی خوشی کا موقع آئے تو بغیر کسی عذر کے سب اس کی خوشی میں شریک ہوں۔

☆ کوئی ایک اہم کام کرنے سے عاجز آ جائے اور مدد کی ضرورت محسوس کرے تو بلا تاخیر سب اس کی مدد کریں۔

☆ قدرت وطاقت کے وقت چشم پوشی اور درگزر سے کام لینا معزز لوگوں کا شیوہ ہے۔

☆ آپس میں کام تقسیم کیا جائے اور ہر ایک اپنا کام دوسرے کے مطالبہ کے بغیر خود بخود کرے۔

☆ ایک جب لوگوں کے سامنے بات کر رہا ہو تو دوسرا اسے جھٹلائے نہیں۔ اسی طرح اگر وہ کوئی ایسا واقعہ بیان کر رہا ہو جس میں ہم بھی موجود ہوں اور وہ واقعہ بیان کرنے میں کمی زیادتی کر جائے تو ہم اسے اس کی مرضی کے مطابق واقعہ بیان کرنے دیں۔

☆ ہر ایک اپنے شریک حیات کے لیے وہ سب پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اسے راحت پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

☆ سختیوں پر صبر کرنا عبادت ہے، اور ہمیشہ اللہ کے شکر گزار رہنا واجب ہے۔

☆ نماز دین کا ستون ہے اور اللہ پر اعتماد اور یقین کامیابی کی بنیاد ہے۔

☆ ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو محبت بھرے دل کے ساتھ پکارے اور بات چیت، گپ شپ اور ہنسی مزاح میں ظاہراً یا در پردہ تکلف سے کام نہ لے۔

جو چیز پانی کے اوپر ہوتی ہے، پانی اسے ڈبو دیتا ہے اور وہ گھر جو سیلاب کے رستہ میں تعمیر کیا گیا ہو، سیلاب اسے منہدم کرتا ہے۔ وہ خاندان جس کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی اطاعت پر ہو، سخت سے سخت آندھیاں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

میاں بیوی کے تعلقات میں خرابی کیسے جنم لیتی ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟

بعض لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آتے ہیں اور اپنی بیویوں کے سامنے ان کا رویہ انتہائی روکھا اور خشک ہوتا ہے۔ سب بیویاں، سوائے ان کے جن پر اللہ نے اپنی رحمت فرمائی، ہر انسان کو سمجھ لیں گی، اپنے خاوند کو نہیں سمجھ پائیں گی۔

ایک سادہ سی مثال لیتے ہیں:

آپ ایک بیوی کی حیثیت سے اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو کے دوران میں اکتاہٹ اور بوریت محسوس کرتی ہیں، یا آپ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا خاوند بہت بور ہو چکا ہے اور آپ کی کوئی پروا نہیں کرتا، جب کہ اس کے برعکس جب وہ دوسری عورتوں سے بات کرتا ہے تو آپ کو اس کی گفتگو بڑی خوبصورت اور عمدہ دکھائی دیتی ہے......؟

یہ مسئلہ بہت عام ہو چکا ہے اور ہمارے معاشرے میں دیو قامت بن چکا ہے۔ میں کسی طبیب یا فلسفی کی طرح اس پر گفتگو نہیں کروں گا، نہ کسی کتاب سے پڑھتے ہوئے کسی مقالہ کی تشریح کروں گا، بلکہ اپنے تجربات کی روشنی میں کچھ گزارشات پیش کروں گا۔

اس مسئلے کا بنیادی سبب ''نفسیاتی اثر'' ہے۔

جی ہاں! نفسیاتی اثر یا نفسیاتی محرک۔

جب آپ اپنے خاوند کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گزار لیتی ہیں تو آپ کو اس سے اکتاہٹ اور بوریت محسوس ہونے لگتی ہے، آپ دیکھتی ہیں کہ آپ کے علاوہ ہر ایک ساتھ وہ انتہائی عمدہ انداز میں گفتگو کرتا ہے۔ آپ کو ایسے لگتا ہے کہ آپ کا خاوند آپ کے ساتھ ایک پتھر کی طرح ہے، جبکہ لوگوں کے ساتھ اس کا سلوک اور رویہ بڑا خوبصورت، رنگین، متلون، رومانٹک، عمدہ اور پرکشش ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ بات چیت کے وقت وہ پتھر بن جاتا ہے، اس کی گفتگو کسی قابل نہیں ہوتی۔

اسی طرح فلاں عورت اپنے خاوند کو پکارتی ہے، اس کے سامنے اپنے دکھڑے بھی بیان کرتی ہے، لیکن آپ کو اس کے خاوند کے جواب میں بے حسی نظر آتی ہے، اس کا ردِ عمل قابل اعتناء نہیں ہوتا، جبکہ اس آدمی کی بہن بھی اس کے سامنے اپنے دکھ بیان کرتی ہے اور جب اس کا خاوند اپنی بہن کو تسلی دیتا ہے اور مسائل کے حل میں اس کی معاونت کرتا ہے تو اس عورت کو اپنے خاوند کی بہن سے غیرت محسوس ہوتی ہے۔

نفسیاتی محرک ان مسائل کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے... کیسے؟؟

جب میں نفسیاتی اور اندرونی طور پر اس بات کے لیے تیار ہو جاتا ہوں کہ مجھے میری بیوی میرے معاملات پسِ پشت ڈالتی ہی نظر آئے گی، تو وہ میرا خیال رکھنے اور میری مدد کرنے کی کتنی بھی کوشش کر لے میں اسے کبھی سمجھ نہیں پاؤں گا، اور وہ مجھے میرے حقوق میں کوتاہی کرتی ہی نظر آئے گی، جبکہ عملاً اگر کوئی اور عورت اس کام کا ایک چوتھائی حصہ سرانجام دے جو آپ کی بیوی روزانہ آپ کے لیے کرتی ہے، تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ عورت آپ کا بہت خیال رکھتی ہے اور آپ کی بیوی کو آپ کے معاملات کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے!!!

اصل میں آپ نفسیاتی طور پر تیار ہو چکے ہیں کہ آپ نے اپنی بیوی کے کسی کام کو قبول نہیں کرنا، اور آپ کے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ آپ کی بیوی جو بھی کام کرے گی ضرور اس میں کوئی نہ کوئی اس کی اپنی مصلحت موجود ہوگی، اس لیے وہ غلط ہی رہے گی۔ حتی کہ اگر آپ کے ہر حکم کو پورا کر دے تب بھی آپ کی نگاہوں میں وہ گناہ گار ہوگی، کیونکہ کسی نہ کسی نقص کو آپ پکڑ ہی لیں گے، خواہ وہ کتنا ہی حقیر اور غیر اہم ہی کیوں نہ ہو، لیکن وہ نقص آپ کو فوراً نظر آجائے گا اور اس کے ذریعے سے آپ اپنی نفسیات کو مطمئن کر لیں گے جو یہی چاہتی ہوں گی، یعنی نفسیاتی طور پر آپ کو اس وقت بڑا سکون اور راحت ملے گی جب آپ اپنی بیوی کو کہیں گے یا دیکھیں گے کہ وہ آپ کے حق میں کوتاہی کر رہی ہے۔

ایک اور مثال

جب آپ شروع شروع میں کسی ایسی دوشیزہ سے بات کرتے ہیں جس سے آپ کو

بڑی محبت ہے تو اس کے ایک ایک بول کو آپ بڑے غور سے سنیں گے۔ آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ تو سراپائے غزل ہے، محبت کا پیکر ہے اور ہماری آپس کی زندگی ہمیشہ پر سعادت اور خوشگوار رہے گی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس تعلق میں خرابی آجاتی ہے، اور بعض خاص اسباب کی وجہ سے بعض مسائل اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں، طبعی طور پر زندگی میں ایسا ہوتا ہی ہے، مسائل پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہی کلمات اور بول جو آپ کو ایسا جادو محسوس ہوتے تھے جو آپ کو بادلوں میں لے جاتے، وہ اب اتنے عمدہ نہیں رہے، بلکہ وہ سب اب بوریت کا سبب اور اعصاب شکن، تھکا دینے والی روٹین بن چکا ہے۔

میں کبھی محسوس کر سکتی ہوں کہ میرا خاوند میرا غم خوار ہے، میرے معاملات سمجھتا ہے، میرے مسائل پر صبر کرتا ہے اور میری بات غور سے سنتا ہے؟ جبکہ خود میں نفسیاتی طور پر اس کے لیے تیار نہیں ہوں یا میں نے اپنے آپ کو منفی طور پر تیار کر رکھا ہے؟

یہ بے چارہ مسکین مجھے کیسے راضی کر سکتا ہے اور مجھے اس محبت کا احساس کیونکر دلا سکتا ہے جو محبت یہ میرے ساتھ کر رہا ہے اور مجھے دے رہا ہے؟

اگر وہ میرے ساتھ ہنسی مذاق کرے گا تاکہ طرفین میں کشیدگی کم ہو اور غم خواری کے ساتھ ساتھ کچھ فرحت پیدا ہو جائے تو میں کہوں گی کہ یہ میرا مذاق اڑا رہا ہے!!!

اگر وہ ان مسائل کو ختم کرنے کے لیے حل پیش کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ دوبارہ ان کا سامنا نہ کرنا پڑے تو میں کہوں گی کہ یہ مجھ سے اور میرے مسائل سے اکتا گیا ہے۔ اس لیے دوبارہ اس قصہ کو کھولنے سے روک رہا ہے!!!

اگر وہ مجھ سے کہے کہ اسے بھولنے کی کوشش کرو تو میں کہوں گی کہ یہ میرے غموں سے کنی کترا رہا ہے اور میری پریشانیاں سننا نہیں چاہتا!!!

اگر وہ میرے ساتھ بات کرے گا اور مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مجھے یہ احساس دلائے کہ میں غلطی پر ہوں، تاکہ یہ جھگڑے ختم ہوں اور دوبارہ ان کا سامنا نہ کرنا پڑے، تو میں کہوں گی کہ یہ مجھے بیوقوف سمجھتا ہے!!! میرے بارے میں اس کی سوچ صحیح نہیں ہے، یہ مجھے بچی سمجھتا ہے جسے کچھ سمجھ نہیں آرہی......

میں اس کی مدد کیسے کر سکتی ہوں؟ جب کہ میں اس کی بات سمجھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتی۔ ہر چیز کو منفی طور پر لیتی ہوں۔ نہ صرف اس کی کوشش میں اس کا ساتھ نہیں دے رہی، بلکہ جیسے مقولہ ہے کہ گیلی مٹی کو مزید گیلا کر رہی ہوں (جلتی میں تیل ڈال رہی ہوں)۔

یہیں سے بکثرت میاں بیوی کے درمیان یا منسوب جوڑے کے درمیان حالات بگڑنے لگتے ہیں اور آخر کار تعلق ٹوٹ جاتا ہے، یا تو دونوں الگ ہو جاتے ہیں یا پھر ناخوشگوار زندگی جیسے تیسے گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

نفسیاتی حالت کی اصلاح اور فریق ثانی کو اسے قبول کرنے کے لیے تیار کرنا یہ سب سے اہم چیز ہے جو آپ اپنے آپ کو یا اپنے ساتھی کو پیش کر سکتے ہیں۔

یہی ایسی چیز ہے جو تو اپنے خاوند کو تعلقات میں بہتری لانے کے لیے پیش کر سکتی ہے۔

اپنے آپ کی تیاری، جو عام طور پر لگی بندھی روٹین، مصروفیات کی کثرت اور چھوٹی چھوٹی چیزوں اور معمولی معاملات کو نظر انداز نہ کرنے کی وجہ سے ماند پڑتے پڑتے ختم ہو جاتی ہے۔

نفسیات کا بگاڑ، جو کہ فریق ثانی کا احساس نہ کرنے، اس کی مراد نہ سمجھنے اور احساس وشعور میں انانیت پیدا کرنے کے سبب نمودار ہوتا ہے، یعنی ہر کوئی صرف اپنا احساس کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دوسرا اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا نہ اس کا احساس کرتا ہے۔

میاں بیوی کے لیے یہ نفسیات کی تیاری سیدھا اور واحد حل ہے۔

جب تو یہ سوچے گی کہ تمہارا خاوند جو تم چاہتی ہو اسے نہیں سمجھتا یا تمہارا احساس وخیال نہیں کرتا، تو اس کا مطلب ہے کہ تو بھی اس کی مراد نہیں سمجھ رہی، نہ اس کی مدد کر رہی ہے نہ اس کا احساس کر رہی ہے۔

اس طرح ہر فریق کی انانیت دوسرے کے ساتھ بندھی رہے گی۔ جس سے خلا بڑھتا جائے گا اور ہر ایک اسی انتظار میں رہے گا کہ دوسرا آغاز کرے اور جذبات کو سمجھے۔ ہر ایک دوسرے کے متعلق یہی کہے گا کہ وہ اسے نہیں سمجھتا، اس کے احساسات کا لحاظ نہیں کرتا۔ اس طرح مشکل جوں کی توں برقرار ہی نہیں رہے گی۔ بلکہ یادداشت میں راسخ ہو جائے گی۔ چنانچہ تم اور تمہارا خاوند حل کے لیے اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر تیار نہیں کرو گے۔ ایک دوسرے

کی طرف منفی سوچ سے دیکھتے رہو گے۔حتی کہ تم دونوں کی طرف سے غلطیوں کے اعتراف اور صلح کے بعد بھی یہ صورت حال باقی رہے گی، کیونکہ اس قسم کے مسائل کی جڑیں دل میں پیوست ہو جاتی ہیں، جن کا اظہار ہمیشہ تم دونوں کے درمیان منفی نفسیات کے پیدا کردہ حالات کی صورت میں ہوتا رہتا ہے۔

یہ جو ہم نفسیاتی لحاظ سے منفی انداز میں تیار ہو چکے ہیں اس تیاری کو عام زندگی میں، اور ہر چیز میں، جدیدیت اور نیا پن پیدا کر کے توڑنا پڑے گا۔

ہنسی مذاق اور اس کی تجدید، محبت بھری باتیں اور اس کی تجدید، جنسی تعلقات اور ان کی تجدید۔

اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ کچھ چہل قدمی کریں، اس دوران آپس میں ہموم و تفکرات کا تبادلہ کریں اور اپنی زندگی کو نئے انداز سے جئیں تو اسے اپنی بیوی بنا کر رکھ، وہ تجھے اپنا دوست بنا کر رکھے اور خوشی کے مواقع پر تمہیں اپنے ساتھ رکھے۔

اور اے شریکِ حیات! تو اپنے غموں کو اس کے سامنے بیان کر، اس کے لیے نیا بستر بچھا، نئے نئے کھانے پیش کر، گھر کو نئے انداز سے ترتیب دے، گھر کو مرتب رکھ، اسے دعوت دے کہ کوئی نئی چیز پیش کرے، خواہ اس کا تعلق لباس سے ہو...... یا مجلس سے...... یا گفتگو سے یا......

یہ نفسیاتی تیاری ہے اسے دعوت دے کہ وہ مثبت طور پر تیار ہو۔ اس سے تمہارے اور تمہارے خاوند کے درمیان محبت میں اضافہ ہوگا۔

اپنے خاوند کو سمجھنے کی کوشش کر، اس کے ہر مطالبہ پر لبیک کہہ، اس کے لیے تو جو کچھ کر سکتی ہے وہ کر، اسے احساس دلا کہ وہ بہت طاقت ور ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے، اسے احساس دلا کہ تیری زندگی میں اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور ہمیشہ اس بات کو یاد کرتی رہ کہ جب وہ پہلی بار تمہارے گھر پیغامِ نکاح لے کر آیا تھا تو تم دونوں میں محبت کے کیسے احساسات تھے۔ اسے وہ خوبصورت ایام یاد دلا جو تم نے اکٹھے گزارے ہوں۔ اپنی زندگی میں لگی بندھی روٹین کو توڑ اور اسے احساس دلا کہ تو مکمل طور پر ایک نئی لڑکی ہے، جو لمحہ بہ

لحہ جدیدیت کی حامل ہے۔

اس کے ساتھ تو ایسے انداز سے گفتگو کر جیسے تو بچی ہے، اور جیسے وہ تیرا باپ ہے۔ اسے احساس دلا دے کہ نسوانیت کی پیاس اور تپش کیسی ہوتی ہے؟ اسے یہ باور کروا کہ تو اس کے ساتھ ہر حال میں خوش ہے، تنگدستی میں بھی، خوش حالی میں بھی، خوشیوں میں بھی اور غموں میں بھی۔ اسی کی خوشی پہ خوشی کا اظہار کر اور دنیا کے غموں سے نجات کے لیے اس کے لیے ملجا و ملاذ ی بن جا۔ اپنے دل کو اس کا، اس کی طلب پر لبیک کہنے کا، اور اس کی خوشی و سعادت کا گرویدہ بنا لے، جو اسے پسند ہے اپنی سوچوں کا محور اسی کو بنا لے اور جس چیز کو وہ ناپسند کرے اسے ناپسند کر۔ ہر چھوٹے اور بڑے معاملہ میں اس کے شانہ بشانہ کھڑی ہو جا۔ اسے یہ احساس دلا کہ وہ ہی جدیدیت کا حامل ہیرو ہے اور اس کی محبت تیری زندگی ہے۔ اس کی غلطیوں سے درگزر کر۔

اسے یہ احساس دلا کہ اس دنیا میں تیری زندگی میں صرف وہی ہے اور کسی دوسرے کو اپنے درمیان مت داخل ہونے دے۔ جب تو اس کے لیے ایسی بیوی بن جائے گی تو وہ تمہارے لیے ویسا خاوند بن جائے گا جیسا تم چاہو گی۔ وہ تمہاری انگشت کی انگوٹھی بن جائے گا، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"تو اس کی لونڈی بن جا، وہ تیرا غلام بن جائے گا"

لیکن محتاط رہنا، جو بھی اس سے کہنا ہو سوچ سمجھ کر کہنا، اچھے اسلوب میں کہنا اور پہلے سوچ کر کہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں سادہ، بیوقوف یا پاگل سمجھنے لگے، کیونکہ اکثر لوگ جدیدیت کے عادی نہیں ہوتے۔ اس لیے آہستہ آہستہ یہ کام کرنا اور بڑے خوبصورت اور عمدہ انداز میں اسے یہ تبدیلی قبول کرنے کا کہنا۔

میاں بیوی کے آپس میں سلوک کے لیے نصیحتیں

خاوند:

☆ بیوی یا شریکِ حیات کے افہام و تفہیم اور ہم آہنگی پر مبنی عمدہ انتخاب کے بعد تفصیل و تصریح ہی میاں بیوی کے درمیان بنیادی ذریعہ ہے جس سے یہ افہام و تفہیم برقرار رہتی ہے۔ اس لیے جب کبھی تمہاری زندگی میں ٹکراؤ آئے، یعنی کوئی مسئلہ کھڑا ہو تو اپنی بیوی کے ساتھ

بات واضح اور صریح انداز میں کرنا اور اس مسئلے میں اپنی والدہ یا اپنی بیوی کی والدہ کو ہرگز نہ آنے دینا۔

☆ ہمیشہ کوشش کرنا کہ تمہارے اپنی والدہ کے ساتھ تعلق اور بیوی کے ساتھ تعلق میں فرق رہے، تیری زندگی میں ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے مختلف مقام ہونا چاہیے۔

ہر ایک کا الگ الگ طور پر احترام بنیادی اور مطلوب چیز ہے۔ اسے خلط ملط کرنے سے بچنا، وگرنہ ان کے درمیان تعلقات میں توازن خراب ہو جائے گا۔

بیوی:

☆ وہ بیوی جو پائیدار عائلی زندگی گزارنا چاہتی ہے اسے چاہیے کہ سطحی سوچ سے بچے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس سے شادی کے بعد زندگی جہنم بن سکتی ہے۔ اپنا موازنہ خاوند کی ماں کے ساتھ کبھی نہ کرے اور نہ اسے اپنے مقابلہ کی عورت تصور کرے۔

☆ بیوی کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ خاوند کے بھی ماں باپ ہیں جس طرح اس کے اپنے ہیں۔ خاوند ان سے محبت بھی کرے گا اور ان سے بے نیاز بھی نہیں رہ سکے گا۔ اس لیے عورت کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی ساس سے محبت کرے، اس کا احترام کرے، کیونکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کو اپنے خاوند سے محبت ہے اور اس کے دل میں خاوند کا احترام موجود ہے۔

یہاں پانچ نصیحتیں بیان کی جاتی ہیں جو میاں بیوی کے میل جول میں بہت اہم ہیں:

۱۔ اپنے آپ پر کنٹرول۔ شریک حیات کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ بہترین طریقہ ہے کبھی مسئلے کے آغاز میں ہی اپنا دفاع اور اپنی براءت کا اظہار مت کرنا۔

۲۔ اپنے خاوند کو اطمینان دلا کہ مسئلہ ضرور حل ہوگا اور تنقید کی بات نرم انداز میں کر۔ اکثر اوقات اس کا غصہ تیری وجہ سے نہیں بلکہ تیرے موقف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۳۔ بڑی پیشہ وارانہ مہارت کے ساتھ مشکل کے حل کو تلاش کر اور جلد بازی کو لگام دیے رکھ، ایسا حل پیش کر جو دونوں کے لیے قابلِ قبول اور مناسب ہو۔

۴۔ مسئلے کا کھوج لگا اور اس بات کا یقین کر لے کہ وہ مسئلہ حقیقت میں مسئلہ ہے بھی؟

۵۔ اس بات کا یقین حاصل کر لے کہ خاوند کے ساتھ بحث کے دوران تجھے اپنے اسلوب پر، بات کرنے کے طریقہ پر، حرکات وسکنات پر اور اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے جو الفاظ اور جملے تو استعمال کر رہی ہے ان پر تجھے مکمل کنٹرول حاصل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مترجم

ابوالقاسم محمد حماد بن عبدالستار الحماد

سلطان کالونی۔ میاں چنوں

یکم جنوری 2011 بروز ہفتہ

سیرت کے قارئین کے لیے سدا بہار اور انمول تحفہ
رحمۃ للعالمین ﷺ
قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری
اس کتاب میں قرآن وسنت،
قدیم صحف سماوی (تورات، زبور، انجیل)
اور غیر آسمانی مذہبی کتب سے آخرالزماں
پیغمبر ﷺ کی صداقت بیان کی گئی ہے
اور یہود، ہنود اور نصارٰی کے
اعتراضات کا مکمل رد کیا گیا ہے۔
قدیم طبع (1921ء-1933ء) سے تقابل کے بعد تصحیح شدہ ایڈیشن
مکتبہ اسلامیہ
بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پیٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2634256
E-mail: maktabaislamiapk@gmail.com

امام العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں مباشرت کے آداب، سہاگ رات سے متعلقہ مسائل، میاں اور بیوی کا خوشگوار تعلق اور شادی پر غیر شرعی امور کا انجام جیسے اہم ترین موضوعات کو انتہائی شگفتہ اور اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔ اسے محمد اختر صدیق نے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے لیے عموماً اور شادی کرنے والے نوجوانوں کے لیے خصوصاً قیمتی تحفہ ہے، خود پڑھیے اور دوستوں کو ہدیہ کیجیے

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پیٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

ازدواجی زندگی کے اسلامی اصولوں
پر مشتمل دلکش اور بہترین کتاب

تالیف: محمود مہدی استنبولی

تحقیق تخریج وتصحیح: حافظ ندیم ظہیر

ترجمہ: مولانا مختار احمد ندوی

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

بیوی خاوند کے تعلقات کو خوشگوار کیونکر بنایا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر یہ کتاب انتہائی بیش بہا اور معلومات افزا ہے لیکن عام طور پر اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا اسلوب یہ ہوتا ہے کہ نیک بیوی کی خصوصیات کو اس مرد کے مطالعہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے جو شادی کا خواہش مند ہوتا ہے اور نیک خاوند کی امتیازی صفات اس عورت کے مطالعہ کے لیے بیان کی جاتی ہیں جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا ارادہ رکھتی ہے حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورت کو اس امر سے روشناس کرایا جائے کہ کس طرح وہ ایسی دلربا بیوی بن سکتی ہے جو صرف نیک ہی نہ ہو بلکہ اس کی ادائیں ایسی خوبصورت ہوں جن کے پیش نظر وہ خاوند کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنا سکے اور خاوند کو یہ بات سکھائی جائے کہ وہ کس طرح ایک مسحور کن خاوند بن سکتا ہے جو اپنی بیوی سے حسن معاشرت اور اپنے خوبصورت طور واطوار کی بنا پر اپنی رفیقہ حیات کے دل کا مالک بننے کی صلاحیت رکھ سکے۔

کتاب کے پہلے حصے میں ان عمدہ صفات کو بیان کیا ہے، جن کے زیور سے آراستہ ہونا ایک مسحور کن خاوند کے لیے ضروری ہے اور دوسرے حصے میں ان اعلیٰ خصائل کا ذکر کیا ہے، جو ایک دلربا بیوی کی زندگی کا جز ولاینفک ہونی چاہییں تاکہ ان دونوں کی زندگی ایسی زندگی بن جائے جس سے پیار و محبت، والہانہ شوق اور وارفتگی و فریفتگی کے سوتے پھوٹتے ہوں جو راحت و سکون اور رحمت و مودت کا باعث ہوں، تیسرے حصے میں چند ایسے مضامین کا اضافہ کیا ہے، جن کا کتاب کے موضوع سے بڑا گہرا تعلق ہے۔